سلسلۂ اشاعت مطبع سیدی
جملہ حقوق محفوظ ہیں
نمبر (۱۸۱)

ہو الشہید



موسوم بہ اسم تاریخی

شمشیر ماتم

سنہ ۱۳۳۱ھ

مشہور اساتذہ کے چنے ہوئے اعلیٰ مرثیوں کا لاجواب انتخاب

جو بطرز سوز خوانی پڑھے جاتے ہیں

حسب فرمائش مالکان مطبع سیدی و کتبخانہ حیدری

باہتمام شیخ ابو القاسم مہتمم مطبع سیدی

در مطبع سیدی حیدرآباد دکن

طبع شد ۲۲ ذیقعدہ ۱۳۴۲ھ

بار دوم

قیمت فی جلد (عمر) ۱۲/ ملنے کا پتہ۔ کتب خانہ حیدری و مطبع سیدی چھتہ بازار مقابل بارہ دری (حیدرآباد دکن) (مجلد مع محصول ۱۴/)

اعلان

کتاب ہذا دو قسم کے کاغذ پر چھپی ہے قسم اول کاغذ چکنا عہ مجلد عہ قسم دوم کاغذ کھرا عہ مجلد عہ حصہ ۲ اور حصہ یکجائے مجلد چکنا ہیہ کھرہ ہے حصہ اول کے ساتھ ۱۲ خرید اجائے تو قیمت ہر دو حصہ کاغذ چکنا ہیہ مجلد حصہ کاغذ کھرہ سے مجلد ہیہ:

جو صاحب کسی ایک قسم سے یکمشت دس جلدیں خریدیں اُن کو یک جلد اور بیس جلد کے خریدار کو تین جلد مفت دیجائینگے - جس کتاب پر مہر مطبع نہ ہو وہ مال مسروقہ سمجھی جائیگی۔
تاجروں کے ساتھ خاص رعایت ہوگی جو نذریعہ خط و کتابت طے ہوگی۔

مطبع سیدی

کے قیام کا خاص مقصد یہ ہے کہ پیروان حیدر کرار علیہ السلام کی خدمت بجالائے اور کارہا مفوضہ خوش اسلوبی سے انجام دے کام خوشخط عمدہ جلد اور وقت پر دیا جائے - باوجود اس کے بازار کے مقابلہ میں نرخ بھی کم - مالکان مطبع امید کرتے ہیں کہ مومنین کو کتب رقعہ جات فارم وغیرہ چھپوانیکی ضرورت لاحق ہو تو مطبع سیدی کو فراموش نہیں فرمائینگے بذریعہ خط و کتابت چھپائی کتب وغیرہ نرخ کا تصفیہ ہوسکتا ہے اور چھپنے کے بعد اصلاع پر روانہ ہو سکتی ہے اس کے علاوہ مطبع سیدی نایاب و جدید کتب کے نشر و اشاعت کا انتظام کیا ہے اور جو مصنفین و مؤلفین بوجہ عدم استطاعت یا وجوہ دیگر اپنے تصانیف کے نشر و اشاعت کا انتظام نہ کرسکتے ہوں تو مطبع ہذا سے خط و کتابت کریں معاملہ طے ہونے پر کمپنی اپنے مصارف سے ان کتابوں کی نشر و اشاعت کا انتظام کریگی **مطبوعات مطبع سیدی** جو اس وقت تک چھپکر تیار ہوئے ہیں ذیل میں درج ہیں۔

چراغ ہدایت عقاید فقہ اعمال میں اس سے بہتر اور مقبول کوئی کتاب نہیں اسکی مقبولیت کیلئے یہ کافی ہے کہ پانچویں بار چھپی ہے اور ہاتھوں ہاتھ فروخت ہورہی ہے - قیمت کاغذ چکنا اعلےٰ درجہ عہ مجلد جلد اعلیٰ عہ قسم دوم کاغذ چکنا عہ مجلد عہ قسم سوم کاغذ کھرہ ۱۲ مجلد عہ ....

جام شہادت یعنی نوحہ جات شوکت حصہ اول مصنفہ عالیجناب مولوی میر کاظم علی صاحب شوکت بلگرامی یہ نوحہ جات اسقدر مقبول ہوئے ہیں کہ بار سوم چھاپنے کی ضرورت لاحق ہوئی ہر نوحہ جگر خراش خاص طرز پر اور نئے قسم کے ہیں اس مجموعہ میں ۱۵۴ نوحے اور حجم ۲۸۰ صفحہ قیمت فی جلد عہ اور مجلد عہ ہے۔

ایضاً حصہ دوم - ان نوحوں کی نسبت بس اسقدر کافی ہے کہ نقش دوم نقش اول سے بہتر ہوتا ہے

فہرست سلام اور مرثیوں کی

تمت بالخیر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دیباچہ

ہلال محرم جبتک شمشیر ماتم بن کر آسمان کے دل کو شفق سے خون کرتا رہیگا شہیدانِ کربلا کے خونِ ناحق کا رنگ اپنا اثر دکھاتا جائیگا اور جسوقت تک ہندوستان میں اردو زبان باقی ہے۔ یہ مرثیے اپنی خداداد تاثیر سے دلوں کو ٹکڑے کرتے رہیں گے۔

یہ مجموعہ **ہلال محرم** کا حصہ دوم ہے جسمیں مشہور اساتذہ کے اور خصوص مرزا دبیر اور میر انیس اعلی اللہ مقامہما کے منتخب اور لاجواب مرثیے ہیں جو بہ طرز سوزخوانی پڑھے جاتے ہیں اسمیں واقعات بعد شہادت اور حالات راہِ کوفہ و شام و دربار و قیدخانہ و وفاتِ جناب سکینہ علیہا السلام اور رہائی اہل بیت و ورود بہ مقتل شہدا و بیان چہلم و واپسی مدینہ طاہرہ وغیرہ کے اعلی سے اعلی مرثیے بترتیب درج ہیں اور صحت طبع میں حتی الامکان

کوشش کیگئی ہے۔

اُمید ہے کہ عزاداران حضرت سید الشہدا علیہ السلام اسکو پسند فرمائیں گے اور اسکے ذریعہ سے ثواب بے حساب حاصل کریں گے زیادہ التماس دُعا

خاکسار

مرزا کاظم علی

انتباہ

جس مصرع پر مرثیہ کی اسطرح کا نشان (کو) بنا ہوا ہو وہاں بازو دار جواب دیں علاوہ اسکے جواب دینے کے مقام کا تعین ذاکر کے امتیاز پر موقوف ہے

نوٹ: چونکہ طبع اول میں یہ نشان نہیں تھے اسلئے جناب سید عابد حسین صاحب مرثیہ خوان کی جملہ نشان بنوا دیگئے تاکہ [illegible]

اعلان

یہ ظاہر ہے کہ علم اخلاق کی بزرگی تمام علوم سے زیادہ ہے کیونکہ اسکے حصول سے انسان رتبۂ حیوان سے مرتبہ ملائکہ ہوتا ہے اور اسکے ترک میں ہلاکت اور اسکی تہذیب میں حصول تمدن کے علاوہ نجات آخرت ہے بلکہ ہمارے نبی صلعم کے بعثت کی غرض کلی اسی علم کے سکھنے پر مبنی اور اسکا حصول ہر شخص پر بقدر استعداد واجب عینی ہے پس اسی علم میں منجملہ مولفات علاء اعلما حاجی ملا احمد النراقی طاب مضجعہ الشریف کی مشہور و معروف کتاب مستطاب معراج السعادت زبان فارسی میں ہے اسکا ترجمہ عالیجناب مولانا مولوی میر محمود علی صاحب اعلی اللہ مقامہ نے بنام فہیم الدین کر کے اسکا نام عروج السعادت رکھا اور بلحاظ کثرت حجم اسکا طبع دو حصوں پر تقسیم کیا جسکا ابتدائی ہمارے مطبع میں زیر طبع اور قریب الختم ہے اور جسکا کاغذ عمدہ چکنا ہے صرف لاگت کی قیمت



جز پنجتن کسی سے تولا نہ چاہیئے	۱	غیر از خدا کسی کا بھروسا نہ چاہیئے
اک در پہ بیٹھ گر ہے توکل کریم پر	۲	اللہ کے فقیر کو پھیرا نہ چاہیئے
تکرار کیا ہے زندگی مستعار میں	۳	اے موت بار بار تقاضا نہ چاہیئے
راحت خدا نے دی تو کیا تو نے شکر کب	۴	ایذا بھی چار دن ہو تو شکوا نہ چاہیئے
کھانے کو رزق رہنے کو گھر اور لحد کو جا	۵	دنیا میں ایک جان کو کیا کیا نہ چاہیئے
	ق	
صغرا نے شاہ دیں کو لکھا خط تو بھیجئے	۶	گر چاہتے نہیں ہمیں اچھا نہ چاہیئے
دو بیٹیاں تو پاس ہیں اک جاں بلب بعید	۷	میں سچ کہوں یہ آپکو بابا نہ چاہیئے
فرقت رہی تو کونسی پھر زندگی کی شکل	۸	بیمار پر عتاب مسیحا نہ چاہیئے

کہتے تھے فاطمہ سے علی گھر میں ہو جو دو	۹	خالی کبھی فقیر کو پھیرا نہ چاہیئے
کپڑے سفید پہنے جو قاسم تو بولی ماں	ق ۱۰	اتنی بھی سادگی نئے دولہا پہ چاہیئے
دولہا نے عرض کی کہ اجل ہے گلے کا ہار	۱۱	چہرے پہ مرنے والوں کے سہرا نہ چاہیئے
کہتی تھی فضہ شام میں بازاریو ہٹو	ق ۱۲	آل رسول پر ستم ایسا نہ چاہیئے
یہ کون بیبیاں ہیں تمہیں کچھ خبر نہیں	۱۳	زہرا کی بیٹیوں کا تماشا نہ چاہیئے
کہتا تھا شمر چادریں انکی چھین لو	۱۴	ایسے گناہگاروں کو پردا نہ چاہیئے
مرقد چراغ داغ سے روشن ہے انیسؔ	۱۵	شب کو اکیلے گھر میں اندھیرا نہ چاہیئے

سلام (۲)

واجب الرحم تھے زنداں کے سزاوار نہ تھے	۱	مجرئی اہل حرم قابل دربار نہ تھے
تیر اصغر کو جو مارا تو کہا سرور نے	۲	ہم گنہگار تھے بچے تو گنہگار نہ تھے
کہا زہرا نے فلک میں نے ستایا تھا کسے	۳	میرے بچے تو اس آفت کے سزاوار نہ تھے
بدھیاں زخموں کی پہنے ہوئے تھے ابن حسن	۴	کیا ہوا پھولوں کے گردن میں اگر ہار نہ تھے
شمر کے دانتوں پہ چھڑی رکھ کے کہا ظالم نے	۵	ہم نے اس طرح کے دیکھے در شہوار نہ تھے
گل سے تلوؤں کا تھا بدسے بتر ہوا حال	۶	کونسا چھالا تھا وہ جسمیں کہ دو خار نہ تھے
کر مسیح دوجہاں کا ہوا افضال انیسؔ	۷	اچھے یوں ہو گئے جیسے کبھی بیمار نہ تھے

سلام (۳)

مصرف بکا جو غم شہ میں نہیں ہے ۔ ۱ ۔ اے مجرئی خلد اسکے مقدر میں نہیں ہے

ہے خانہ کعبہ بھی اسی غم سے سیہ پوش ۔ ۲ ۔ ماتم شہ مظلوم کا کس گھر میں نہیں ہے

زینب نے کہا مجھکو نہ بے پردہ کر اے شمر ۔ ۳ ۔ پیوند سوا کچھ میری چادر میں نہیں ہے

آئی یہ ندا مشک کو جب بھر چکے عباس ۔ ۴ ۔ یہ پانی سکینہ کے مقدر میں نہیں ہے

یہ خشک تھا حضرت کا گلا کہتا تھا قاتل ۔ ۵ ۔ خوں کا کہیں دھبہ بھی خنجر میں نہیں ہے

اے انس جو دل حب علی سے نہیں معمور ۔ ۶ ۔ اوس شخص کا حصہ بھی کوثر میں نہیں ہے

سلام (۴)

مجرائی قحط آب بھی تھا اور غذا نہ تھی ۔ ۱ ۔ پر بے حواس جنگ میں فوج خدا نہ تھی

مجرائی کیا غضب ہے کسی کو حیا نہ تھی ۔ ۲ ۔ بلوے میں اہل بیت کے سر پر ردا نہ تھی

لیکر ردائیں ناریوں نے گھر جلا دیا ۔ ۳ ۔ بیبیوں کے واسطے کہیں چھپنے کو جا نہ تھی

سوکھی زبان کھانے پہ ظالم نے مارا تیر ۔ ۴ ۔ بانو کے شیر خوار کی یارب خطا نہ تھی

بولی سکینہ بوند نہ دی مجھ سے سقہ کو ۔ ۵ ۔ کیوں اے فرات تجھ میں وفا دی کیا نہ تھی

ہے ہے وہ چوب بید سے کھولا لب حسین ۔ ۶ ۔ پیر حرم کو یہ سوء ادبی روا نہ تھی

زنداں میں آئی خواب میں زینب کے یوں بتول	۷ ق	ماتھا بھرا تھا خوں سے سر پر ردا نہ تھی
زینب پکاری کس کے لہو سے جبیں ہے لال	۸	تم پر تو آفت سفر کربلا نہ تھی
زینب سے بولی فاطمہ کچھ یاد تو کرو	۹	کس دکھ میں کس جگہ میں شریک بکا نہ تھی
اُس تن سے تو گری تھی جو مردے پہ بھائی کے	۱۰	کیا بال کھولے لاش پہ خیر النسا نہ تھی
یثرب سے تا بہ ماریہ اور وہاں سے تا بہ شام	۱۱	زینب حسین سے کہیں دم بھر جدا نہ تھی
چھوڑ آئی ہیں سبھی کو جنگل میں بے کفن	۱۲	قابل کفن کے لاش مسافر کی کیا نہ تھی
زینب نے عرض کی کہ میں کفناتی کس طرح	۱۳	اماں خدا گواہ کہ سر پر ردا نہ تھی
اس سال بھی نجف کا ارادہ تھا اے دبیر	۱۴	پر رہ گئے تڑپ کے کہ قسمت رسا نہ تھی

سلام (۵)

ہے سلام اُس پہ جو کہتی تھی مرے ویر حسینؑ	۱	ننگے سر لاش پہ آتی ہے یہ ہمشیر حسینؑ
بیڑیاں لوہے کی پہنے ہو وہ جاتا ہے	۲	جس نے منت کی بھی پہنی تو تھی زنجیر حسینؑ
حیف تیروں نے جگر آپ کا غربال ہوا	۳	مرے سینہ سے ہوا پار نہ اک تیر حسینؑ
تم کفن کیلئے محتاج میں چادر کیلئے	۴	وہ نصیب آپ کا اور یہ مری تقدیر حسینؑ
کوئی بیمار موئی کہتا ہے مجھکو کوئی اسیر	۵ ق	ہائے اب ہو گئی زینب کی یہ توقیر حسینؑ
ایک دن وہ تھا گری سر سے جو میرے چادر	۶	نکلا گردوں پہ نہ خورشید جہانگیر حسینؑ

ایک دن یہ ہے کہ بلوے میں عدوئے ولا ہیں	۷	سر پہ چادر بھی نہیں کیا کروں تدبیر حسینؑ
دودھ اترا ہے پلائے کسے بانوئے حزیں	۸	آ کے گود میں مارا گیا بے شیر حسینؑ
شمر نے رونے پہ بچی کو طمانچے مارے	۹	کس کے مذہب میں ہی رونے کی یہ تعذیر حسین
قتل گہ سے مجھے بے رحم لئے جاتے ہیں	۱۰	لاش پر رہنے کی کوئی نہیں تدبیر حسین
تو تمھیں ضامنِ شاہ ولایت میں دیا	۱۱	شام کو جاتی ہے مقتل سے یہ ہمشیر حسین
آئی آواز خدا حافظ و ناصر زینب	۱۲	جاؤ ہر حال میں ہے تابع تقدیر حسین

سلام (۶)

نام پر شاہ کے پانی جو پلا دیتے ہیں	۱	میر کو شرا و نہیں مجرائی دعا دیتے ہیں
قتل اکبر سا ہو تا ہی شہ کرتے ہیں شکر	۲	صبر ایوب کو شبیر جلا دیتے ہیں
فاطمہ کہتی تھی دنیا میں یہ آباد رہیں	۳	شہ کا پرسا مجھے سب اہل عزا دیتے ہیں
چشم سجاد اگر ضعف سے ہو جاتی ہے بند	۴	اشقیا پاؤں کی زنجیر ہلا دیتے ہیں
ذبح شبیر کو کرتا ہے لعیں خنجر سے	۵	بوسے حلقوم پہ محبوب خدا دیتے ہیں
کہتی تھی رو کے سکینہ کہ ہمیں قید کیا	۶	لوگ نے ندا اسے یتیموں کو چھڑا دیتے ہیں
پوچھتا ہے جو کوئی کس نے کمر کو توڑا	۷	شاہ عباس کے لاشہ کو دکھا دیتے ہیں
کیا سخی ہیں شہ دیں بخشش امت کیلئے	۸	جان بھی دیتے ہیں اور گھر بھی لٹا دیتے ہیں

خواب میں آن کے عابد سے یہ زہرا نے کہا	۹	کہو بیٹا تمھیں ملعون دوا دیتے ہیں
عرض عابد نے یہ کی مانگتا ہوں جب پانی	۱۰	مجھ کو دکھلا کے ستمگار بہا دیتے ہیں
یہ سلام شہ مظلوم کہا خوب فقیر	۱۱	دیکھوں انعام میں مولا مجھے کیا دیتے ہیں

سلام (۷)

جاتے ہیں اکبر سلامی قتل ہونے کیلئے	۱	آرزوئیں ساتھ ہیں لاشہ پہ رونے کیلئے
کہتا تھا حر یہ خیمے سے میں قبلۂ دیں کی طرف	۲	کافروں کا ساتھ دوں ایمان کھونے کیلئے
رو کے شہ کہتے تھے زینب قتل اکبر ہو گئے	۳	باپ زندہ رہ گیا بیٹے کو رونے کیلئے
کہتا تھا سرور کو دکھلا کر سناں ابن انس	۴	ہے یہ برچھی قلب اکبر میں چبھونے کیلئے
تیر پر جاتے ہیں عباس جری کس شان سے	۵	بحر خوں میں فوج کی کشتی ڈبونے کیلئے
بولی بانو گھٹنیوں بھی چل نہیں سکتے تھے وہ	۶	کس طرح اصغر گئے مرقد میں سونے کیلئے
خاکدان دہر ہے اک کھیل اے طفل مزاج	۷	جان کیوں دیتا ہے مٹی کے کھلونے کیلئے
گل ہیں خنداں اور شبنم اشک ریز اس باغ میں	۸	کوئی ہنسنے کیلئے ہے کوئی رونے کیلئے
کہتی تھی زہرا کہ چکی پیس کر اے میری جاں	۹	میں نے پالا تھا تمھیں پامال ہونے کیلئے
گریۂ وقت ولادت سے یہ ظاہر ہو گیا	۱۰	آدمی پیدا ہوا دنیا میں رونے کیلئے
گوہر اشک عزا رومال میں زہرا کے ہیں	۱۱	فاطمہ آئی ہیں یہ موتی پرونے کیلئے

رونے والا سید مظلوم کا مرتا ہی جب	۱۲	فاطمہ فردوس سے آتی ہیں رونے کیلئے
کیا لحد کا حال ہمسے پوچھتا ہی اے صفی	۱۳	اوڑھنے کو خاک مٹی ہے بچھونے کیلئے

سلام (۸)

مجلس غم میں جو رونے کیلئے آتے ہیں	۱	گلشن خلد بریں اس کا صلہ پاتے ہیں
محسن احمد و زہرا ہے عزادار حسین	۲	صادق آل محمد یہی فرماتے ہیں
بے خطا تیر سے مارا گیا معصوم اصغر	۳	آج تک گوشہ کماں تو نکلے یہ چلاتے ہیں
رن میں جاتی ہی قضا گود میں لینے کیلئے	۴	شاہ بے شیر کو خیمہ سے لئے آتے ہیں
نہر سے لاتے ہیں عباس دلاور پانی	۵	کہہ کے یہ اہل حرم بچوں کو بہلاتے ہیں
کرتی ہے بیاہ کا ارماں جب ام لیلا	۶	شاہ اکبر کی طرف دیکھ کے رہ جاتے ہیں
جو محب جاتے ہیں حضرت کی زیارت کیلئے	۷	پیشوائی کو علمدار حسین آتے ہیں
کربلا جاؤ رہ خلد کے جویا ہو اگر	۸	اسی رستہ سے تو جنت کا پتا پاتے ہیں
رو کے کہتی تھی سکینہ کہ ستاتے ہیں مجھے	۹	لوگ دنیا میں یتیموں پہ ترس کھاتے ہیں
دہشت قبر کا کچھ ہم کو نہیں ہے ڈھڑکا	۱۰	گرد خاک شفا ساتھ لئے جاتے ہیں
پشت سجاد پہ ہو جاتے ہیں کچھ تازہ زخم	۱۱	چلتے چلتے جو ذرا راہ میں تھم جاتے ہیں
کہا بانو نے کہ اک سال بھی اصغر نہ جئے	۱۲	باغ کے پھول بھی دو روز میں کھل جاتے ہیں

رن سے بیٹے کی صدا آتی ہے آؤ بابا	۱۳	ٹھوکریں کھاتے ہوئے سبط نبی جاتے ہیں
اس قدر چور ہیں زخموں سے حسین مظلوم	۱۴	تیر بھی کانپتے حضرت کی طرف آتے ہیں
کس کے دربار کی ہے شام میں یہ آرائش	۱۵	کس کا سر لاتے ہیں اور کون اسیر آتے ہیں
اے صفی لائق عبرت ہے بخیلوں کا مال	۱۶	جب اجل ہوتی ہے مہمان یہ مر جاتے ہیں

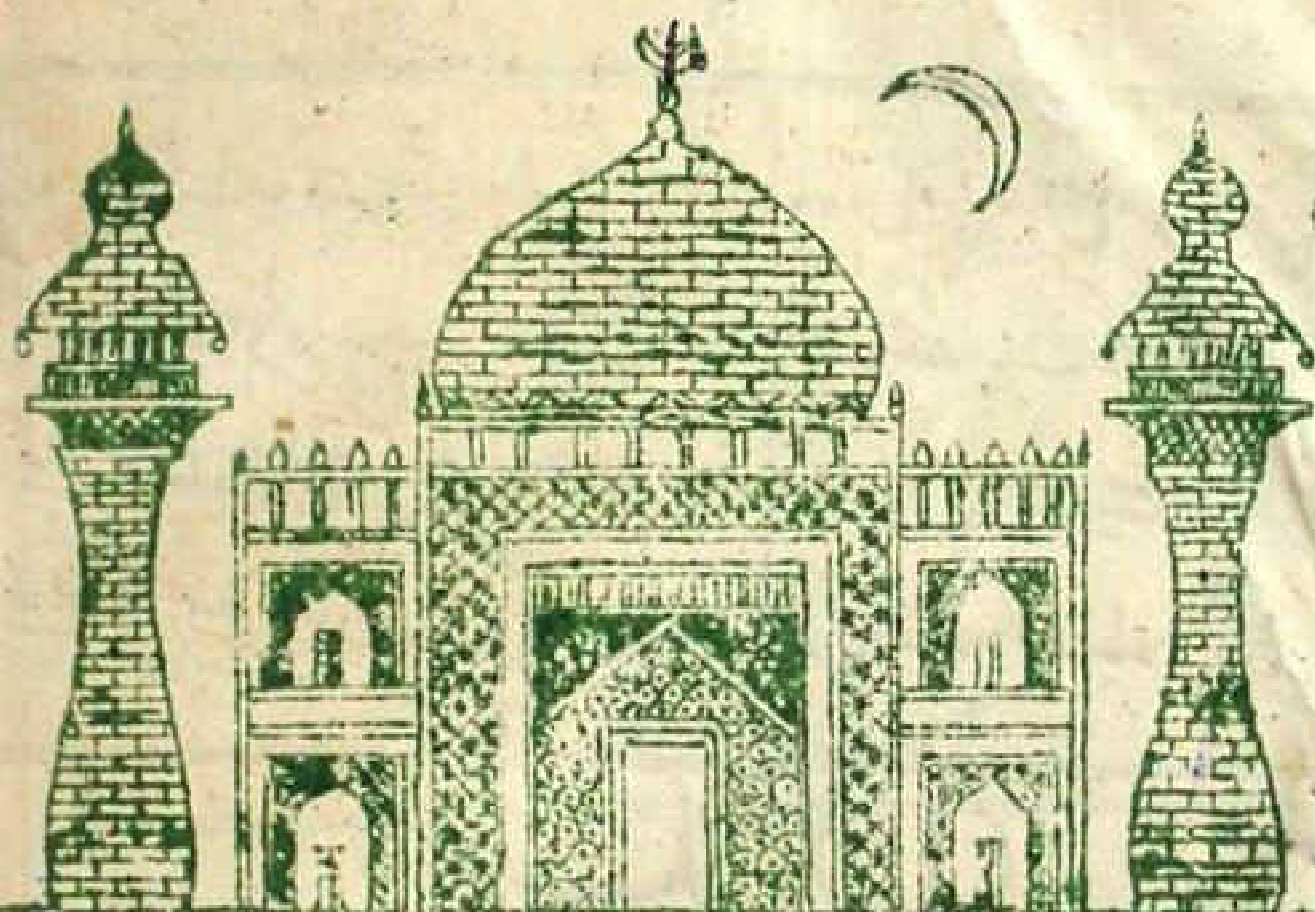
سلام (۹)

کرتے تھے حملہ جو لیکر تیغ شر ہاتھ میں	۱	بے سر و پا سینکڑوں ہو جاتے تھے ہر ہاتھ میں
وصف حیدر میں جو کوئی بیت رنگیں کی رقم	۲	گلشن خلد بریں کا آگیا گھر ہاتھ میں
کان و دریا ہے کف معجز نمائے مصطفےٰ	۳	ہو گئے ہیں سنگریزے لعل و گوہر ہاتھ میں
کر نظر انجام پر عبرت سے اے غافل ذرا	۴	نقد حسرت لیکے جاتا ہے سکندر ہاتھ میں
حشر میں کس شان سے آتے ہیں شاہ کربلا	۵	لاش اصغر گود میں فرق منور ہاتھ میں
عید کے دن چڑھ کے پشت احمد مختار پر	۶	تھام لی سبطین نے زلف پیمبر ہاتھ میں
کشتی آل محمدؐ کے ہیں عابد ناخدا	۷	طوق کا تھامے ہوئے جاتی ہیں لنگر ہاتھ میں
نہر سے عباس جب لیکر پھرے مشک و علم	۸	آگیا قبضہ میں طوبےٰ اور کوثر ہاتھ میں
غل ہوا بازوے پیغمبر کی قوت دیکھنا	۹	لے لیا جب دست حق نے باب خیبر ہاتھ میں
واہ رے فیض ثنائے گیسوئے سبط نبی	۱۰	آگیا سر رشتہ رحمت سراسر ہاتھ میں

قتل سرور کیلئے جاتا ہے شمر اس طرح سے	١١	پاؤں میں مہندی کے موزے ہیں خنجر ہاتھ میں
تخت پر بیٹھا ہے نخوت سے یزید بدعمل	١٢	شیشۂ مے سامنے رکھا ہے ساغر ہاتھ میں
کہتے تھے عابد سر مظلوم کی ہے کیا خطا	١٣	شامیو کس واسطے لیتے ہو پتھر ہاتھ میں
اے صفی یہ نفس امارہ ہے مار آستیں	١٤	ہاں دبائے رکھو اب اس موذی کا سر ہاتھ میں

سلام (١٠)

اربعین کے سوگوارو الوداع	١	آخری مجلس ہے یارو الوداع
خاتمہ بالخیر چہلم کا ہوا	٢	الوداع اے اشکبارو الوداع
اکبر و اصغر علی کی ضامنی	٣	نوجوانو شیرخوارو الوداع
کہتے تھے گنج شہیداں پر حرم	٤	فاطمہ زہرا کے پیارو الوداع
کربلا کی خاک کو سونپا تمہیں	٥	عرش اعظم کے ستارو الوداع
بخیہ و مرہم نہ زخموں کا ہوا	٦	مرتضیٰ کے رشتہ دارو الوداع
قبر پر بیٹوں کی زینب نے کہا	٧	ماں وطن جاتی ہے پیارو الوداع
دشت سونا پاس بستی بھی نہیں	٨	بے دیارو بے مزارو الوداع
سر کہیں لاشہ کہیں قبریں کہیں	٩	بے مکانو بے دیارو الوداع
قبر سے آواز دیتے ہیں حسین	١٠	لو بہن زینب سدھارو الوداع
مومنو اب تم بھی مانند دبیر	١١	رو کے بیٹھو اور پکارو الوداع



السلام علیک یا ابا عبد اللہ وعلی المستشہدین معک یا لیتنا کنا معکم فنفوز فوزاً عظیما

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مرثیہ (۱)

۱
جب کربلا میں عترتِ اطہار لٹ گئی — یعنے سب آلِ احمدِ مختار لٹ گئی
اور بارگاہ حیدرِ کرار لٹ گئی — بالکل حسین پیارے کی سرکار لٹ گئی
بیدادِ لشکرِ عمرِ نابکار سے
سادات نکلے خیمے سے زہرا فگار سے

۲
مقتل کے سامنے حرمِ آقا کے گر پڑے — اور پہلوؤں پہ بچے بھی آ آ کے گر پڑے
اک جا ستارے خاک پہ زہرا کے گر پڑے — عابد بوفورِ ضعف سے تھرا کے گر پڑے
آیا نہ کوئی غش سے اٹھانے کے واسطے
زنجیر لایا شمر پہنانے کے واسطے

۳

عابد نے غش میں نام جو زنجیر کا سُنا
زنجیر طوق دیکھ کے بیمار نے کہا
ناطاقتی میں رو دیے پھر چشم وا کیا
کیوں منصفو یہی ہے یہی درد کی دوا

بیمار و ناتواں ہوں اور تشنہ کام ہوں
یارو امام زادہ ہوں اور خود امام ہوں

۴

پہناتے ہیں جو بیڑیاں میری خطا ہے کیا
سمجھا میں ہتکڑی کے پہننے کا مدعا
ہاں بابا قتل ہو گئے میں زندہ رہ گیا
عباس کی طرح نہ کٹے ہاتھ کیوں بھلا

اصغر کی طرح حلق نہ زخمی ہوا مرا
ہے ریسمان و طوق کے قابل گلا مرا

۵

عابد کے سمت روتی چلی بنت مرتضٰی
لیکن گلے کے بند چھٹنے سے دم ہوتا تھا خفا
دیکھا کہ قید ہو چکا ہے وہ شکستہ پا
بولی بھتیجے تیری اسیری پہ میں فدا

تھا غم تمھیں نہ تیغ سے میرا گلا ملا
اب خوش ہو کہ ورثۂ شیر خدا ملا

۶

بیمار سے یہ کہہ رہی تھی بنت مرتضٰی
باندھو رسن سے بازوئے اولاد مصطفٰی
اتنے میں فوج سے عمر سعد نے کہا
لے لیکے ریسماں بڑھے بانی جفا

پر شمر بے حیا سوئے زینب رواں ہوا
پھر فاطمہ کی آل میں محشر عیاں ہوا

۷
لیکر رسن قریب جو آیا وہ بدصفات
منہ کر کے قتل گاہ کی جانب کہی یہ بات
تھرا کے کانپی خواہر شبیر نیکذات
اے بھائی دیکھو باندھتا ہے شمر میرے ہاتھ

فریادرس یہاں اب آئی میرے لئے
ہاتھوں سے سر نہ پیٹنے پائی ترے لئے

۸
القصہ لٹ گئے حرم سبط مصطفےٰ
پیدا ہوی یہ لاشۂ عباس سے صدا
مقتل کی سمت رونے کو جب قافلہ چلا
سیدانیو بھتیجی سے شرمندہ ہے چچا

مقتل میں رو کے پھر مرے رونیکو آئیو
سقے کی لاش پر نہ سکینہ کو لائیو

۹
آگہ سنی سکینہ نے لاشہ کی یہ صدا
اے اماں ڈھونڈو بولتے ہیں کہیں چچا
چاروں طرف نگاہ کی اور رو کے یہ کہا
لیتے ہیں میرا نام میں اس پیار کے فدا

تم قتلگہ کو جاؤ میں دریا کو جاؤنگی
سب روئینگے یہاں میں وہاں خاک اڑاؤنگی

۱۰
پھر ننھے ننھے بچوں سے بولی وہ نیک خو
میرے چچا کے رونیکو چلتے ہو تو چلو
ہمجولیو خدا کے لئے میرا ساتھ دو
رو کر چچی پکاری کہ مجھ کو بھی ساتھ لو

مقتل میں روئیں سب شہ ابرار کے لئے
ہم تم سر اپنا پیٹیں علمدار کے لئے

۱۱
یہ سنتے ہی سکینہ نے تھاما چچی کا ہاتھ
اور ننھے ننھے بچے چلے اُسکے ساتھ ساتھ
زینب کے گرد تھے حرم شاہ نیکذات
اک غول قتلگہ کو چلا اک سوئے فرات
اُس قافلہ کے روح علی پیشوا ہوئی
یاں ساتھ بال کھولکے خیر النسا ہوئی

۱۲
پہنچی سکینہ لاش پہ جب دم لب فرات
مجرے کو دور سے جھکی رکھکر جبیں پہ ہاتھ
اور سر پہ ہاتھ بچوں نے بھی رکھے اُسکے ساتھ
بولی سکینہ العطش اے عم نیکذات
لیکر بلائیں مرد کی پھر وہ لپٹ گئی
سقے کی لاش شرم کے مارے الٹ گئی

۱۳
منھ رکھکے پشت لاش پہ اپنا وہ بدحواس
کہتی تھی کیا غضب ہے کہ اب بھی بجھی نہ پیاس
سقہ بھی پاس پانی بھی پاس اور میں بھی پیاس
کہہ ننھے ننھے ہاتھ جوڑ کے کرتی تھی التماس
کیا پانی پی لیا ہے جو روپوش ہوتے ہو
میں صدقے چشم زخم سے کیوں خون روتے ہو

۱۴
اس حرف سے ہوا تن بے روح کو یہ غم
ایک ایک عضو کانپ گیا سر سے تا قدم
کرنے لگا خطاب یہ دریا سے دم بدم
نہر فرات تجھکو مری پیاس کی قسم
شرمندہ ہوں میں دختر شاہ مدینہ سے
پانی اگر پیا ہو تو کہدے سکینہ سے

۱۴
تب نہر علقمہ سے ندا آئی آہ آہ
حاشا جو کی ہو پانی پہ رغبت بھی نگاہ
پیاسا موا سکینہ کا سقہ خدا گواہ
اے لاڈلی حسین کی محبوبۂ الٰہ
اب تک تمہارے سقہ نے لب تر کیا نہیں
کوثر کا پانی لائے تھے حیدر پیا نہیں ہ ج

۱۵
زینب لب فرات گئی سب کو لیکے ساتھ
ہے مردکے گلے میں پڑے چھوٹے چھوٹے ہاتھ
دیکھا چچا کی لاش پہ غش ہے وہ نیک ذات
سب نے بہت پکارا مگر اسنے کی نہ بات
بانو پکاری یوں تو یہ آنکھیں نہ کھولیگی
عباس کی قسم اسے دوگے تو بولیگی ہ ج

۱۶
شانہ ہلا ہلا کے یہ چلائیں بی بیاں
اے بی بی آنکھیں کھولو کہ ہے بیقرار ماں
عباس کی قسم تمھیں بولو سکینہ جاں
آنسو سر حسین کے نیزے پہ ہیں رواں
آنکھوں کو کھولا سب کیطرف اک نگاہ کی
پھر لاش سے لپٹ گئی اور دل سے آہ کی ہ ج

مرثیہ نمبر ۲

۱
حاکم یہ مدینہ کے جس دم خبر گئی
کھیتی جناب فاطمہ کی خوں میں بھر گئی
سبط نبی کو فوج ستم قتل کر گئی
تا شہر شام بنت علی ننگے سر گئی
سچ ہے کہ کسطرح دل انسان نہ کٹ پڑے
دشمن تھا وہ لعین مگر آنسو نکل پڑے ہ ج

۲
القصہ سوچ سوچ کے حکم اُس نے یہ دیا ہاں شہر میں نکل کے منادی کرے ندا
آیا ہے شہر شام سے نامہ یزید کا ہے جس میں مندرج خبر ابن مرتضےٰ
قاصد کسی کو آج نہ دکھلائیگا وہ خط
کل مسجد نبی میں پڑھا جائیگا وہ خط

۳
سُنکر یہ حال مادر عباس نیک نام پہنچیں جو تا بہ مسجد پیغمبر انام
مردوں سے عورتوں نے یہ بڑھکر کیا کلام ہٹ جاؤ راہ دو کہ ادب کا ہے یہ مقام
حال حسین سننے کو تشریف لائی ہیں
بیت الشرف سے مادر عباس آئی ہیں

۴
اُس ازدحام میں گئی منبر کے جب قریب سر کو جھکا کے کہنے لگا اس طرح خطیب
کس خاندان سے ہے یہ ضعیفہ بلانصیب بولا کوئی عاشق شاہنشہ غریب
یہ آسماں جناب ہیں عصمت پناہ ہیں
ام البنین ہیں زوجہ شیر الٰہ ہیں

۵
اُس صاحب وقار نے تب خود اُٹھا کے سر فرمایا السلام علیک اے نکو سیر
ہے نور چشم مخبر صادق کی کیا خبر اب کس دیار میں ہے یداللہ کا پسر
سنتی ہوں کربلا کے بسانے کا قصد ہے
کوفہ سے کب تلک ادھر آنے کا قصد ہے

۶

رونے لگا خطیب یہ سُنکر بصد ملال
کچھ اپنے تینوں بیٹوں کا تجھکو نہیں خیال
بولا کہ اے ضعیفۂ ذی قدر و خوش خصال
فرمایا پہلے کہہ پسر فاطمہ کا حال
بیٹوں کی کیا خبر مجھے اپنی خبر نہیں
میرا سوا حسین کے کوئی پسر نہیں

۷

اُس نے کہا کہ حضرت عباس نیک نام
قاصد نے عرض کی کہ جب آئی تھی فوج شام
فرمایا ہاں حسین تو آقا ہے وہ غلام
تینوں تھے حرب گاہ میں پروانۂ امام
یوں سب تھے پر انھیں سے تو لشکر کا اوج تھا
عباس نامدار علمدارِ فوج تھا

۸

گھبرا کے تب یہ کہنے لگی وہ اسیرِ غم
کیا نام میرے بیٹوں کا لیتا ہے دمبدم
ہے ہے لڑے امام سے کیا بانیِ ستم
حال حسین کہہ کہ نکلتا ہے تن سے دم
ہوں میں تو اور فکر میں تو اور فکر میں
ذکر غلام کرتا ہے آقا کے ذکر میں

۹

بولا وہ سلسلہ سے سنو جنگ کا بیاں
اُس نے کہا کہ سینے پہ اُسکے لگی سناں
فرمایا خیر کہہ خبر عونِ نوجواں
بولیں ہزار شکر خداوند دو جہاں
کام آیا شہ کے عاقبت اوسکی نکو ہوئی
میں بھی جنابِ فاطمہ میں سرخرو ہوئی

۱۰

اب گریبانِ معرکۂ جعفرِ جری
اوس نے کہا دکھائی علی کی دلاوری
مارا گیا وہ غیرتِ خورشیدِ خاوری
یہ سن کے پڑ گئی تنِ اطہر میں تھرتھری
اتنا کہا کہ صدقے میں اوس نورِ عین کے
وہ بھی نثار ناخنِ پائے حسین کے

۱۱

مرنے کی دونوں بیٹوں کے جب سن چکیں خبر
بارِ الم سے اور بھی خم ہو گئی کمر
رقت کو ضبط کر کے یہ بولی وہ نوحہ گر
کہہ حالِ جانفشانیٔ عباسِ نامور
بھائی سے ابنِ مخبرِ صادق نے کیا کیا
معشوق سے جہاد میں عاشق نے کیا کیا

۱۲

بولا وہ جب شہید ہوا قاسمِ حسن
اوس دم گرا حسین پہ کوہِ غم و محن
نکلے تھے ننگے سر حرمِ سرورِ زمن
غل تھا کہ رانڈ ہو گئی اک رات کی دلہن
رخصت طلب حسین سے عباس ہوتے تھے
حضرت لپٹ لپٹ کے برادر سے روتے تھے

۱۳

جس دم سنا یہ ذکر تو صدمہ ہوا کمال
غصہ سے کانپ کانپ کے بولی وہ خوش خصال
پھر کہیو کیا کہا یہ مرے باوفا کا حال
جیتا تھا وہ شہید ہوا جب حسن کا لال
گریہ کیا تو خوب خوشی میرا دل کیا
اوس نے حسن کی روح سے مجھکو خجل کیا

۱۴

کیا ہو گئی حمیت عباس نوجواں
اللہ یہ عزیز ہوئی اوسکو اپنی جاں
ظاہر ہوئے وہ امر کہ جنکا نہ تھا گماں
بس آج سے وہ میرا پسر نا میں اُسکی ماں ہائے
قبر علی پہ اُسکی شکایت کو جاؤنگی
یثرب میں اب کسی کو نہیں مُنہ دکھاؤنگی ہائے

۱۵

مُنہ کو پھرا کے سوئے نجف پھر وہ خوشخصال
چلائی یا علیؑ ولی شیر ذوالجلال
آقا سُنا حضور نے اپنے پسر کا حال
اُس نے مجھے ضعیفی میں صدمے دئے کمال ہائے
حضرت کا شیر جنگ میں سبقت نہ کر گیا
بچے تو قتل ہو گئے اور وہ نہ مر گیا ہائے

۱۶

قاصد کو اس کلام سے حیرت ہوئی زیاد
بولا کہ اے ضعیفۂ ناشاد و نامراد
للہ کر نہ شکوۂ عباس خوش نہاد
سُن پہلے مجھ سے معرکہ آرائی جہاد ہائے
تھا عشق اُس کو فاطمہ کے نور عین سے
عباس کی وفا کوئی پوچھے حسین سے ہائے

۱۷

جس طرح سے حسین نے بھائی کو دی رضا
ہوتا ہے طول گر کہوں سارا وہ ماجرا
خالق کرے نہ عاشق و معشوق کو جدا
بسمل سے لوٹتے تھے شہنشاہ کربلا ہائے
باہیں گلے میں ڈال کے جب دم الٹتے تھے
اوس دم کلیجے دیکھنے والوں کے پھٹتے تھے ہائے

۱۸

پہنچا کنارِ نہر جو وہ شیر خشمگیں
کیا کیا ستمگروں سے لڑا وہ ہژبر دیں
اُمڈا گھٹا کی طرح سے پھر لشکر لعیں
واحسرتا کہ پڑ گئی شانے پہ تیغ کیں بکا

چھوڑی نہ مشک دانتوں نے اُس گیر و دار میں
گھوڑے سے گر کے شیر سے تڑپے کچھار میں بکا

۱۹

بھائی کے پاس شاہ کا جانا کہوں میں کیا
ہاتھوں سے سر پہ خاک اڑانا کہوں میں کیا
اک اک قدم پہ ٹھوکریں کھانا کہوں میں کیا
منہ چوم کر گلے سے لگانا کہوں میں کیا بکا

بھائی سے ایسے لپٹے کہ سب خوں میں بھر گئے
منہ رکھ کے پائے شاہ پہ عباس مر گئے بکا

۲۰

قاصد جو سب یہ حال علمدار کہہ چکا
ام البنین نے شکر کا سجدہ ادا کیا
مسجد میں نوجوانوں کے رونے کا غل ہوا
اور دونوں ہاتھ اُٹھا کے کہا سوئے کربلا بکا

بیٹا گلہ میں کرتی تھی تجھ نور عین کا
تقصیر میری بخشدے صدقہ حسین کا بکا

۲۱

قاصد سے پھر کہا کہ کر اب شاہ کا بیاں
کھا کر سناں جو مر گیا اکبر سا نوجواں
اُس نے کہا کہ جسم میں حضرت کے تھی نہ جاں
بس اور بھی حسین ہوئے پیر و ناتواں بکا

چاروں طرف سے فوج ستم کا وفور تھا
طاقت نہ تھی کمر میں نہ آنکھوں میں نور تھا بکا

۲۲
چمکتے تھے ذوالجناح پہ جس دم ادھر ادھر — چلاتی تھی بتولِ علی پیٹتے سے سر
جس دم گرا وہ عرش کا تارا زمین پر — ہمراہ لیکے شمر کو آگے بڑھا عمر
اب کیا کہوں کہ دفتر عالم الٹ گیا
پیاسا گلا حسین کا خنجر سے کٹ گیا ہائے

۲۳
ام البنین نے پھر یہ کہا سر کو پیٹ کر — قاصد بتا کہ زینب بیکس گئی کدھر
اس نے کہا کہ راہ میں تھا جب میں نوحہ گر — جاتے تھے اہل بیت محمد برہنہ سر ہائے
ثابت لباس بھی نہ کسی کے بدن پہ تھا
مشکلکشا کی بیٹی کا بازو رسن میں تھا ہائے

مرثیہ نمبر (۳۳)

۱
لکھتے ہیں راویان جگر سوز یہ کلام — جب بعد عصر کٹ گیا رن میں سر امام
لشکر سے ابن سعد یہ بولا بوقت شام — منظور ہے ہمیں کہ یہیں آج ہو مقام ہائے
اک خیمہ ایستادہ حضورِ نگاہ ہو
شب باش اوسمیں آل رسالت پناہ ہو ہائے

۲
اک خیمہ تب [illegible] رن میں بپا ہوا — اس میں ہوئے مقیم اسیرانِ کربلا
تقسیم فوج شام میں ہونے لگی غذا — ہر قسم کے طعام مہیا تھے جا بجا ہائے
آسائش طعام تھی ہر بدخصال کو
اور فاقہ تیسرا تھا محمد کی آل کو ہائے

۳

سردار پھر گئے عمر سعد سے تمام
اور آ گئے ابن سعد سے کرنے لگے کلام
جی چاہتا ہے اب کہ مٹا دیں ترا بھی نام
ناحق تری صلاح سے کاٹا سر امام

تجھ سے شقی کا ساتھ دیا آہ کیا کیا
سید کا ہم نے خون کیا آہ کیا کیا

۴

وہ بولا کچھ کہو تو سہی میں نے کیا کیا
سب بولے متفق ہے تجھے نار کرے خدا
اب کیا کریگا نام نبی تو مٹا دیا
بالفرض تجھکو سبط پیمبر سے بغض تھا

سیدانیوں سے آب و غذا اب جو دور ہے
بیچاری بی بیوں کا بھلا کیا قصور ہے

۵

یہ رسم ہے عرب کی ہیں آگاہ اس سے سب
قوم عرب میں مرتا ہے جس کا عزیز جب
کھانا اوسے کھلاتے ہیں سمجھا کے سب عرب
اور حاضری بھی بھیجتے ہیں گھر میں وقت شب

بھوکا ہے تین روز سے کنبہ بتول کا
فاقہ نہ ٹوٹا آج بھی آل رسول کا

۶

یہ ذکر تھا کہ ایک خبردار بول اٹھا
ہاں سچ تو ہے اسیروں پہ ہے ستم کی جفا
اسدم میں انکے خیمہ کے نزدیک تھا کھڑا
ننھی سی ایک لڑکی نے کھانا طلب کیا

مادر نے رو دیا تو وہ بے آس ہو گئی
آخر وہ کھانے کے لئے رو رو کے سو گئی

۷
بولا یہ ابن سعد کہ لیجاؤ تم شتاب
چالیس خوان کھانے کے اور سرد جام آب
تب ایک ایک نے یہ عمر کو دیا جواب
کس منہ سے آگے جائیں ہمیں آتی ہے حجاب
پیارو نکو اونکے سامنے نیزے لگائیں ہم
اور حاضری بھی اونکے لئے لیکے جائیں ہم

۸
بولا عمر یہ شمر سے تو جا بہ انکسار
عباس کا تو آپ کو کہتا ہے رشتہ دار
اس نے کہا میں سب سے زیادہ ہوں شرمسار
زینب کے آگے سینۂ شہ پر ہوا سوار
میں نے کیا شہید شہ مشرقین کو
میں نے طمانچے مارے یتیم حسین کو

۹
انکار جبکہ جانے میں اک ایک نے کیا
پھر تو عمر نے زوجۂ حر کو طلب کیا
بولا یہ کھانا لیکے تو اہل حرم میں جا
کرنا میری طرف سے بہت عذر و التجا
شوہر ترا ہے فدیہ شہ مشرقین کا
دینا تو شہربانو کو پرسا حسین کا

۱۰
جانے پہ مستعد ہوئی جب دم وہ باوفا
ہمراہ اوسکے خواہر ہاشم کو بھی کیا
ہاشم بھی ایک فدیۂ سبط رسول تھا
ساتھ اوسکی عورتیں تھیں بہت سی پیادہ پا
خوانوں کے گرد و پیش پیادے تمام تھے
مشعل کی روشنی میں وہ خوان طعام تھے

۱۱

تھی آگے آگے زوجہ حر شہ کی دوستدار
کچھ روشنی بھی خیمہ میں پائی نہ زینہار
پر خیمہ حرم سے جو در تک ہوا گزار
دیکھا کہ ایک بی بی ہے ڈیوڑھی پہ بیقرار
یہ بات کہہ کے ہوتی ہے مشغول آہ میں
اصغر کو پہلی رات ہے یہ قتلگاہ میں

۱۲

مشعل کی روشنی پہ جو زینب نے کی نگاہ
پھر اس طرح پکاری ہوا ہم سے کیا گناہ
بولی کہ لو پھر آئی ہمیں لوٹنے سپاہ
لوگو ڈرو خدا کے غضب سے یہ کیا ہے آہ
کوئی بھی پوچھتا نہیں اس واردات کو
لوٹے ہوؤں کو لوٹنے آئے ہو رات کو

۱۳

گر اور کچھ گماں ہو تو کر لو ہمیں شمار
موجود ایک جا ہیں تمہارے قصوروار
بھاگا نہیں ہے کوئی تمہارا گنہگار
اس سے تو ہم سبھوں کو کرو قتل ایکبار
کل ہم کو لوٹ لیجیو اب کیا ضرور ہے
نے قیدی بھاگے جاتے ہیں نہ صبح دور ہے

۱۴

بچے ہمارے مانگ رہے تھے ابھی غذا
ضامن خدا ہے ہم نہیں کرنے کے کچھ دغا
بہلا کے ان سبھوں کو ہے ہم نے سلادیا
ہے فوج میں تمہاری سر شاہ کربلا
اس سر سے منہ پھرا کے کسے منہ دکھائینگے
قرآن بیچ میں ہے نہ ہم بھاگ جائینگے

۱۵
یہ بات سنکے زوجۂ حر روئی خوب سا — پردہ اٹھا کے خیمہ میں آئی وہ باوفا
ہمراہ ساری عورتیں کرتی ہوئیں بکا — خوان طعام رکھدیئے خیمہ میں جابجا
سب عورتوں کی شکل تھی پنہاں نقاب سے
زینب نے سر جھکا لیا اپنا حجاب سے

۱۶
زینب پھر اپنے دل کو یہ دینے لگی خبر — ان خوانوں میں یقیں ہے شہیدونکے ہونگے سر
ناگاہ بولی زوجۂ حر پاس آنکر — لونڈی سلام کرتی ہے بی بی کرو نظر
میں عاشق حسین کنیز بتول ہوں
میں زوجۂ ہراول سبط رسول ہوں

۱۷
آیا زبان زوجۂ حر پر جو حر کا نام — تعظیم کو کھڑی ہوئی وہ خواہر امام
بولی تو حر کی زوجہ ہے تجھ پر میرا سلام — حق بخشے حر کو واہ عجب کر گیا وہ کام
پہلے خبر نہ تونے کی زہرا کی جائی کو
سر ننگے در پہ آتی تری پیشوائی کو

۱۸
یہ کہہ کے اسکو اپنے برابر بٹھا لیا — چادر نہ تھی جو ڈھانپ کے منہ روتی خوب سا
آنکھوں پہ ہاتھ رکھ کے لگی رونے اور کہا — پرسا میں حر کا دیتی ہوں تو ساتھ دے میرا
وہ رو کے بولی نام نہ لو اُس غلام کا
میں تم کو دینے آئی ہوں پرسا امام کا

۱۹
زینب نے رو کے زوجۂ حر سے یہ پھر کہا
کی عرض اس نے لونڈی کی قسمت ہوئی رسا
بارے تمہارے آنے کا یاں کیا سبب ہوا
بھیجے ہیں ابن سعد نے یہ خوان پر غذا
کہنے سے اسکے کھانے کے ہمراہ آئی ہوں
میں حاضری حسین کے مرنے کی لائی ہوں

۲۰
سنتے ہی نام حاضریٔ شاہ بے وطن
بولی کہ ہائے اے مرے ماں جائے بے کفن
زینب کا سینہ پھٹ گیا تھرا گیا بدن
اس حاضری کے کھانے کو جیتی رہی بہن
دنیا میں یادگار رہا سانحہ ترا
تم نے نہ ہاتھ اٹھا کے دیا فاتحہ مرا

مرثیہ نمبر ۳

۱
جب لٹ کے کربلا سے اسیر ستم چلے
روتے سروں کو پیٹتے پابند غم چلے
سجاد سر برہنہ بہ درد و الم چلے
زینب نے لاش شہ سے کہا بھائی ہم چلے
مرنے سے آپکے میں یہ ایذا اٹھاتی ہوں
دربار میں یزید کے سر ننگے جاتی ہوں

۲
ہے ہے مرے مسافر کرب و بلا حسینؑ
ہے ہے تجھے نہ پانی کا قطرہ ملا حسینؑ
ہے ہے مرے غریب مرے مہ لقا حسینؑ
ہے ہے تمام تن ترا ٹکڑے ہوا حسینؑ
پیاسے گلے پہ خنجر بیداد چل گیا
ہے ہے تڑپ تڑپ کے ترا دم نکل گیا

۳

اے نینوا علی کی بضاعت تجھے ملی
اے خاک میری ماں کی ریاضت تجھے ملی
اے کربلا خدا کی امانت تجھے ملی
لے لے زمین شمع امامت تجھے ملی

دامن ترا بھرا میری کھیتی اوجڑ گئی
سرحد میں تیری بھائی سے زینب بچھڑ گئی — بکو

۴

یہ کہہ کے سر کو پیٹ کے روئی وہ دل جلی
گردن رسن میں آپکی بیٹی کی ہے بندھی
آکر نجف سے حال میرا دیکھو یا علی
کہتے یہ ہار یہ سے وہ باچشم تر چلی

ہے ہے میں کربلائے معلیٰ میں لٹ گئی
پردیس میں میں آ کے برادر سے چھٹ گئی — بکو

۵

کیا لطف زندگی کا جو نقشہ بگڑ گیا
اس قافلہ کا قافلہ والا بچھڑ گیا
کیوں کر نہ تڑپوں آہ بڑا پیچ پڑ گیا
ہے ہے ہمارا کیسا بھرا گھر اُجڑ گیا

پردیسیوں نے چھاؤنی جنگل میں چھائی ہے
بھائی نے میرے اک نئی بستی بسائی ہے — بکو

۶

مہماں بلا کے ہم سے دغا کی لعینوں نے
کچھ بھی ذرا نہ شرم و حیا کی لعینوں نے
کیا کیا نہ ہم پہ جور و جفا کی لعینوں نے
گردن قفا سے شہ کی جدا کی لعینوں نے

خیمہ جلا کے اہل ستم شاد ہو گئے
ہم کربلا میں آن کے برباد ہو گئے — بکو

۷

بھائی پہ میرے سامنے نیزے چلا گئے
شبیر شکر شکر ہی منہ سے کہا کئے
تیغ و تبر بدن پہ برابر لگا کئے
اوترا نہ شمر سینہ سے بے سر جدا کئے

روتی رہی میں وہ سر شبیر لے گیا
بھائی کی میری خوں بھری تصویر لے گیا

۸

فریاد ہم غریبوں کی سنتا نہیں کوئی
چادر بھی منہ چھپانے کو منہ پر نہیں رہی
کس سے کہیں جو ہم پہ مصیبت گزر گئی
سر کھولے شہر شام میں آئی میں دل جلی

اعدا ہمیں دکھا کے سر شہ رولاتے ہیں
اب سامنے شقی کے مجھے لیکے جاتے ہیں

۹

زینب سے مضطرب ہو کے کہنے لگے ساکنان شام
بتلاؤ اے ستم زدو کیا ہیں تمہارے نام
پھر اس طرح سے پیٹ کے سر کو کئے کلام
نیزوں کی نوکوں پر جو چڑھے ہیں یہ سر تمام

سردار اسمیں کون ہے اور کس کے سر ہیں یہ
کس برج کے ستارے ہیں کس کے قمر ہیں یہ

۱۰

بانو نے دیکھ کر سر اکبر کو یہہ کہا
کن کن مصیبتوں سے اسے میں نے پالا تھا
اٹھارویں برس یہ چھٹا مجھسے مہ لقا
مجھسے چھڑا کے لے گئی اک آن میں قضا

جنگل بسا یا گھر میرا ویران کر گیا
نیزہ جگر پہ کھا کے جوانی میں مر گیا

۱۱

پھر بولی دیکھ کر سرِ اصغر وہ نوحہ گر
مجھ بے نصیب ہی کا یہ شش ماہہ تھا پسر
صدمہ جو پیاس کا ہوا ننھی سی جان پر
منہ سے زبان نکال دی ہونٹوں پہ پھیر کر
تیرِ ستم کے لگتے ہی نقشہ بدل گیا
ہچکی کے ساتھ سینہ سے بس دم نکل گیا

۱۲

دولہا کے سر کو دیکھ کے مادر یہ کہتی تھی
مجھ دل جلی کا لاڈلا فرزند ہے یہی
ہے اونٹ پر اسی کی دلہن سر کو پیٹتی
حلقوم پر چھری اسی نوشاہ کے چلی
سینہ پہ روزِ عقد سناں اُسنے کھائی ہے
جاتی ہے قید ہوکے دلہن یہ دہائی ہے

۱۳

عباس کی یہ زوجہ پکاری بہ اشک و آہ
سقہ یہی بنا تھا سکینہ کا رشکِ ماہ
دریا پہ لے گئی تھی بھتیجی کی اسکو چاہ
اعدائے دیں نے روکی تھی آکر اسی کی راہ
یہ ہے نشان علی کا نشار اسکی شان کے
شانے سے ہاتھ کاٹے گئے اس جوان کے

۱۴

سر پیٹ کر یہ زینبِ بیکس نے پھر کہا
آگے سروں کے نیزے پہ جو ہے چاند سا
ہے یہ حسین ابنِ علی شاہِ کربلا
نانا نبی اسی کے ہیں اور ماں ہے فاطمہ
مظلوم و بیوطن ہے یہ اور خستہ تن ہوں میں
بے غسل و بے کفن وہ ہے اُسکی بہن ہوں میں

نماز عصر کو جب شاہ نے تمام کیا تباہ خیمۂ سلطان تشنہ کام کیا	۱	جدا بدن سے لعیں نے سر امام کیا حرم کو اونٹوں پہ بٹھلا کے قصد شام کیا

سر حسین چلا عترت رسول چلی
ادھر جلو میں علی اور ادھر بتول چلی

حرم کو اہل جفا راہ میں ستاتے تھے کبھی مریض پہ دست جفا اٹھاتے تھے	۲	سر حسین کبھی نیزے سے گراتے تھے یہ ٹوک ٹوک کے رہگیرونکو سناتے تھے

اسیر ہے یہ نبی کے وزیر کا کنبہ
برہنہ سر ہے جناب امیر کا کنبہ

جب ایک روز کے رستہ پہ شہر شام رہا اسیروں کو بھی برابر بٹھا دیا اک جا	۳	مقیم شب کو ہوئے ایک قریہ میں اعدا کہا کہ شام میں کل ہوگا داخلہ سب کا

سنا جو داخلۂ شام تھرتھرانے لگے
جبیں پہ خاک حرم شام سے لگانے لگے

لکھا ہے آہ وہ ہمسایہ قیدیوں کو ملا کہا یہ فضہ سے زینب نے جا خبر تو لا	۴	کہ شور نوبت شادی تھا دمبدم پیدا یہ اہل قریہ بھی دشمن ہیں اہل بیت کے کیا

مراد سب کی فقط اپنی نامرادی ہے
ہمارے لٹنے کی گھر گھر جہاں میں شادی ہے

۵

یہ سُنکے فضہ گئی اور آن کر یہ کہا — وہاں تو اور ہی کچھ ماجرا ہے تم نے سُنا

تمھارے لٹنے کی نوبت نہیں ہے بہ حاشا — رئیس قریہ کی زوجہ ہے مومنہ بخدا

خدا نے دخترِ خوشرو و مہ لقا دی ہے

یہ اُسکے گھر میں تولد کی آج شادی ہے

۶

سن آئی کانوں نے دیکھا آنکھ سے جو تھا — وہ مومنہ تو ہے بی بی کے خانداں پہ فدا

کسی نے نام جو بیٹی کا پوچھا تو یہ کہا — کنیز زینب خاتوں رکھا ہے نام اِس کا

بس اس پہ سبطِ نبی کی بہن کا سایہ ہے

خدا کا سایہ ہے اور پنجتن کا سایہ ہے

۷

پکاری دخترِ زہرا کہ شکر ہے اللہ — دیا ہے قید میں تو نے ہمیں یہ رتبہ و جاہ

کھلے ہیں بال مرے اور بندھے ہیں ہاتھ بھی آہ — عزیز مردہ ہوئے اور گھر بھی ہو گیا ہے تباہ

اگرچہ نام ہمیں اہلِ شام رکھتے ہیں

یہ لوگ بچوں پہ زینب کا نام رکھتے ہیں

۸

پھر اُسکو دھیاں جو کچھ آیا فضہ سے یہ کہا — کہ کہہ دے مومنہ کو یاں کھڑی کھڑی ہو جا

نصیحت اسکو میں کر دوں ہے مجھکو خوفِ خدا — بتا دوں اس کو اثر بھی ہے نام زینب کا

یہ نام جس کا ہو سب کنبہ کو وہ روئیگی

میں کیا نہال ہوں جو وہ نہال ہوئیگی

9
کنیز فاطمہ نے دی جو مومنہ کو خبر اٹھی وہ نام مدینہ سے اور کہا ہنس کر
ہزار شکر کہ اہل مدینہ آئے ادھر ملیگی اب خبر خاندان پیغمبر
مقیم اہل مدینہ ہوئے قریب گھر کے
زہے وقار میرا اور خوشا نصیب گھر کے

10
خوشی خوشی ہوئی گھر سے رواں وہ نیک انجام حضور زینب بیکس جھکی برائے سلام
جواب دے کے لگی کہنے زینب ناکام تمھیں نے بیٹی کا اپنی رکھا ہے زینب نام
خواص اس کا نہ دریافت کر لیا بی بی
یہ نام بیٹی کا رکھا غضب کیا بی بی

11
ہزاروں نام تھے کچھ ایک یہ ہی نام نہ تھا تو کیسی ماں ہے کہ بیٹی سے ایسی بے پروا
یہ نام تو نہ سزاوار ہوئے گا حاشا پکاری مومنہ کہیے تو ہے قباحت کیا
ہے برقرار زمیں آسمان قائم ہیں
انہیں کے نام سے دونو جہان قائم ہیں

12
یہ کیسا نام ہے فرمائے تو صل علیٰ برادر اسکے حسین و حسن علی بابا
محمد عربی جد ہے اور ماں زہرا پکاری دختر زہرا یہ تو نے راست کہا
یہ کون کہتا ہے وہ اہل احترام نہیں
کلام نام میں ہے ذات میں کلام نہیں

۱۳
نسب تو سب پہ ہے روشن کہوں نصیب کا حال
کہ بچپنے سے ہوئی مبتلائے رنج و ملال
بجائے شیر پیا اوسنے خون دل دو سال
ہمیشہ فاقہ پہ فاقہ غذا کا یہ احوال
جو پوچھیوں تو کئی بار حادثے دیکھے
زیادہ سب سے مگر چار حادثے دیکھے کو

۱۴
شروع حادثہ تابوت مصطفےٰ دیکھا
بندھا رسن میں یداللہ کا گلا دیکھا کو
شکستہ پہلو سے خاتون دوسرا دیکھا
حسن کو زہر ہلاہل سے لوٹتا دیکھا کو
رسول حق کو وصی رسول کو روئی
حسن کو روئی جناب بتول کو روئی کو

۱۵
اور اب سنا ہے کہ لوٹی گئی اسیر ہوئی
سیاہ شام میں سر ننگے دستگیر ہوئی
وہ شہر شہر پھری دربدر حقیر ہوئی
تباہ لخت دل حضرت امیر ہوئی کو
خبر ہے شام میں کل اُس کا داخلہ ہوگا
اب آگے علم نہیں اور جانے کیا ہوگا کو

۱۶
بہن مقدر زینب سے تو ہوئی آگاہ
پکاری مومنہ کانوں پہ ہاتھ رکھ کر آہ
کہ بس قصور معاف اب نہ کہئے کچھ للہ
یہ کلمے شان میں زینب کے ہیں گناہ گناہ کو
حسین اس کا برادر ابھی سلامت ہے
اوسے اسیر کرے کس کی تاب و طاقت ہے کو

۱۷
یہ سن کے دل پہ نہ زینب کے اختیار رہا — پکڑ کے ہاتھ اٹھی ہو منہ کا وہ دکھیا
گئی وہاں جہاں نیزوں پہ تھے سر شہدا — دکھا کے بھائی کا سر ہو منہ کو دی یہ ندا
لے انسے پوچھ لے تو میں دروغ گو کب ہوں
یہ سر حسین کا ہے بی بی و میں زینب ہوں

۱۸
یہ سن کچھ ہو گیا سکتہ سا ہو منہ کو وہیں — کچھ انفعال تھا کچھ شبہ تھا کچھ اسکو یقیں
دوبارہ بولی سر شہ سے زینب غمگیں — کہو حسین تمہاری بہن میں ہوں کہ نہیں
کیا فلک نے حقیر اے امام دیں مجھکو
کوئی تمہاری بہن جانتا نہیں مجھکو

۱۹
سر حسین نے لبیک کہہ کے دی یہ ندا — کہ السلام علیک اے بزرگ آلِ عبا
وقار فاطمہ فخر خدیجۃ الکبرا — شکوہ مریم و بلقیس حرمت حوا
ہیں تیرا بھائی تو میری بہن ہے اے زینب
تو افتخار حسین و حسن ہے اے زینب

مرثیہ نمبر (۶)

۱
جب حرم قلعہ شیریں کے برابر آئے — غل ہوا کعبہ سے مولا مع لشکر آئے
کہا شیریں نے کہ ارمانِ دلی بر آئے — مرے مولا مرے سلطان مرے سرور آئے
نور حق شان خدا قدرت باری دیکھو
جاؤ لوگو مرے آقا کی سواری دیکھو

۲

حیدری صف میں حسینی علم آتے ہونگے — ہاشمی دبدبہ ہاشم کا دکھاتے ہونگے
نوبتی داخلہ کے طبل بجاتے ہونگے — خضر اُس قافلہ میں پانی پلاتے ہونگے

دل کو نور رخ مولا سے تسلی ہو گی
کوہ پر طور کے مانند تجلی ہو گی

۳

جلنے روشن ہے مدینہ وہ قمر آتے ہیں — جن کا مسند ہے نجف میں وہ گھر آتے ہیں
جن کا گھر عرش پہ ہے وہ مرے گھر آتے ہیں — یہ خبر اُسکو نہ تھی نیزوں پہ سر آتے ہیں

کہہ رہی تھی کہ چراغ حرمین آتا ہے
اے مسلمانو مبارک کہ حسین آتا ہے

۴

میری بی بی کی امیرانہ سواری ہو گی — ناقہ پر عرش کے مانند عماری ہو گی
مسند نور پہ کسریٰ کی وہ پیاری ہو گی — گہنا سب تحفہ تو پوشاک بھی بھاری ہو گی

بیرقیں نور کی ہاتھوں میں کشادہ ہونگی
فوجیں حوروں کی سواری میں پیادہ ہونگی

۵

بی بی گودی میں سکینہ کو بٹھائے ہو گی — چھاتی سے اصغر ناداں کو لگائے ہو گی
چاند کے ٹکڑوں کو دامن میں چھپائے ہو گی — دونوں پر گوشۂ چادر کو اوڑھائے ہو گی

یہ نہ معلوم تھا وارث نہیں اصغر بھی نہیں
تاج و مسند کہاں برقع نہیں چادر بھی نہیں

۶

تھا خیال اسکو کہ جو گرد تو یاور ہونگے — بیچ میں لشکر اسلام کے سرور ہونگے

گھوڑوں پر ناقہ زینب کے برابر ہونگے — پردہ محمل کا سنبھالے علی اکبر ہونگے

واں نہ محمل تھا نہ حشمت تھی نہ زیبائی تھی

سر شبیر کے ہمراہ بہن آئی تھی

۷

کہتی تھی قاسم و کبرا کی ہوئی ہے شادی — دولہا آقا کا بھتیجا دلہن آقازادی

دونگی اس بیاہ کی میں ندر مبارکبادی — یہ نہ تھا علم کہ شادی میں ہے یہ بربادی

گھونگھٹ الٹا جو دلہن نے یہ تماشا دیکھا

بیاہ کے تخت پہ نوشاہ کا لاشا دیکھا

۸

شوکت آمد سادات کا سن کے بیاں — مرد و عورت ہوئے ہیں سے زیادہ کو رواں

اور مدارات کا شیریں نے کیا یاں ساماں — فرش آنکھوں کو کیا جھاڑ کے پلکوں سے مکان

ظرف دھو دھو کے رکھے آب نمد اکی خاطر

کھانے تیار کئے آل عبا کی خاطر

۹

مسند آراستہ کی سبط پیمبر کے لئے — کشتیاں ہدیہ کی ذریت حیدر کے لئے

جھولا دالان میں ڈالا علی اصغر کیلئے — لا کے گلدستہ برابر چنے اکبر کے لئے

جام شربت کے بھرے ابن حسن کی خاطر

گہنا پھولوں کا منگا رکھا دلہن کی خاطر

روکدی سامنے دروازہ کے پردہ کی قنات — اور چلائی یہ ہمسایونکو وہ خوش ذات
صاحبو جوڑ کے ہاتھونکو میں کہتی ہوں یہ بات — ۱۰ — جب اترنے لگیں سادات رفیع الدرجات ہائے
پاؤں مردوں کا نہ دروازے پہ پڑہنے دینا
اپنے لڑکونکو بھی کوٹھے پہ نہ چڑھنے دینا ہائے

دفن زہرا کی تو تم نے بھی سنی ہوگی خبر — لونڈیاں رات کو نکلی تھیں جنازہ لے کر
ساتھ تابوت کے مرد و نہیں فقط تھے حیدر — ۱۱ — یا حسین اور حسن پیٹتے تھے سینہ و سر ہائے
گر پڑی صبح کو چادر جو سر زینب سے
شمس طالع نہ ہوا چرخ پہ حکم رب سے ہائے

ناگہاں راہ میں برپا ہوا شور ماتم — سنکے منہ فق ہوا دل ہل گئے تھرائے قدم
دیکھنے کو جو گئے تھے حشم شاہ امم — ۱۲ — وہ زن و مرد پھرے خاک اڑاتے باہم ہائے
سخت بے چین ہوئی طالب آرام حسین
دل پہ انگشت شہادت سے لکھا نام حسین ہائے

کہا شوہر سے خبر لا کہ یہ غل ہے کیسا — کس پہ آفت پڑی گھر کس کا لٹا کون موا
رونیوالوں کو مری سمت سے جا کر سمجھا — ۱۳ — بد شگونی نہ کرو آتا ہے ابن زہرا ہائے
یہ محل شکر کا ہے وقت مناجات کا ہے
داخلہ آج بر آئندہ حاجات کا ہے ہائے

۱۴

عقدے کھل جائینگے جب ہونٹ ہلائینگے حسین
مر گیا ہوگا جو کوئی تو جلائینگے حسین
گر کوئی پیار سے بچھڑا ہو ملائینگے حسین
جام صحت کے مریضوں کو پلائینگے حسین
ایک شبیر کو اللہ نے کیا کیا بخشا
رخ یوسف کفِ موسیٰ دمِ عیسیٰ بخشا

۱۵

ایک عورت نے یہ باہر سے پکارا ناگاہ
گھر کا گھر ہو گیا خاتونِ قیامت کا تباہ
اری شیریں ترے ارمان ہوئے خاک میں آہ
وارث آل نبی مر گیا انا للہ
ہم زیارت کو گئے تھے سو یہ محشر دیکھا
لے تری حضرت زینب کو کھلے سر دیکھا

۱۶

بے تحاشا وہ یہ کہتی ہوئی دوڑی باہر
کون زینب جسے دیکھ آئی ہے تو ننگے سر
خاک منہ میں ترے کس منہ سے یہ دیتی ہے خبر
وہ پکاری کہ حسین ابن علی کی خواہر
اک فقط میں ہی نہیں دیکھ کے سب آئے ہیں
ریسماں باندھ کے شانوں میں عدو لائے ہیں

۱۷

جس کا بابا ہے علی شیر خدا وہ زینب
جس کا اک بھائی ہے شاہِ شہدا وہ زینب
جس کا جد فخر رسولان ہدا وہ زینب
جس پہ تھے شبر و شبیر فدا وہ زینب
اور زینب نہیں حاشا یہ نبی زادی ہے
بھائی مارا گیا اللہ سے فریادی ہے

مرثیہ نمبر ۷

۱

جبکہ شیریں نے سُنا سید والا آئے
لے مبارک ہو شہ یثرب و بطحا آئے
اُٹھ کے شوہر کو پکاری مرے آقا آئے
عید ہے آج مرے گھر مرے مولا آئے

قلعہ روشن ہے شہ جن و بشر آتے ہیں
عرش اعظم کے ستارے مرے گھر آتے ہیں

۲

دھیان تھا کہ جب آ پہنچی سواری حرم
آنے پائے نہ سر بام کوئی نامحرم
بندوبست اُنکے اترنے کا بہت ہو اُسدم
دختر فاطمہ ہے فخر جناب مریم

پردہ رو کے ہوئے عباس علی آئینگے
آپ حضرت انھیں محمل سے اُتروائینگے

۳

یہ سخن سُنکے گیا شوہر شیریں باہر
آپ دالان میں فرش اُسنے کیا سرتاسر
گھر کو آراستہ کرنے لگی وہ نیک سیر
قلب مومن کی طرح صاف کیا سارا گھر

ابن زہرا کی جگہ دلمیں جو پائی اوسنے
صدر میں مسند شبیر بچھائی اُس نے

۴

کثرت شوق سے تھا دلکو نہ شیریں کے قرار
کام میں ساتھ جو پھرتی تھیں کنیزیں دو چار
تھی کبھی بام پہ در پر کبھی وہ خوش کردار
بولا کوئی تو کہتی تھی یہ اُس سے ہر بار

جلد دیکھو کوئی ناقہ کہ عماری آئی
در پہ شاید مرے آقا کی سواری آئی

۵
حوروں میں کہتی تھیں سن سن کے یہ شیریں کے کلام
کہتی تھی وہ باادب کیجیو جھک جھک کے سلام
ہم کو ہے شوقِ قدمبوسی ہمشیر امام
تم کو چھپکے سے بتا دونگی میں اک ایک کا نام ڈ

میری بی بی ہیں میں قدموں پہ گرونگی جنکے
ہونگی زینب وہی میں گرد پھرونگی جنکے ڈ

۶
اتری یہ کہتے ہوئے کوہ سے شیریں ناگاہ
غور سے خیموں کے جو کی چار طرف اسنے نگاہ
سب خوشی ہو کے پکاری کہ ہے وہ لشکر شاہ
دور سے اسکو نظر آئے علمہائے سیاہ ڈ

غم کا ساماں ہے جدھر آنکھ اٹھا کر دیکھا
دامنِ کوہ میں اترا ہوا لشکر دیکھا ڈ

۷
بولی گھبرا کے وہ لوگو کوئی دیکھو تو بغور
مطلقاً ان میں جوانانِ عرب کے نہیں طور
یہ تو ہے صاف سپاہ حسد و کینہ و جور
فوج شبیر کہاں یہ تو ہے لشکر کوئی اور ڈ

انکو دکھلا دو مجھے جنکی طلبگاری ہے
علم سبز ہے نے خیمہ زنگاری ہے ڈ

۸
دل کچھ اس وقت پریشاں ہے خدا خیر کرے
چشم میں اشکوں کا طوفاں ہے خدا خیر کرے
مضطرب تن میں مرے جاں ہے خدا خیر کرے
یہ تو کچھ اور ہی ساماں ہے خدا خیر کرے ڈ

خبر سبطِ نبی دیکھئے کیا آتی ہے
میرے کانوں میں تو رونیکی صدا آتی ہے ڈ

۹

سب کو تشویش ہوئی سنکے یہ شیریں کا بیاں — اک کنیز اسکی گئی اترے تھے وہ لوگ جہاں
سب سے پوچھا پتہ پایا علم دیں کا نشاں — چاند سے سر نظر آئے گئی بالائے سناں

گرد تلواریں لئے فوج ستم کو دیکھا
ننگے سر قافلۂ اہل حرم کو دیکھا

۱۰

اشک آنکھوں میں بھر لائی وہ ڈری وہ غمگیں — اور اظہار کیا آکے یہ شیریں کے قریں
آپ سچ کہتی تھیں بی بی یہ تو ہیں لشکر کیں — عمر سعد ہے اور فوج یزید بے دیں

کربلا سے کوئی جا اونسے یہ سب آتے ہیں
کسی سردار کا سر کاٹ کے لے جاتے ہیں

۱۱

حال اس طرح کا دیکھا ہے کہ ٹکڑے ہے جگر — ہائے معلوم نہیں یہ کہ لٹا کونسا گھر
غرق خوں نیزوں کی نوکوں پہ ہیں کچھ کچھ سر — زلفیں چہروں پہ لٹکتی ہیں ادھر اور ادھر

بیکسی انکی نہیں مجھسے بیاں ہوتی ہے
پیاس سوکھے ہوئے ہونٹوں سے عیاں ہوتی ہے

۱۲

بی بیاں خاک پہ بیٹھی ہیں حسیں خوشرو — رخ ہیں مٹی سے بھرے ماتھے سے بہتا ہے لہو
قتل وارث ہوئے اور رونے کے مانع ہیں عدو — ایک رسی میں ہیں جکڑے ہوئے دونوں بازو

آسماں ہلتا ہے ان بی بیوں کے نالوں سے
منہ کوئی ہاتھوں سے ڈھانپے ہے کوئی بالوں سے

۱۳

بی بی میں کیا کہوں بچے کئی دیکھے ہیں غریب
کہ نہ دشمن کی بھی اولاد کو یہ دن ہو نصیب
اُنہیں اک دخترِ معصوم کی حالت ہے عجیب
دیکھ آئی ہوں میں اسکو تو ہلاکت کے قریب
کئی دن کا ہے جو فاقہ تو سسکتی ہے وہ
باپ کے سر کو عجب یاس سے تکتی ہے وہ

۱۴

اک دلہن قید ہے اک نیزہ پہ دولہا کا ہے سر
یہ ادھر یاس سے تکتی ہے وہ تکتا ہے ادھر
رشکِ خورشید بنا ہے تو بنی رشکِ قمر
رات کو عقد ہوا رانڈ ہوئی وقت سحر
اپنی شادی میں چلن اس نے نرالے دیکھے
چوتھی ماتم میں ہوئی قید میں چالے دیکھے

۱۵

کوئی وارث نہیں بس ایک ہی لڑکا بیمار
تپ سے دن رات پھنکا کرتا ہے جس کا تن زار
طوق گردن میں ہے اور پاؤں میں زنجیر کا بار
آبلے تلوے میں اور آبلوں میں دشت کے خار
شان چہرہ سے یتیمی کی عیاں ہوتی ہے
ہائے بابا جو وہ کہتا ہے تو ماں روتی ہے

۱۶

سن کے یہ شیریں نے شوہر کو پکارا ناگاہ
کیا قیامت ہوئی کیوں کرتے ہیں سب نالۂ و آہ
قتل بے جرم ہوا کونسی اقلیم کا شاہ
کونسا گھر تھا لعینوں نے کیا جسکو تباہ
جلد بتلاؤ یہ فریاد و بکا کیسی ہے
ارے یہ ہائے حسینا کی صدا کیسی ہے

دور سے شوہر شیریں نے کہا پیٹ کے سر فاطمہ سوگ میں ہیں بیٹ رہے ہیں حیدر	۱۷	رکن دیں ٹوٹ گیا لٹ گیا سادات کا گھر مر گیا فاتحہ خوانِ لحدِ پیغمبر

خلق میں فاطمہ کا گیسوؤں والا نہ رہا
چھپ گیا چاند زمانے میں اجالا نہ رہا ٹ

ہائے بس سید مظلوم کو مارا شیریں اسد اللہ کا گھر لٹ گیا سارا شیریں	۱۸	تن سے سر شمر نے سجدہ میں اتارا شیریں ہائے شہزادہ ہوا قتل ہمارا شیریں

ام کلثوم بھی ہے زینب دلگیر بھی ہے
اسی لشکر میں سناں پر سر شبیر بھی ہے ٹ

سن کے یہ والنے چلی آگے جو وہ سینہ فگار رو کے چلائی کہ شہزادیو میں تم پہ نثار	۱۹	نظر آئی اسے سادات کی بندی اکبار وا حسینا کی ہوئی آلِ پیمبر میں پکار ٹ

بی بیاں دیکھ کے شیریں کو خجل ہونے لگیں
ڈھانپ کے منہ کو بندھے ہاتھوں سے سب رونے لگیں ٹ

پاس زینب کے جو روتی ہوئی شیریں آئی میں تو جلتی رہی تم گئے ہے ہے بھائی	۲۰	دختر فاطمہ سر پیٹ کے یوں چلائی خوں بھری شکل کے قربان یہ ماں جائی

مسکرا کر لب جاں بخش سے کچھ بات کرو
آؤ صدقہ گئی شیریں سے ملاقات کرو ٹ

۲۱
جا پڑی سر کی طرف شہ کے جو شیریں کی نگاہ — نظر آیا سر نیزہ فلک حسن کا ماہ
پہنچی اس نیزہ کے نزدیک بنالہ و آہ — ہاتھ پھیلا کے یہ چلائی کہ ہے ہے مرے شاہ
خوں میں ڈوبا ہوا چہرہ نظر آیا مجھکو
خوب صدقہ گئی دیدار دکھایا مجھکو

۲۲
حلق خنجر سے کٹا کر مرے گھر میں آئے — لونڈی اس عہدہ وفائی کی بھی صدقے جائے
راہ میں لوٹے گئے رنج سہے دکھ پائے — سر پہ تلواریں لگیں تیر بدن پر کھائے
اب تلک دفن کا ساماں نہیں ہے آقا
ہے غضب سر ہے کہیں لاش کہیں ہے آقا

مرثیہ نمبر ۸

۱
محشر کی صبح آج نمایاں ہے شام میں — کنبہ شفیع حشر کا ہے اژدہام میں
سر ننگے روح فاطمہ ہے اہتمام میں — خاصان ذوالجلال ہیں بلوائے عام میں
جبرئیل کی خوزادیاں تشریف لائی ہیں
مشکل کشا کی بیٹیاں بندی میں آئی ہیں

۲
ہیں بیچ میں کھلے ہوئے آل عبا کے سر — نیزوں پہ انکے گرد ہیں فوج خدا کے سر
بچوں کے سر بزرگوں کے سر اقربا کے سر — روتے ہیں وارثوں کے سر انکو دکھا کے سر
سر رکھ کے زانوؤں پہ جو وارث کو روتے ہیں
ظالم سروں میں نیزوں کی نوکیں چبھوتے ہیں

نیزے پہ حرملہ کے چمکتا ہے اک ہلال اولاد والے کہتے ہیں اے ربّ ذوالجلال	۳	بکھرے ہوئے ہیں چاند سے منہ پر جعد کے بال اس بے زباں کے خون کا کس نے لیا وبال بکا

گردش میں ہائے ہائے یہ کس کا ستارہ ہے
لیکر بلائیں کہتی تھی بانو ہمارا ہے بکا

ناگاہ ہوا یزید کا دروازہ آشکار تیغیں علم کئے ہوئے جلاد نابکار	۴	حاضر نقیب و حاجب و دربان و چوبدار مجرائی بے حساب تماشائی بے شمار بکا

ایوان میں بھی رقص کا ساماں تمام تھا
پر انتظار عترت خیر الانام تھا بکا

بکا بولے سب ایکبار وہ آئے گناہ گار بکا جلادو ہوشیار وہ آئے گناہ گار	۵	آئے قصوروار وہ آئے گناہ گار وہ آئے بے دیار وہ آئے گناہ گار بکا

جب سے کہ آسمان خدا نے بنائے ہیں
آلِ رسول آج ہی بندی میں آئے ہیں بکا

روکا عمر نے بڑھکے علم کو سپاہ کو اور ہنس کے دیکھا آلِ رسالت پناہ کو	۶	مجرا پہ جاکے کیا بارگاہ کو آواز دی نبیرۂ شیر الٰہ کو بکا

ہاں ہاں مہار روکنا اونٹوں کو تھامنا
اب ہے یزید کے درِ دولت کا سامنا بکا

۷

پہونچے مراد کو سفر اپنا تمام ہے — اترو اسیرو اترو ادب کا مقام ہے
آگے تو آستانہ سلطان شام ہے — دیکھو تو کیا جلال ہے کیا احتشام ہے
اُسکی ولا میں عرش کو ہم نے ہلا دیا
گھر پنجتن کا خاک میں بالکل ملا دیا ۲

۸

سننا یہ تھا کہ سب کے جگر پر چھری چلی — اونٹوں سے اتریں بی بیاں کہہ کہکے یا علی
آنکھیں پھرا کے رہ گئی بانو کی لاڈلی — روح حسین کو ہوئی جنت میں بیکلی
طاقت بدن کی گھٹ گئی اور ضعف بڑھ گیا
اُترے جو بے سہارے تو دم سب کا چڑھ گیا ۲

۹

سینہ میں دم ابھی نہ سمائے تھے بے غضب — جو آئے ریسماں لئے ہاتھوں میں بے ادب
گھبرا کے پوچھا ہوؤں نے تجویز کیا ہے اب — بولا عمر کہ مجلس حاکم میں ہے طلب
منظور ہے کہ روح علی پھر ملول ہو
مجمع میں روبکار یے آل رسول ہو ۲

۱۰

مظلومیت سے رو کے یہ مظلوموں نے کہا — حاکم کی یہ خوشی ہے تو پھر عذر ہم کو کیا
بازار میں تو پھر چکے سب بے مقنع و ردا — آساں کریگا مشکل دربار بھی خدا ۲
حاضر ہیں لے چلو ہمیں گمراہو لے چلو
سر برہنہ حسین جہاں چاہو لے چلو ۲

۱۱

کچھ اب بھی اوڑھنے کیلئے دوگے یا نہیں — حاکم کا سامنا ہے سروں پر ردا نہیں
لائے ہو اپنے شہر میں یہ بھی حیا نہیں — کیسے عرب ہو تم کہ حمیت ذرا نہیں

سیدانیوں کی کچھ تو مدارات چاہیئے
چادر بجائے ہدیہ و سوغات چاہیئے

۱۲

وہ بولے اب قبول کوئی التجا نہیں — سب سے حیا ہے پر ہمیں تم سے حیا نہیں
حاکم کے دشمنوں پہ ترحم روا نہیں — مجرم کو احتیاج لباس و ردا نہیں

آلودہ وارثوں کے لہو سے جبیں تو ہے
چہروں پہ اور خاک لگا لو زمیں تو ہے

۱۳

بیوس پکاریں سچ ہے حقیقت میں ہم یہی — پر اپنا منہ تو خاک کے قابل بھی اب نہیں
وہ وقت ہے کہ ہم سے کنارہ کرے زمیں — پیوند خاک کیوں نہ ہوئے پیش شاہ دیں

منظور ہے یہی کہ سر و پر ردا نہ ہو
سر ننگے ہی چلیں گے ہم اچھا خفا نہ ہو

۱۴

پر اتنا ٹھہرو وارثوں کے سر سے پوچھ لیں — شاہ امم کے فرق منور سے پوچھ لیں
دربار جانے کو علی اکبر سے پوچھ لیں — عباس ابن حیدر صفدر سے پوچھ لیں

مردہ نہ سمجھو زندہ یہ حیدر کے پیارے ہیں
مختار ہم نہیں ہیں یہ مالک ہمارے ہیں

۱۵
تیر و نیزہ پہ نصب تھے جو شہیدوں کے سر تمام
چلائی کیوں ذبیح خدا شاہ تشنہ کام
زینب نے تڑپ کے بھائی کے سر کو کیا سلام
مرضی ہے کیا حضور کی کہتے ہیں کیا امام

دربار مٹ گیا ترا خوں رن میں بہ گیا
میرے لئے یزید کا دربار رہ گیا

۱۶
نام حسین سن کے جو بچے دہلتے ہیں
بولو حسین بولو کہ اب دم نکلتے ہیں
سجاد سر جھکائے ہوئے ہاتھ ملتے ہیں
آئی ندا کہ تم بھی چلو ہم بھی چلتے ہیں

اس دم جو سر کھلے ہوئے دربار جاؤ گی
امت کے بخشوانے کو محشر میں آؤ گی

مرثیہ نمبر ۹

۱
آمد ہے اہل بیت پیمبر کی شام میں
سر پیٹتی تھی فاطمہ دار السلام میں
گیسو کھلے ہوئے ہیں عزائے امام میں
زینب یہ نوحہ کرتی ہے بلوائے عام میں

لوگو خبر کرو مرے نانا رسول کو
بلوے میں شمر لایا ہے بنت بتول کو

۲
نانا تری نواسی کے سر پر ردا نہیں
عابد غریب مرتا ہے تپ سے دوا نہیں
اور اہل شام دیکھتے ہیں کچھ حیا نہیں
بیہوش ننھے بچے ہیں آب و غذا نہیں

دل سب کے کانپتے ہیں بدن تھرتھراتے ہیں
اب سامنے یزید کے سادات جاتے ہیں

ہیں ایک رسن میں بارا گلے وا مصیبتا بس میں ستمگروں کے چلے وا مصیبتا	۳	روتے ہیں گو دیونکے پلے وا مصیبتا خاک عزا ہیں منہ پہ ملے وا مصیبتا کر

مشکل قدم اٹھانا تھا اس اژدہام میں
یوں عترت نبی گئی بلوائے عام میں کر

زینب تڑپ کے اونٹ پہ کرتی تھی یہ بیاں اونٹوں سے اوتریں بی بیاں کہہ کے الاماں	۴	دربار میں طلب ہوئے سادات ناگہاں پیش یزید لے گئے ظالم کشاں کشاں کر

سامان جشن عام تھا دربار عام تھا
اور ننگے سر حسین کا کنبہ تمام تھا کر

مطرب ترانہ سنج تھے رقاص شادماں حاضر وکیل روم وختن باشکوہ وشاں	۵	پڑھتے تھے تہنیت کے قصیدے قصیدہ خواں ہاتھوں پہ نذر فتح لئے خورد اور کلاں کر

چلائی تھی بتول یہ ظلم شدید ہے
یارب ترے حسین کے مرنے کی عید ہے کر

ناگاہ بڑھ کے شمر لعیں نے کیا سلام امیدوار خلعت وجاگیر ہے غلام	۶	بولا کہ اے امیر یہ شادی کی ہے مقام حاضر ہیں سر شہیدونکے اور عترت امام کر

بڑھکر پکارا مرہ کہ اپنا جگر ہے یہ
لے ہم شبیہ خاص پیمبر کا سر ہے یہ کر

۷ واللہ اسکے رنج و الم میں بے حد لگا — فرزند بوتراب بہت جگہ گرا
یہ ذکر تھا کہ حشر کا ساماں ہو گیا — گھبرا گیا یزید کہ یہ کیا غضب ہوا

دیکھا تو حرملہ بھی بہت شاد آتا ہے
سر ایک چھوٹے بچے کا ہاتھوں پہ لاتا ہے

۸ ہے خون حلق حلق کے اوپر جما ہوا — ننھا سا منہ ہے پیاس کے مارے کھلا ہوا
باچھوں میں وہ دو نو طرف ہی بھرا ہوا — سوراخ تیر ظلم گلے میں پڑا ہوا

اُس خون پر یزید نے جس دم نگاہ کی
اُس سے بھی ضبط ہو نہ سکا رو کے آہ کی

۹ بولا بتا تو اس نے بھلا کی تھی کیا خطا — تو نے اسے نشانہ کیا تیر ظلم کا
بچے پہ بھی نہ کھایا ترس تو نے بےحیا — یہ ننھا سا گلا وہ ترا ناوک جفا

بتلا تو کس فلک کا یہ مہر منیر ہے
یا تو پکاری بڑھ کے یہ میرا اصغیر ہے

۱۰ حیراں کھڑے تھے سب حرم شاہ مشرقین — مہر سکوت لب پہ نہ شکوہ نہ شور و شین
زینب نے دیکھا تخت پہ ناگہ سر حسین — بے ساختہ تڑپ کے یہ کرنے لگی وہ بین

ہے ہے نہ موت آئی مجھے راہ شام میں
بھیا مرا اسلام لو دربار عام میں

حاضر تھے سامنے جو وکیلانِ ہوشیار سلطانِ مُلکِ روم کا تھا وقعہ نگار	۱۱	تھا اُن میں ایک مردِ نصاریٰ تجربہ کار اس سانحہ کو دیکھ کے بولا وہ ایک بار

کہہ اے یزید سر ہے یہ کس باوقار کا
جاری لبوں سے شکر ہے پروردگار کا

جلدی بتا کہ کون ہے یہ آسماں وقار تنہا تھا یا کہ ساتھ تھے کچھ یار و غمگسار	۱۲	ہے بادشاہ ہند کہ ایراں کا شہریار کس جرم پر گلے سے ملی تیغ آبدار

ہیں قید یہ جو صاحبِ عصمت سپاہ میں
کیا ساتھ اہلِ بیت بھی تھے قتل گاہ میں

انکی مصیبتوں سے کلیجہ فگار ہے کس کے چمن کا گل یہ غریب الدیار ہے	۱۳	مثلِ چراغِ صبح دموں کا شمار ہے جسکے گلے میں طوق گراں خاردار ہے

یہ دخترِ صغیر جو مرتی ہے جان سے
تو کہہ تو کھولدوں میں گلا ریسمان سے

تم کو تو جشن عیش ہے میرا برا ہے حال کہتا ہوں اسکے دل میں ہے شانِ ذوالجلال	۱۴	اس سر کے دیکھنے سے کلیجہ ہے پائمال کس نے کیا لہو سے کتابِ خدا کو لال

یہ تو بتا کہ کون یہ عالی مقام ہے
کس کا یہ فرقِ پاک ہے کیا اسکا نام ہے

۱۵

بولا سر غرور ہلا کر وہ بے حیا
پوچھا حسین کون کہا ابن مرتضیٰ
نام اس قتیل کرب و بلا کا حسین تھا
کی عرض ماں کا نام کہا او بنتِ فاطمہ

بولا وکیل کون وہ عالی مقام ہے
اُس نے کہا کہ دختر خیر الانام ہے کر

۱۶

پھر بولا یوں فرنگی سے حاکم کا ترجماں
انجیل میں وہ ہے نبی آخر الزماں
واقف تو مصطفےٰ سے ہے اُس نے کہا کہ ہاں
حاکم پکارا خیر نہیں حاجتِ بیاں کر

یہ اُس نبی کا چھوٹا نواسا حسین ہے
ابن علی ہے فاطمہ کا نور عین ہے کر

۱۷

یہ سن کے تب یزید سے بولا وہ خوش سیر
کیا جانتے نہ تھے شہ والا کو اہل شر کر
نیزوں پہ رکھ کے لائے ہیں جو بیکسوں کے سر
زینب پکاری آہ نہ تھا کچھ خدا کا ڈر کر

پہچانتے تھے سب یہ شہ مشرقین کو
مارا ہے جان بوجھ کے بھائی حسین کو کر

۱۸

زینب کے اس کلام سے محشر ہوا بپا
غصہ میں آ کے حاکم بے رحم سے کہا
تھرا کے مثل بید فرنگی کے دست و پا
او دشمن نبی تجھے غارت کرے خدا کر

پڑھ کر نماز کعبۂ دیں کو گرا دیا
قبلہ کو سجدہ کر کے حرم کو مٹا دیا کر

۱۹
دیکھا یزید نے جو فرنگی کو بیقرار — سمجھا یہ ہے محب امام فلک وقار
نصرانی سے یہ کہنے لگا وہ ستم شعار — کیا تو حسین ابن علی کا ہے دوستدار — بکا

کیوں بے ادب لحاظ نہیں کچھ مرا تجھے
ہے شرط اس کلام کی اب دوں سزا تجھے — بکا

۲۰
اُس نے کہا خدا تجھے غارت کرے شتاب — تیرا ہے کیا ادب نہ جسے شرم نے حجاب
کیا کیا دیا ہے رنج تو اے خانماں خراب — یہ اژدحام اور یہ آل ابو تراب — بکا

تو کیا جواب حشر میں دیگا رسول کو
مارا ہی کلمہ پڑھ کے یتیم بتول کو — بکا

مرثیہ نمبر ۱۰

۱
جب محفل یزید میں داخل حرم ہوئے — غش آیا ہر قدم پہ یہ ظلم و ستم ہوئے
زینب پکاری حادثے ایسے بھی کم ہوئے — سر کٹ گیا حسین کا سر ننگے ہم ہوئے — بکا

کیوں آسماں گر نہیں پڑتا دوہائی ہے
زہرا کی بیٹی سامنے حاکم کے آئی ہے — بکا

۲
موجود انجمن میں صغیر و کبیر ہیں — حاکم کے گرد کرسیوں پر سب امیر ہیں
خاصان فی الجلال ذلیل و حقیر ہیں — مشکل کشا کے خورد و کلاں سب اسیر ہیں

کہدے کوئی علی سے یہ دار السلام میں
زینب کا داخلہ ہوا دربار عام میں — بکا

۳
اے لوگو کربلا سے مرے بھائی کو بلاؤ — اے لوگو میرے گیسوؤں والے جوانکو لاؤ
اے لوگو میرا حادثہ عباس کو سناؤ — اے لوگو یادگار حسن سے کہو کہ آؤ

قاسم سے ہاے کچھ نہ کمک اس گھڑی ہوئی
ٹ یہ بال کھولے کس کی دلہن ہے کھڑی ہوئی

۴
ہو کر اسیر دختر حاتم جو آئی تھی — نانا نے میرے خود اسے چادر اوڑھائی تھی
پوشاک ماں نے نئی اسکو پہنائی تھی — سب کو یہ پاس تھا کہ سخی کی وہ جائی تھی

امت کو ہائے پاس رسول خدا نہیں
ٹ زینب برہنہ سر ہے اور انکو حیا نہیں

۵
بابا کو میرے پوچھو تو کیسا سخی ہے وہ — مشکل کشا ہے کل کا خدا کا ولی ہے وہ
نانا کو میرے دیکھو تو سب کا نبی ہے وہ — بھائی کے صدقے فخر نبی و علی ہے وہ ٹ

میری خبر اسیری میں لیتا نہیں کوئی
ٹ کپڑا ابھی منہ چھپانے کو دیتا نہیں کوئی

۶
دربار میں یزید کے ہر سو تھا اژدحام — تھرا رہے تھے بید کے مانند خاص و عام
بیٹھا تھا تخت نحس پہ وہ نطفہ حرام — اک ہاتھ میں تو شیشہ تھا اک ہاتھ میں تھا جام ٹ

بالاے تخت شغل تھا اسکو شراب کا
ٹ اور زیر تخت سر خلف بوتراب کا

۷

حاضر وہاں تھا ایک فرنگی بھی اس گھڑی — رو کر کہا یزید سے اسنے کہ اے شقی
تیرے معاملہ سے لرزتا ہے میرا جی — سر ہے طبق میں جس کا یہ مجرم ہے کیا کوئی
حاشا جو میں کہوں کہ یہ اہل قصور ہے
زلفوں میں بوئے مشک ہے چہرے پہ نور ہے

۸

جاتا ہوں شاہ روم کی خدمت میں یاں سے جب — وہ مجھ سے پوچھتا ہے وقائع یہاں کے سب
پر آج ماجرا نظر آتا ہے یہ عجب — امیدوار ہوں کہ مفصل سنا تو اب
مسکن تھا اس قتیل کا کس سرزمین پر
تھا اور دین پر کہ محمدؐ کے دین پر

۹

زنجیر پہنے کانپتا ہے یہ جو ناتواں — کیا نام اس مریض کا ہے جلد کر بیاں
یہ ننھی لڑکی جس کے گلے میں ہے ریسماں — اس کا تو وہ ہے سن کہ ہو کافر بھی مہرباں
رانڈوں سے انتقام تو لیتا ہے حیف ہے
آزار ننھے بچوں کو دیتا ہے حیف ہے

۱۰

تیرے معاملہ سے مرا ہوش جاتا ہے — کیا حرف بد تجھے یہ کٹا سر سناتا ہے
جو چوب بید اسکے لبوں پر لگاتا ہے — کوئی بھی ہاتھ مردے کے سر پر اٹھاتا ہے
اس کا گناہ تو مجھے حیران کر گیا
باقی قصاص رہ گیا اور سر اوتر گیا

١١

مذہب پہ اُسکے جنگ ہوئی یا کہ ملک پر
کیا تارک الصلوٰۃ تھا کاٹا جو اس کا سر
کیا منحرف تھا قبلہ سے لوٹا جو اسکا گھر
زینب سے ضبط ہو نہ سکا بولی پیٹ کر

حق پر ہوا ہے فرقہ باطل سے پوچھ لے
سجدے میں سر کٹا ہے تو قاتل سے پوچھ لے ٹر

١٢

یہ سُنکے اور کانپے فرنگی کے دست و پا
پوچھے جو شاہ روم کروں اُس سے عرض کیا
کہنے لگا یزید سے تو نے نہ کچھ کہا
یہ کس کا سر ہے نام بتا اور نسب بتا

بولا شقی بلند نہ کر شور و شین کو
کہہ دیجیو یزید نے مارا حسین کو ٹر

١٣

اُسنے کہا جو کل کا ہے سلطان وہ حسین
جسکے پدر کے سب پہ ہیں احسان وہ حسین
نانا کو جس کے آیا ہے قرآن وہ حسین
ہاں جسکی فاطمہ ہے میں قربان وہ حسین ٹر

جس پر نبی نے اپنے پسر کو فدا کیا
خالق نے جس کو بچہ آپہو عطا کیا

١٤

حاکم نے سر ہلایا کہ ہاں ہاں وہی حسین
غارت کرے شتاب تجھے ربِ مشرقین
منہ پیٹ کر پکارا فرنگی بہ شور و شین
سر کاٹ کر حسین کا کھویا علی کا چین ٹر

اے اہل شام کیوں یہی مذہب تمھارا ہے
نانا کا کلمہ پڑھ کے نواسے کو مارا ہے ٹر

۱۵
ظالم پکارا جلد سر اس کا کرو جدا
شیرانہ جست کر کے فرنگی نے دی ندا
رسوا کریگا روم میں مجھ کو یہ جابجا
رسوا خدا کریگا میں رسوا کرونگا کیا

سیّد کا خون کر کے کہاں چھپکے جائیگا
محشر میں فاطمہ سے کہاں منہ چھپائیگا ہائے

۱۶
پھر دوڑ کر حسین کے سر کو اٹھا لیا
جلاد نے کمر سے وہیں نیچا لیا
اور کلمہ پڑھ کے سینہ سے اپنے لگا لیا
عابد کا اختیار نہ تھا سر جھکا لیا ہائے

آیا کسی کو پاس نہ اُس بے گناہ کا
تن پرزے پرزے کر دیا غمخوار شاہ کا ہائے

۱۷
جب تن سے اُس جری کے ہوا خوں بہت رواں
پر یاحسین کہتا تھا وہ حیدری جواں
غش ہو کے خاک پر گرا آخر وہ خستہ جاں
سرور کے سر کو دیکھ کے کرتا تھا یہ فغاں ہائے

فدیہ ترا میں اے شہ عالم پناہ ہوں
آتی تھی شہ کے سر سے صدا میں گواہ ہوں ہائے

مرثیہ نمبر ۱۱

۱
آتا ہے سر امام کا بزم یزید میں
ساماں رقص و عیش ہے قصر پلید میں
محشر بپا ہے آل رسول مجید میں
سینہ زنی ہے عترت شاہ شہید میں

دربار عام میں تو سبھوں کا ہجوم ہے
سیدانیوں میں ہائے حسینا کی دھوم ہے ہائے

راوی بیان کرتا ہے ابن چشم نم
پہونچی یزید کو خبرِ آمدِ حرم
داخل ہوا جو شام میں سب لشکر ستم
بولا حسین پر ہوئے منصور آج ہم

سر طشت میں دکھاؤنگا ابن بتول کا
دربار میں ہو داخلہ آلِ رسول کا

۳

یہ سُنکے ریسماں لئے اٹھے کئی شقی
زینب کا بازو گردن سجاد بندھ گئی
آئے حرم کے قافلے میں جب وہ مدعی
دربار کو چلے حرم دلبر نبی

پھر کیا تھا مومنو جو یہ تازہ غضب تھا
رگ رگ کے دم سکینہ کا نکلے عجب نہ تھا

۴

پیش یزید آیا حرم کا جو کارواں
دیکھا یزید نے جو سکینہ کو ناگہاں
اغلب تھا جانِ دخترِ حیدر کی ہو رواں
پوچھا یہ کون ہے تو کیا شمر نے بیاں

بیٹی ہے یہ جناب شہ مشرقین کی
بالی سکینہ ہے یہی دختر حسین کی

۵

پوچھا یزید نے کہ پدر تیرا کیا ہوا
ہوتے پدر جو زندہ تو بندھتا میرا گلا
بولی سکینہ جانب دربار حق گیا
یوں سر برہنہ آتی ہیں بلووں میں بے ردا

ایک جان سو طرح کی بلاؤ عنا میں ہے
وارث ہے ایک بھائی سو قید جفا میں ہے

۶

بولا یزید دل میں ترے آرزو ہے کیا
القصہ کھل گیا رسن ظلم سے گلا
بولی سکینہ سر مجھے دکھلا دے باپ کا
طشت طلا دکھا کے یہ حاکم نے دی صدا

آلودہ خاک سے ہے تو خون سے بھرا ہوا
لے اسمیں تیرے باپ کا سر ہے دھرا ہوا ڈکر

۷

پر شرط ہے اٹھا کے نہ سر پیچیو تو مین
سرپوش کو اٹھا کے پکاری وہ نور عین
آپ ہی سے آئے گود میں تری سر حسین
اے فاطمہ کے راحت جان مصطفےٰ کے چین ڈکر

چھونیکو سر کے حکم نہیں غم کی ماری ہوں
آجاؤ میری گود میں گر تمکو پیاری ہوں ڈکر

۸

دیکھا سبھوں نے کانپ گیا سر حسین کا
پھیلاؤ ہاتھ آتا ہوں میں غم کا مبتلا
بولا سکینہ لاڈلی تم پر سے میں فدا
یہ کہہ کے اٹھا طشت سے فرق شہ ہدا ڈکر

کانپی زمین تخت ستمگر الٹ گیا
بیٹی سے آنکر سرِ سرور لپٹ گیا ڈکر

۹

منہ رکھ کے منہ پہ بولی سکینہ کہ یا حسین
پہنائے تھے جو آپ نے گوہر زیب زین
بعد آپ کے ملا نہ ہمیں ایک لحظہ چین
ان کے لئے یہ ظلم ہوا شاہ مشرقین

شمر لعین نے چھین کے یہ حال کر دیئے
مارے طمانچے نیلے مرے گال کر دیئے ڈکر

۱۰

کیا کیا نہ بعد آپ کے ہم پر ہوئی جفا
آئی جو شام میں تو بندھا ننھا سا گلا
کھائے طمانچے شمر کے یاں میں کربلا
مقسوم میں جو لکھا تھا ہرگز نہ وہ مٹا
بلوا لو پاس صدمے اٹھائے نہ جائینگے
اب تو طمانچے شمر کے کھائے نہ جائینگے

۱۱

رونے لگے بیاں سکینہ پہ اہل شام
دربار میں ہے اس گھڑی انبوہ خاص و عام
حاکم نے تب یہ شمر سے ہنسکر کیا کلام
ایسا نہ ہو کہ بر سر پرخاش ہو تمام
صدمے ہیں ایک ایک کے جان ملول پر
واللہ جائے رحم ہے آلِ رسول پر

۱۲

کیا دیکھتا ہے چھین لے فرقِ شہِ ہدیٰ
بولا سکینہ باپ کے سر سے ہو اب جدا
اٹھا یہ سن کے قاتل دلبند مصطفیٰ
بس بس بیان حال جو ہونا تھا ہو چکا
اب پھر وہی الم ہے وہی ننھی جان ہے
اب پھر وہی گلا ہے وہی ریسمان ہے

۱۳

یہ کہنا تھا کہ سہم گئی شہ کی گلعذار
ظالم خدا کے واسطے کرنے دے مجھکو پیار
بولی ابھی تو آئے ہیں بابائے نامدار
یہ سنتے ہی غضب میں بڑھا شمر نابکار
دھڑکا دل حزیں کو ہوا سانس الٹ گئی
بابا کے سر سے خوف کے مارے لپٹ گئی

۱۴

آیا قریب شمر تو بھاگی وہ دل حزیں
چلائی سوئے عابد بیکس وہ مہ جبیں
زینب کے پاس آکے وہ حضرت کی نازنیں
مجھ کو چھپاؤ جلد کہ آتا ہے اب لعیں
ہرگز نہ مانیگا وہ ہزار اب بکا کروں
سجاد بولے ہاتھ بند ہے میں کیا کروں

۱۵

اتنے میں شمر آن ہی پہونچا قریب آہ
ناگاہ دیکھی سب نے عجب قدرت الہٰ
چاہا کہ تازیانہ لگائے وہ روسیاہ
ایک پنجہ آشکار ہوا آکے مثل ماہ
آئی صدا کہ دیکھ اٹھانا نہ ہاتھ کو
دوں گا ابھی الٹ ورق کائنات کو

۱۶

مارے بہت طمانچے کہاں تک ہے اب جفا
پوتی کو میری اب جو طمانچہ لعیں لگا
شیر خدا کو بھولا تھا وہ دشمن خدا
یہ سن کے وہ لعین تو غش کھا کے گر پڑا
بولی سکینہ قید الم سے چھڑا لیا
صدقے میں دادا جان کے مجھ کو بچا لیا

۱۷

زینب بھی اس طرح سے ہوئی پھر تو نعرہ زن
جو ہاتھ میں پہنائے تھے حضرت نے نورتن
بیٹی کی کچھ خبر بھی ہے یا شاہ بت شکن
سو دیکھو وہ بھی بازو ہے وابستہ رسن
مر جاؤں اب جو چاہئے رب علا کرو
مشکل کشا پدر مرے عقدہ کو وا کرو

۱۸
بابا سر حسین کٹا جب کہاں تھے تم
اوتری ہمارے سر سے ردا جب کہاں تھے تم
اہل حرم کا خیمہ جلا جب کہاں تھے تم
پوتا تمہارا قید ہوا جب کہاں تھے تم

مرثیہ نمبر (۱۲)

بابا عجب طرح کی بلا میں پڑی ہوئیں
دربار میں لعیں کے کھلے سر کھڑی ہوئیں ٹ

۱
آمد آمد حرم شاہ کی دربار میں ہے
صحبت عیش و طرب مجلس غدار میں ہے
صبح سے جشن کا غل شام کے بازار میں ہے
شور فریاد و بکا عترت اطہار میں ہے

نوبتیں بجتی ہیں دشمن تو خوشی ہوتے ہیں
فاطمہ پیٹتی ہیں شبیر خدا روتے ہیں ٹ

۲
آگے آگے تو ہیں سجاد جھکائے گردن
مثل خورشید فلک شرم سے لرزاں تھا بدن
پاؤں بیڑی میں گلا طوق میں ہاتھوں میں رسن
چاک ہے غم میں گریبان قبا تا دامن

بیٹھ جاتے ہیں تو جھنجلا کے اٹھاتے ہیں لعیں
بوٹیاں نیزوں کی شانوں میں چبھاتے ہیں لعیں ٹ

۳
پنڈلیاں سوجھی ہیں اور طوق سے چھلتا ہے گلا
خار تلووں میں ہے مقتل سے جو پیدل ہے چلا
سخت ایذا میں ہے فرزند شہ کرب و بلا
دھجیاں پاؤں میں باندھے ہے وہ نازوں کا پلا ٹ

اسکی مظلومی پہ بیتاب حرم ہوتے ہیں
دیدۂ حلقۂ زنجیر لہو روتے ہیں

۴
پیچھے بیمار کے ہے قافلۂ اہل حرم
دختر فاطمہ زہرا کا عجب ہے عالم
چپ ہے تصویر سے گویا کہ کسی میں نہیں دم
تھرتھری جسم میں ہے اٹھ نہیں سکتے ہیں قدم
روکے فرماتی ہیں کس گوشہ میں جائے زینب
ہاتھ کھل جائیں تو منہ اپنا چھپائے زینب

۵
گردنیں بارہ اسیروں کی ہیں اور ایک رسن
رشتہ داران علی سب ہیں گرفتار محن
جس طرح ہوتے ہیں گلدستۂ گلہائے چمن
شرم کے مارے موی جاتی ہے اک شب کی دلہن
دمبدم سانس بھی سر پیٹتی ہے ساتھ اسکے
ابھی کنگنا نہ کھلا تھا کہ بندھے ہاتھ اسکے

۶
ہے اوسی رسی میں ننھا سا سکینہ کا گلو
چاک کرتے کا گریبان پریشاں گیسو
دم گھٹا جاتا ہے آنکھوں سے رواں ہیں آنسو
گال تو سوجے ہیں کہ آنسو نے ٹپکتا ہے لہو
آہ ہر گام پہ سینہ سے نکل جاتی ہے
جب گھڑکتے ہیں ستمگر تو دہل جاتی ہے

۷
ماں سے کرتی ہے اشارہ وہ گرفتار ستم
روکے وہ کہتی ہے مجبور ہوں میں کشتۂ غم
رسی کھلوا دو نہیں گھٹ کے نکل جائیگا دم
ہائے بچی تری قسمت میں یہ تھا درد و الم
صدقے اماں یہ گرہ عقدہ کشا کھولیگا
بی بی اس عقدۂ مشکل کو خدا کھولیگا

۸

ماں سے رو رو کے وہ نادان یہ کرتی تھی بیاں ۔۔۔ کس کا دربار ہے اس حال سے جاتی ہوں کہاں
یہ تو کہدو کہیں بابا بھی ملیں گے اماں ۔۔۔ کئی دن گزرے ہیں وہ ہیں کہیں آنکھوں سے نہاں
بھول جائیگا یہ سب کچھ جو انھیں پاؤنگی
دوڑ کر چاند سی چھاتی سے لپٹ جاؤنگی

۹

کہیں دربار میں اماں وہ اگر مجھسے ملے ۔۔۔ دیکھنا کرتی ہوں کیسے شہ والا سے گلے
وہ خبر لیویں نہ گردن کی رسی سے چھلے ۔۔۔ اسکو یوں بھولتے ہیں باپ سے بچہ جو پلے
وجہ کیا کونسی تقصیر پہ منہ موڑا ہے
سیلیاں کھانیکو اعدا میں مجھے چھوڑا ہے

۱۰

روتے تھے سنکے سکینہ کا بیاں سارے اسیر ۔۔۔ ہر قدم پر تھا یہی شور کہ ہے ہے شبیر
اس طرف ہوتی تھی آرایش دربار شریر ۔۔۔ تخت پر آپ تھا اور کرسیوں پر سارے امیر
اک طرف لوٹ کا سب نقرہ و زر رکھا تھا
اور تلے فاطمہ کے لال کا سر رکھا تھا

۱۱

دمبدم تخت سے اٹھ اٹھ کے یہ کہتا تھا شریر ۔۔۔ قیدی کیوں جلد نہیں آتے ہیں کیا ہے تاخیر
بڑھکے کرتے ہیں خبردار یہ ہر دم تقریر ۔۔۔ ضعف سے پاؤنکو تھم تھم کے اٹھاتے ہیں اسیر
مارے غیرت کے لہو اونکا گھٹا جاتا ہے
ہر قدم ایک ضعیفہ کو غش آجاتا ہے

۱۲
بولا وہ کون سی عورت ہے یہ محبوس ستم — عرض کی اس نے کہ ہمشیر شہنشاہ امم
باپ جس کا ہے علی پشت و پناہِ عالم — جس کی ماں فاطمہ ہے فخرِ جنابِ مریم
سب ہے جو سلطان عرب اسکی نواسی ہے وہ
کلمہ گو جسکے ہیں سب اسکی نواسی ہے وہ دکو

۱۳
ہے وہی حضرت جعفر کی بہو سینہ فگار — وہی زینب ہے جو شبیر کی تھی عاشق زار
لاش شہ پر وہی اشتر سے گری تھی کئی بار — بعد مرنے کے بھی ہے بھائی پہ ہر دم وہی پیار دکو
قافلہ یوں تو سبھی شام و سحر روتا ہے
پر وہ روتی ہے تو شبیر کا سر روتا ہے دکو

۱۴
بولا وہ کیا ہے پھر اور رونے نہ آنیکا سبب — عرض کی ایک ہی سنی ہیں یہ جگر ٹوٹے ہوئے سب
خاک پر گرتی ہے جب بنت شہنشاہِ عرب — شور ہوتا ہے اسیروں میں کہ ہے ہے زینب دکو
ہوش میں آ کے بھائی کو وہ جب روتی ہے
دیر تک قیدیوں میں سینہ زنی ہوتی ہے دکو

۱۵
ذکر یہ تھا کہ وہ قیدی سرِ دربار آئے — سب پکارے کہ وہ حاکم کے گنہگار آئے
آگے روتے ہوئے سجاد دل افگار آئے — پیچھے پیچھے حرم سید ابرار آئے
صاف خورشید سی شکلیں جو نظر آتی تھیں
آنکھیں سب ظالموں کی بند ہوئی جاتی تھیں دکو

۱۶
تخت کے سامنے روتے ہوئے آئے جو اسیر
سرکشی کر کے نہ سر بر ہوئے مجھ سے شبیر
دیکھ کر سید سجاد کو بولا وہ شریر
شکر کرتا ہوں کہ خالق نے کیا تمکو حقیر ہائے
بیٹھنے کا کہیں دنیا میں سہارا نہ رہا
پنجتن لٹ گئے اب زور تمھارا نہ رہا ہائے

۱۷
کس کے ناموس لٹے کس کا ہوا گھر تاراج
ایک چادر کیلئے کس کی بہن ہے محتاج
کون بے پیر ہوا اور کون ہوا صاحب تاج
کون کمزور ہے اور کون ہے بر دست آج ہائے
ذبح خنجر سے ہوا جد وہ پدر کس کا ہے
اک ذرا غور سے دیکھو تو یہ سر کس کا ہے ہائے

۱۸
سن کے یہ آگیا بنت شہ مرداں کو جلال
صاحب عزت و توقیر محمد کی ہے آل
تھر تھرا کر کہا کیا بکتا ہے او بد افعال
کبھی ہم لوگوں کی عزت پہ نہ آئیگا زوال ہائے
ہم کو بے قدر جو سمجھا تو خطا کرتا ہے
دیکھ مصحف میں خدا کس کی ثنا کرتا ہے ہائے

۱۹
آل احمد کو حقارت سے نہ دیکھ او مغرور
مار کر سبط پیمبر کو یہ نخوت یہ غرور
سب پہ روشن ہے کہ ہم لوگ ہیں اللہ کے نور
خیر ہم دور نہ تو دور نہ محشر ہے دور ہائے
حق کا دریائے غضب جوش میں جب آئیگا
باندھنا ہاتھوں کا سادات کے کھل جائیگا ہائے

۲۰

تیرے ناموس تو ہیں پردہ نشیں وہ ظالم
ہائے بے پردہ ہے بانوئے امام عالم
بال بکھرے کھڑے ہیں تیرے دربار میں ہم
ہے سکینہ پہ وہ ظلم اور یہ کبرا پہ ستم
ننگے سر قید میں اک رات کی بیاہی آئی
تجھکو شادی ہوئی اور ہم پہ تباہی آئی

۲۱

کہے زینب نے فصاحت سے یہ جس وقت کلام
تخت کے نیچے دھرا تھا جو سر پاک امام
کانپے سینوں میں جگر رونے لگے لوگ تمام
متوجہ ہوا شاہ کے اودھر حاکم شام
اور اُن ظلم رسیدوں پہ جفا کرنے لگا
لب فرزند پیمبر پہ چھڑی دھرنے لگا

۲۲

پیٹ کر سر کو یہ زینب نے ستمگر سے کہا
بوسے لیتے تھے انھیں ہونٹوں کے محبوب خدا
اس چھڑی کو مرے بھائی کے لبوں پر سے اٹھا
بہر اُمت انھیں ہونٹوں نے سدا کی ہے دعا
نہ محمد سے نہ حیدر سے حیا کرتا ہے
قطع ہوجائیں ترے ہاتھ یہ کیا کرتا ہے

۲۳

یہ ستم بھائی پہ کن آنکھوں سے دیکھے ہمشیر
یہ چھڑی ہائے غضب اور لب پاک شبیر
ارے ظالم سر بے تن کی بھلا کیا تقصیر
نہ ستا مجھکو میں ہوں بنت شہ خیبر گیر
ان کھلے بالوں کو اب تھونہ پہ بھرتی ہوں میں
لے شکایت تری اللہ سے کرتی ہوں میں

۲۴

کہہ کے یہ غیظ میں آئی جو علی کی جائی
سر شبیر سے ناگاہ یہ آواز آئی
آسماں آ گئے جنبش میں زمیں تھرائی
تھام لے غصہ کو زینب ترے صدقے بھائی

نہ تلاطم میں کہیں قہر الٰہی آ جائے
کہیں امت کی نہ کشتی پہ تباہی آ جائے

۲۵

برچھیاں کھانے سے کیا اسمیں کچھ ایذا ہے بڑی
جانے دو ور کبھی تیر کبھی ہونٹوں پہ چھری
چپ رہے ہم تن پہ جو تلوار پہ تلوار پڑی
اے بہن یہ بھی گزر جائیگی آفت کی گھڑی

بعد مرنے کے میرے جسم کا یہ حال کیا
ہاتھوں کو قطع کیا لاش کو پامال کیا

مرثیہ نمبر ۱۳

۱

جب اہلِ حرم شام کے بازار میں آئے
روتے ہوئے یادشہ ابرار میں آئے
اور برہنہ سر فرقہ کفار میں آئے
کس طرح سے آرام دل زار میں آئے

نیزے پہ سر ابن علی جلوہ کناں تھا
سجاد کی گردن میں بڑا طوق گراں تھا

۲

نزدیک ہا جبکہ درِ حاکمِ گمراہ
استادہ تھی اک خادمہ ہند سرِ راہ
باندھے گئے رسی میں غزالانِ حرم آہ
دوڑی وہ خبر لیکے کیا ہند کو آگاہ

لو پھر چکے ہر کوچہ و بازار میں قیدی
کوٹھے پہ چلو جلتے ہیں دربار میں قیدی

۳

گو بیٹھے پہ تو وہ چڑھ نہ سکی حال تھا تغیر
ساتھ اوسکے ہوی حاکم خونخوار کی ہمشیر
آہستہ چلی جانب و رشتہ رو دلگیر
پہنے ہوئے بھائی کی طرح خلعت توقیر بکو
تھا مقنع زر خواہر بے پیر کے سر پر
کپڑا نہ تھا شبیر کی ہمشیر کے سر پر بکو

۴

دو کرسیاں لے آئیں کنیزیں وہاں فوراً
دربار کا سب حال ہوا ہند پہ روشن
اور پردۂ در باندھ دیا چھوڑ کے چلمن
اک بی بی نظر آئی جھکائی ہوی گردن بکو
چلائی کہ فریاد رسول عربی کی
یہ تو مری شہزادی نواسی ہے نبی کی بکو

۵

تھرا گئی حاکم کی بہن اوسکے سخن پر
بولی مرا بھائی ہے شریعت کے چلن پر
ہاتھ اپنا دھرا ہند خوش ایماں کے دہن پر بکو
وہ ظلم کریگا یہ بھلا شہ کی بہن پر بکو
شک ہے تجھیں یہ خواہر شبیر نہ ہوگی
ایسی تو میرے بھائی سے تقصیر نہوگی بکو

۶

اتنے میں کھلا تخت پہ یاں طشت طلائی
یاں ہند کو چلمن سے تجلی نظر آئی
ہر سو سر شبیر نے کی جلوہ نمائی
پھر چوب شقی نے جو لب شہ پہ لگائی بکو
کرسی سے گری ہند حزیں منہ کو پھرا کر
سر پیٹتی باہر گئی چادر کو گرا کر بکو

۷

لرزے اُمرا کانپ گیا حاکمِ اکفر — وہ پردہ سے نکلی یہ ہوا جامہ سے باہر
درباریوں کو حکم دیا تخت سے اُٹھکر — ہاں ڈھانپ لو رومالونسے چہرونکو سراسر ڈ

ناموس حرم آتا ہے کھولے ہوئے سر کو
آنکھیں میں نکلواؤنگا دیکھا جو اِدھر کو ڈ

۸

بانوئے حزیں سہم کے عابد کو پکاری — منہ پھیر لو تم بھی یہاں ہند آتی ہے واری ڈ
زینب پہ عجب قہر کا غصہ ہوا طاری — حاکم سے کہا سمجھے تجھے خالق باری ڈ

یاں ہند کا آنا تجھے دشوار ہے ظالم
ناموس نبی قابل دربار ہے ظالم ڈ

۹

لے تو ہی اب انصاف کرے حاکم بے پیر — ناموس کا اپنے تو یہ پردہ ہے یہ توقیر
تشہیر کا فتوا ہے پے عترت شبیر — دربار کہاں اور کہاں حبّا تطہیر

واجب ہے تجھے بانوئے دلگیر کی حرمت
وہ ہے تیری حرمت یہ ہے شبیر کی حرمت ڈ

۱۰

شرما کے محل میں گیا وہ حاکم مکّار — ہاتھ آنکھوں پہ رکھے ہوئے اُٹھ اُٹھ گئے حضّار
سر شہ کا رہا طشت میں اور عترت اطہار — اک دفعہ ہوئی سامنے سے ہند نمودار ڈ

منہ فق ہوا ہوش اُڑ گئے حضرت کی بہن کے
گھبرا کے گری سر پہ شہنشاہ زمن کے ڈ

۱۱

چلائی غش آتا ہے سنبھالو مجھے بھیّا — لو اب تو حقارت سے بچالو مجھے بھیّا
ہند آتی ہے دامن میں چھپالو مجھے بھیّا — جنت میں اسی وقت بلالو مجھے بھیّا
رکھ لیجئے پردہ مری عزت کا حیا کا
صدقہ علی اکبر کی جوانی کی قضا کا

۱۲

یہ نوحہ تھا جو ہند قریب آگئی ناگاہ — دیکھا کبھی زینب کو کبھی سوئے سر شاہ
پہلو میں تڑپ کر یہ پکارا دل آگاہ — یہ بنت ید اللہ ہے وہ ابن ید اللہ
سر ننگے ہے یہ صاحب معراج کا کنبہ
یا ہے یہ کسی بیکس و محتاج کا کنبہ

۱۳

پھر جوڑ کے ہاتھوں کو یہ بولی وہ خوش اعمال — کیوں اے شرفا زادہو تم سب تو ہو بیحال
لونڈی ہو کوئی ساعت کہ پوچھوں کچھ احوال — فضہ نے کہا مجھ سے کہ اے صاحب اقبال
سب قوم کے اشراف ہیں خاصان خدا ہیں
بے وارث و والی ہیں گرفتار بلا ہیں

۱۴

زینب نے نظر فضہ پہ کی منہ کو پھرا کے — خود ہند سے فرمانے لگی سر کو جھکا کے
محتاج ہوئے تھے کبھی سادات ردا کے — اے بی بی گنہگار ہیں ہم اہل جفا کے
کنبہ ہے بلا میں یہ شہ کرب و بلا کا
لوٹا ہوا کنبہ ہے یہ شاہ شہدا کا

۱۵
حیران ہوئی ہند کہ شاہ شہدا کون
یہ نام سُنا آج شہ کرب و بلا کون
پوچھا کہ بھلا خیر ہے یہ فاطمہ کا کون
میں واری گئی آپکی ہیں خیر نسا کون
بیٹی کوئی زہرا کی ہے آئیں کہ بہو ہے
بالکل کسی بی بی میں مری بی بی کی بو ہے

۱۶
صاحب بھی ہوش اتنا ہے مجھ بے سر و پا کو
بھولی ہوں نہ زینب کو نہ میں خیر نسا کو
پہچانتی ہوں دختر حیدر کی صدا کو
آنکھیں مری دیکھ آئی ہیں اس نور خدا کو
زہرا کی طرح خاص قدیر ازلی ہو
سو میں کہوں للہ کہو نہیں تم ہی بنت علی ہو

۱۷
زینب نے فغاں کی کہ یہ اسرار غضب ہے
زینب کا بڑا رتبہ بڑا نام و نسب ہے
اس ذلت و خواری کی سزا وار وہ کب ہے
بی بی وہ جگر بند شہنشاہ عرب ہے
میں پیاروں میں ہی کاہیکو ہونے لگی زینب
یہ کہتے ہی منہ ڈھانپ کے رونے لگی زینب

۱۸
اُس دم سر شبیر پہ لرزہ ہوا طاری
آنکھوں سے لہو منہ سے یہ کلمہ ہوا جاری
اے ہند یہی خواہر بیکس ہے ہماری
بڑھکر وہ پکاری ہیں اس آمد کے واری گئی
ہے ہے مرے مولا یہ ترا سر ہے لگن میں
ہے ہے مری شہزادی یہ زینب ہے رسن میں

۱۹
آقا کہو لشکر کو کہاں چھوڑ کر آئے
عباس کے رخسار منور نہ دکھائے
قاسم کو نہ لائے علی اکبر کو نہ لائے
اصغر نہیں لونڈی کسی جھولے میں جھلائے ڈ

آواز دی یہ شمر نے کہ تنہا نہیں ہم ہیں
سب کنبہ کے سر نیزوں کی نوک پہ علم ہیں ڈ

۲۰
یہ سنکے خواصوں کو دیا حکم کہ جاؤ
اس لونڈی کو مولا کی عزادار بناؤ
ہمسایہ کی سب عورتوں کو جلد لے آؤ
اور طور مجھے مردے کی دعوت کا بتاؤ ڈ

بولا سر شبیر کہ اجر اس کا خدا دے
دعوت کے عوض پانی سکینہ کو پلا دے ڈ

۲۱
چلائی سکینہ کہ میں قربان تمہارے
بعد آپ کے ظالم نے طمانچے مجھے مارے
بازو مرے کھلوا دو یداللہ کے پیارے ڈ
نیلے ہیں طمانچوں سے یہ رخسار ہمارے

للہ اسیروں کی خبر لیجیئے بابا
چادر پھوپی اماں کی دلا دیجیئے بابا ڈ

مرثیہ نمبر ۱۴

۱
عزیزو حادثہ نو فلک دکھاتا ہے
گلے بندھے ہیں بدن سب کا تھرتھراتا ہے
حرم کا قافلہ پیش یزید جاتا ہے
نہ سانس لیتے ہیں قیدی نہ بولا جاتا ہے ڈ

جو گرتے ہیں تو ستمگر نیزے مارتے ہیں
وہ رو کے حیدر کرار کو پکارتے ہیں ڈ

۲
کہوں اسیروں کا سب حال یہ مجال ہے کیا
یہ ہاتھ بند ہنے کا مضموں ہے دست بستہ کھڑا
ہوا ہے بیڑیوں سے بسکہ غلغلہ پیدا
بتول خلد میں حیدر کو دے رہی ہے صدا
بلند کرتی ہے فریاد یا علی زینب
چلو یزید کے دربار میں چلی زینب

۳
نئی جفا ہے کہ بارہ گلا اور ایک رسن
اور اس رسن پہ ہے طوق گراں کا رنج و محن
کہیں سنا ہے کہ دو طوق اور اک گردن
اور ایک پاؤں میں بھاری ہو حلقۂ آہن
جو پاس آکے نہیں نیزوں سے ڈراتے ہیں
خدا کے واسطے بچے انھیں دلاتے ہیں

۴
جفائے راہ کے کہنے میں کل نہیں ہے زباں
غرض کہ داخل مجلس ہوئے بہ آہ و فغاں
مگر کہ آئے حضور یزید بے ایماں
کہ چوب بید تھے اور شاہ کے لب و دنداں
چھڑی تو ایک تھی پر ظلم دو نمایاں تھے
بزیر چوب کبھی لب تھے گاہ دنداں تھے

۵
یہ ظلم دیکھ کے زینب نے کرلیں آنکھیں بند
پکارا شمر یہ دربار کیا نہ آیا پسند
تو آنکھیں کھولو نہیں ظلم ہوئیگا دو چند
فلک کو دیکھ کے رونے لگی وہ غیرتمند
کہا یزید نے کیا آسمان کو دیکھا
وہ رو کے بولی کہ خالق کی شان کو دیکھا

۶
کہا یزید نے تب شمر سے بہ طیش تمام
یہ کون ہے کہ جو بڑھ بڑھ کے کر رہی ہے کلام
وہ بولی پوچھ مجھی سے یہ جانے گیا مرا نام
میں رونے والی ہوں کنبہ کی زینب ناکام

علی کی آئی ندا میری پیاری دختر ہے
سر حسین پکارا ہماری خواہر ہے ذکر

۷
یزید جائزہ پھر قیدیوں کا لینے لگا
نظر پڑی اُسے اک شاہزادی مہ لقا
الٹ کے ڈالا ہے منہ پر پھٹا ہوا کرتا
اور اس پہ ہاتھوں سے پردہ کیا ہے چہرہ کا ذکر

ہے سن میں خرد بزرگوں کا پر قرینہ ہے
کہا یہ کون ہے بولا عمر سکینہ ہے ذکر

۸
یزید حال سکینہ پہ رو دیا اور یہ کہا
سکینہ تجھ کو بہت چاہتا تھا باپ ترا
وہ بولی چاہتا کیسا پدر تھے مجھ پہ فدا
زبان پر تھا سکینہ سکینہ صبح و مسا ذکر

سلاتے تھے مجھے شبیر اپنے داماں میں
اور اب تو خاک میں سوتی ہوں قید زنداں میں ذکر

۹
یزید نے کہا جنت میں میوے ہیں اکثر
سکینہ تم کو کھلاتا تھا کیا تمھارا پدر
رطب رطب کہا اُس بے پدر نے تتلا کر
دکھا کے نیل طمانچوں کا بولی دیکھ ادھر ذکر

پدر نے تحفہ سے تحفہ رطب کھلائے ہیں
اور اُن کے بعد تو ہم نے طمانچے کھائے ہیں ذکر

۱۰
یزید بولا رطب دوں تو کھائیگی ناداں — سکینہ بھوکی تو تھی ہو کے خوش پکاری کہ ہاں
مگر سکینہ کی خاطر وہاں رطب تھے کہاں — دیا شقی نے طبق میں سر امام زماں
پکاری حصہ میں میرے رطب یہ آیا ہے
کسی یتیم نے لوگو یہ میوہ کھایا ہے

۱۱
اٹھایا اس نے جو سرپوش تو یہ آیا نظر — تڑپ رہا ہے سر اک مردہ کا لہو میں تر
ڈری وہ پہلے تو اور پھر کہا یہ رو رو کر — رطب نہیں ہے رطب کے کھلانے والے کا سر
سلام کر کے طبق سے اٹھا لیا سر کو
لہو بھرا ہوا کرتا دکھا دیا سر کو

۱۲
لہو کٹے ہوئے حلقوم کا جبیں پہ ملا — لبوں پہ رکھ دیے لب اور پکاری یا ابتا
حسین چھوٹے سے سن میں مجھے یتیم کیا — شہید بابا مجھے بچپنے میں داغ دیا
جہاں سے ہائے جو یوں جلد تمکو جانا تھا
تو صدقے جاؤں نہ اتنا مجھے ہلانا تھا

مرثیہ نمبر ۱۵

۱
جبکہ دربار میں ناموس پیمبر آئے — بال کھولے ہوئے بے مقنع و چادر آئے
سر کے بالوں سے چھپائے رخ انور آئے — بیڑیاں تھامے ہوئے عابد مضطر آئے
سخت آفت میں گرفتار وہ سب خستہ تھے
رسیاں ایک تھی اور آٹھ کے بازو بستہ تھے

۲

کسی گھر پہ نہ فلک ایسی مصیبت ڈالے
وا دریغا وہ ہجوم اور وہ پردہ والے
رنگ رخ زرد زباں خشک لبوں پر نالے
تازہ اولاد کا غم زخم جگر پر آبلے مکرر
لٹ گیا گھر کہیں چھپنے کو بھی کونا نہ ملا
قتل وارث ہوئے اور بیٹھ کے رونا نہ ملا مکرر

۳

رسن ظلم سے چھلتے تھے یتیموں کے گلے
سہمے جاتے تھے کشاکش میں وہ نازوں کے پلے
مائیں آفت میں گرفتار تھیں کیا زور چلے
رو کے دیکھا کبھی عابد کو کبھی ہاتھ ملے مکرر
شمر کہتا تھا کہ حاکم کا غضب آئیگا
قیدیوں میں کوئی رویا تو سزا پائیگا مکرر

۴

تھا مکیں تخت مرصع پہ لعین غدار
فرق پر تاج تھا اور بر میں لباس زرتار
دست بستہ عقب پشت غلاموں کی قطار
نیچے رکھا تھا سر پاک امام ابرار مکرر
رؤسا جمع عراق و عرب و روم کے تھے
اور حرم با سر عریاں شہ مظلوم کے تھے

کرتے تھے بہر خوشامد یہ مصاحب مذکور
کس دلیری و شجاعت سے لڑی فوج حضور
فتح پائی تھی بنی فاطمہ پر عقل سے دور
لیکن اس گھر کے نمکخوار جری ہیں مشہور مکرر
آج نوفل سا جواں خلق میں ممتاز نہیں
ابن کاہل سا جہاں میں قدر انداز نہیں مکرر

۶

ایک نے تیر سے چھیدا علی اصغر کا گلو ۔۔۔ مر گیا باپ کے ہاتھوں پہ وہ بچہ مہرو
ایک نے حضرت عباس کے کاٹے بازو ۔۔۔ جس سے ٹوٹی کمر پاکِ امامِ خوش خو بکو
جس نے جو کام کیا قابلِ انعام کیا
غل ہے لشکر میں کہ دونوں نے بڑا کام کیا بکو

۷

اور یہ رستم سے نہ ہوگا جو کیا شمر نے کام ۔۔۔ جب گرے خاک پہ گھوڑے سے شہ عرش مقام
کھینچ کر خنجر خونریز پئے قتل امام ۔۔۔ کر دیا لختِ دلِ فاطمہ کا کام تمام بکو
کچھ وصیت کا سخن لب تلک آنے نہ دیا
سر بھی سجدے سے نمازی کو اٹھانے نہ دیا بکو

۸

سب تھے یہ کہتے تھے ہوتا تھا خوشی وہ غدار ۔۔۔ حرم شاہ رسن بستہ کھڑے تھے ناچار بکو
طیش میں آ کے یہ کہنے لگی زینبِ زار ۔۔۔ کسی منصف سے سُن اس وقت کرو او ناہنجار بکو
حال مقتل کا یہ آوارہ وطن جانتی ہے
جو ستم بھائی پہ گزرے وہ بہن جانتی ہے بکو

۹

ابن کاہل کی شجاعت کے ہیں بیجا اوصاف ۔۔۔ اُس سے سرزد ہوا یہ ظلم شجاعت کے خلاف
یہ بھی جرأت ہے کوئی دل میں ذرا کر انصاف ۔۔۔ اس خطا کو کبھی خالق نہیں کرنے کا معاف بکو
تیر سے اُس نے دلِ شیرِ خدا چھیدا ہے
دودھ پیتے ہوئے بچے کا گلا چھیدا ہے بکو

۱۰
ایک سے ایک لڑے ہے یہی دستورِ عرب
اس کی تعریف ہے خوش ہوتا ہے تو ہائے غضب
جنگ میں ٹوٹ پڑے فاطمہ کے لال پہ سب
نہ حمیت تجھیں کچھ تھی نہ محمدؐ کا ادب
چڑھ کے چھاتی پہ جو سر تن سے اتارا تو کیا
ملکے دو لاکھ نے گر ایک کو مارا تو کیا

۱۱
یہ عداوت پسرِ سیدِ لولاک سے ہائے
جاگ کر راتوں کو زہراؑ نے جسے دودھ اپنا پلائے
جسم سے کاٹ کے سر لاش پہ گھوڑے دوڑائے
بعد مرنے کے وہ سید کفن و گور نہ پائے
تنِ عریاں کو عجب حال سے رن میں چھوڑا
کہنہ جامہ بھی نہ سید کے بدن میں چھوڑا

۱۲
مرے نانا نے نہ لوٹا کسی کافر کا بھی گھر
قید میں حاتم طائی کی جو آئی دختر
عورتوں سے نہ کوئی بولتا تھا بعد ظفر
خود اوسے احمدِ مرسل نے اوڑھائی چادر
کہتے تھے دخترِ جواد یہ کہلاتی ہے
اسکے ہاتھوں کو نہ باندھو مجھے شرم آتی ہے

۱۳
تھا محمدؐ کو تو کافر کی بھی حرمت کا خیال
منہ چھپانے کو نہ برقع نہ ردا نے رومال
ہاتھ سے تیرے ہوا آلِ محمدؐ کا یہ حال
اپنے چہروں پہ جو بندھے ہاتھوں سے بکھرائے ہیں بال
کھو کے بھائی کو مصیبت میں پڑی ہے زینب
تیرے دربار میں سر ننگے کھڑی ہے زینب

۱۴

سُن کے یہ شمر سے کہنے لگا یہ حاکمِ شام
کون ہے یہ کہ فصاحت سے جو کرتی ہے کلام
غیظ میں آ کے یہ کہنے لگی ہمشیرِ امام
اس سے کیا پوچھتا ہے مجھ سے سن اے بدانجام کر
اب تو قیدی ہوں رسن بستہ ہوں چاہے جو کہیں
جس کی امت میں ہے تو اُسکی نواسی ہوں میں کر

۱۵

شمر کو دیکھ کے بولا وہ علی کا دشمن
کھول دے قیدیوں کے بازو گردن سے رسن
جب چھٹیں بند رسن سے وہ گرفتار محن
تب سکینہ نے لیا کرتے کا منہ پر دامن کر
باپ کے غم میں دلِ زار جو تن میں تڑپا
ایسا روئی کہ سرِ پاک لگن میں تڑپا کر

۱۶

بولا حاکم کہ نہایت ہے تجھے باپ کی چاہ
تخت کے نیچے یہ کیا طشت میں ہے کر تو نگاہ
پاس جا کر جو لگی دیکھنے با نالہ و آہ
خون میں ڈوبا ہوا اسکو نظر آیا سرِ شاہ کر
طشت پر گر کے پکاری کہ یہ حال آپکا ہے
لو پھوپھی جان یہی سر تو مرے باپ کا ہے کر

۱۷

گود میں لیکے سرِ ابنِ علی چلائی
ان کھلی آنکھوں کے قربان تمہاری جائی
ایسے بھولے کہ نہ بیٹی بھی تمہیں یاد آئی
اتنی مدت میں یہ کیا شکل مجھے دکھلائی ہو
کیا خموشی ہے لبِ لعل تو کھولو بابا
کیا غضب ہو گیا کچھ منہ سے تو بولو بابا ہو

۱۸

تیر اس چاند سے ماتھے پہ لگایا کس نے
حلق پر خنجر بیداد پھرایا کس نے
خون اس گردن نازک کا بہایا کس نے
چھوٹے سے سن میں مجھے تم سے چھڑایا کس نے

اماں سپر مشتی ہیں کیا انھیں سمجھاؤ نہیں
آؤ کرتے ہیں چھپا کر تمھیں لیجاؤں میں

مرثیہ نمبر ۱۶

۱

یزید نحس نے جب فرق شلہ دیں پایا
سر حسین کو باب محل میں لٹکایا
تمام عورتوں کو اپنے پاس بلوایا
سبھوں کو خلعت زریں لعین نے پہنایا

کسی نے پوچھا یہ کیا جشن اے یزید ہے آج
کہا یہ ہنس کے لعین نے ہماری عید ہے آج

۲

پکڑ کے دامن حاکم یہ بیٹی نے پوچھا
یہ ہے روز عید محرم کی روز عاشورا
یہ کون عید ہے بتلا مجھے برائے خدا
گلے لگایا اوسے اور یہ مسکرا کے کہا

ہمارے واسطے بیٹی یہ عید کا دن ہے
یہ عید قتل حسین شہید کا دن ہے

۳

پسر جری کا تھا اور آپ بھی جری تھا بڑا
یہ میرے حاکم کوفہ نے اسکو قتل کیا
اسیر ہو کے حرم اسکے آئے ہیں بخدا
نہ انکے پاؤں میں نعلین ہے نہ سر پہ ردا

کوئی شفیق نہیں کوئی غمگسار نہیں
جہاں میں اور کوئی ایسا بیقرار نہیں

۴

محل میں بھیجدوں دیکھو گی تم بھی قیدیوں کو
لباس فاخرہ اور زیور طلا پہنو
حشم دکھاؤ انہیں بادشہ کی بیٹی ہو
بڑے گھرانے کی ہیں بی بیاں یقیں سمجھو

یہ تخت رکھتے ہیں اب وہ نہ تاج رکھتے ہیں
یہ شاہزادیوں کا سب مزاج رکھتی ہیں

۵

ہوا محل سے برآمد یہ کہہ کے وہ غدار
ادھر محل میں ہوئی صحبت طرب تیار
کیا زنانِ امیہ نے خوب اپنا سنگار
ہر اک نے زیب کیا زیور مرصع کار

شروع ہو گئی تقریب ناچ گانے کی
تھی سب کو منتظری قیدیوں کے آنے کی

۶

خبر یہ حضرتِ زینب کو ہو گئی ناگاہ
محل میں جائینگے قیدی یوں ہیں بحالِ تباہ
لرز کے بولی یہ عابد سے بنت شیر الٰہ
ضرور ہوئیگی وہاں ہند بنت عبد اللہ

الم کی برچھیاں سینہ کے پار ہوئینگی
تمھیں بتاؤ میری آنکھیں چار ہوئینگی

۷

ادھر تو دختر زہرا کو تھا غم جانکاہ
ادھر کو ہند کا احوال تھا محل میں تباہ
لباس فاخرہ پہنے تھی گو بعزت و جاہ
ملی ہوئی تھی مگر خاک میں وہ عاشق شاہ

دعائیں کرتی تھی جو یہاں بیچ وہ مست ہوئے
الٰہی آلِ پیمبر کی خیریت ہوئے

۸

کنیزیں پوچھتی تھیں بیان آپکو کیا ہے
کہ شب کو خواب میں نہر اکو میں نے دیکھا ہے
وہ کہتی تھی تہ و بالا میرا کلیجہ ہے
کہ سر کھلے ہوئے پا برہنہ وہ دیکھا ہے
فلک کے ہاتھوں گریباں پھٹا ہوا دیکھا
کسی کا خون جبیں پر لگا ہوا دیکھا

۹

یہ تذکرہ تھا کہ روشن ہوا تمام وہ گھر
حرم کی بو سے معطر ہوا مکاں یکسر
رسول زادیاں آئیں محل کی ڈیوڑھی پر
پکاری ہند یہ بے ساختہ کھڑی ہو کر
ادھر ادھر کہیں یاں دختر محمدؐ ہے
اے درود پڑھو فاطمہ کی آمد ہے

۱۰

کنیز اتنے میں اک دوڑ کر خبر لائی
تڑپ کے ہند نے یہ بات اُس سے فرمائی
کہا کہ بندی ہے حاکم نے ایک بھجوائی
زمانوں میں مجھے خوشبوئے فاطمہ آئی
یہ بے سبب نہیں دل میرا بیقرار ہے
اگرچہ حضرت زہرا نہیں تو زینب ہے

۱۱

یہ کہہ رہی تھی ہوا جو اسیروں کا آنا
کسی کو ہند نے اصلا نہ اُن میں پہچانا
وہ اُن کے بال کھلے اور وہ اُنکا شرمانا
کہا کہ لٹ کے تو آئے ہو میں نے یہ مانا
عزیز قتل ہوئے جس جگہ وہ رن ہے کہاں
نسب تمہارا ہے کیا گھر کہاں وطن ہے کہاں

۱۲

اکتاب و قبلہ و پیغمبر اپنا بتلاؤ
امام عصر ہے اب کون یہ تو فرماؤ
مقدمہ ہے یہ اسلام کا نہ شرماؤ
جو کچھ کہ ہووے مفصل زبان پر لاؤ کو

علی و فاطمہ کے لاڈلوں کو مانتی ہو
کہو حسین کو کو تھا امام جانتی ہو کو

۱۳

حسین کا جو لیا نام ہند نے ناگاہ
نکل گئی دل زینب سے خود بخود اک آہ
پکاری ہند کیا کس نے نالۂ جاں کاہ
لے آؤ تو مرے آگے ذرا اُسے للّٰہ کو

بہے ہیں اشک عزا اس کلام کے اوپر
یہ روئی کیوں مرے آقا کے نام کے اوپر کو

۱۴

پکاری فضہ حسین انکے بھائی کا ہے نام
شہید کرب و بلا میں ہوا جو تشنہ کام
وہ بولی سبط رسولِ خدا امام انام
بہائے اشک کہا فضہ نے نہ کر یہ کلام کو

علی کا لال شہ مشرقین ہے بی بی
غریب و خستہ جگر یہ حسینؑ ہے بی بی کو

۱۵

ہیں قیدِ ظلم میں واللہ بیگناہ ہیں ہم
نسب تو پوچھتی ہے بندۂ الٰہ ہیں ہم
یزید کے نہیں قائل خدا گواہ ہیں ہم
محب آلِ پیمبر تو خواہ مخواہ ہیں ہم کو

کنیز خالق یکتا کی خادمہ کی ہوں
قسم رسول کی لونڈی میں فاطمہ کی ہوں کو

ہمارا قبلہ ہے کعبہ کتاب ہے قرآں ۱۶ نبی ہمارا ہے دنیا میں احمدِ ذیشاں
امام کون ہے اگر پوچھتی شہِ مرداں خدا کے سامنے کہدیں یہ اپنا ہی ایماں ہ

جو کچھ بیاں کیا سب یہ طور ہے بی بی
مگر امام زماں اپنا اور ہے بی بی ہ

پکاری ہند کہ پھر شک کا شک ہے باقی ۱۷ امامِ عصر ہے اپنا حسین ابن علیؑ ہ
تو کہتی ہے کہ امام زماں ہے اور کوئی خدا کے واسطے بتلا دے جلد بہرِ نبیؐ ہ

یہ میں نے مانا دل و جاں سے انکو مانتی ہو
تم اس امام کو گو تھا امام جانتی ہو ہ

پکاری فضہ کہ چوتھا امام ہے اپنا ۱۸ وہ بولی سومیں کا نام لے برائے خدا ہ
زبانِ فضہ سے نام حسین پھر نکلا اسی طریق سے پھر روئی دخترِ زہرا

یہ نوحہ تھا مجھے برباد کر گئے بھائی
میں جیتی بیٹھی ہوں اور آپ مر گئے بھائی ہ

سر اپنا پیٹ کے فضہ سے ہند نے پوچھا ۱۹ ارے بتا تو سہی کیا حسین قتل ہوا
جبھی ہے خواب میں زہرا کو ننگے سر دیکھا وہی حسین وہی ہے یہ دخترِ زہرا ہ

غضب ہوا شہ والا سے چھٹ گئی زینب
حسین قتل ہوئے آہ لٹ گئی زینب ہ

پکاری فضہ زباں بند کر تو اے خوشخو
ذرا تو غور سے اے بی بی خوب تم سوچو
۲۰
مجال ہے یہ کسی کی جو لوٹے زینب کو
حسین قتل ہو عباس جس کا بھائی ہو

وہ بی بی قید ہو بلوے میں جا عبرت ہے
بہن حسین کی ہو بے ردا قیامت ہے

پکاری ہند کہ اچھا نہ حال بتلاؤ
کہا کنیزوں نے حاکم تلک ذرا جاؤ
۲۱
میں ہاتھ جوڑتی ہوں تھوڑی دیر غم کھاؤ
وہاں جو طشت میں اک سر ہے اسکو لے آؤ

کہو یزید سے واپس میں جلد کر دونگی
قسم حسین کی اوس سر کو میں نہ رکھ لونگی

یہ ذکر تھا کہ کنیزوں کا اژدہام آیا
ہوا یہ غل سر سلطان تشنہ کام آیا
۲۲
پکاری بنت علی موت کا پیام آیا
بہن کا نام بتانے سر امام آیا

کنیزوں نے سر سلطان مشرقین رکھا
حضور ہند کے لا کر سر حسین رکھا

سر حسین جو آیا محل میں مثل ماہ
پکاری پیٹ کے سر ہند بنت عبد اللہ
۲۳
تو آئی قید یو دیکھو یہ کس کا سر ہے آہ
صدا دی سر نے یہ اعجاز سے بحال تباہ

یہ دوست اپنی ہی ہرگز نہ تم چھپاؤ بہن
یہ سر ہے بھائی کا زینب میں منع تباؤ بہن

۲۴
صدا یہ سنتے ہی اٹھی بتول کی جائی
حسین مر گئے زینب ہے قید میں آئی
قریب ہند کے آ کر یہہ بات فرمائی
چھپاؤں کیا کہ بتاتے ہیں خود مجھے بھائی کو

لے بی بی فاطمہ کے نور عین کا پُرسا
میں تجھ کو دیتی ہوں بھائی حسین کا پرسا کو

مرثیہ نمبر ۱۷

۱
چرخ زبرجدی کی دو رنگی کہوں میں کیا
زینت طراز قصر ہے کنبہ یزید کا
بازار شام کا کجا آل نبی کجا
اور در بدر ہے عترت سلطان دوسرا کو

ناپاکوں کے لئے وہاں ملبوس پاک ہے
یاں بنت بوتراب کے چہرہ پہ خاک ہے کو

۲
آئینہ دیکھ دیکھ کے وہاں شاد ہیں تمام
سرمہ لگا رہی ہیں وہاں سب زنان شام
حیران یہاں ہے آل رسول فلک مقام
آنسو بہا رہی ہے یہاں عترت امام کو

واں زیر لب مسی ہے ہر اک خوش لباس کے
یاں ہونٹ خشک ہو رہے ہیں مارے پیاس کے

۳
پازیب ہاں ہیں پاؤں میں بازو میں نورتن
واں صورت عروس نبی ہے ہر ایک زن
یاں بیڑیاں ہیں پاؤں میں اور ہاتھوں میں رسن
یاں بال کھولے روتی ہے اک رات کی دلہن کو

واں رقص و نغمہ اور دو نو نسے دو چند ہے
اور یاں صدائے ہائے حسینا بلند ہے کو

۴

واں قصر قیصر جشنِ امیرانہ تھا بپا | یاں پیش حاکم آئے اسیرانِ کربلا
منہ پھیر کر ہر ایک نے محفل میں رو دیا | پر ظالم یزید بڑی دیر تک ہنسا
زینب سے بولا کہ گلشن ایماں قلم ہوا
تجھ کو بھی کچھ حسین کے مرنے کا غم ہوا

۵

آنکھوں میں آنسو بھر کے پکاری وہ بے ردا | میں کیا جواب دوں تجھے اس بات کا بھلا
یہ کلمہ روزِ حشر تو زہرا سے پوچھنا | کیا خوب پرسا بھائی کا تو نے مجھے دیا
باتوں سے چاک کرتا ہے کیوں تو جگر میرا
خنجر سے ایک دفعہ اُتروا دے سر میرا

۶

یہ کہہ کے اُس پلید سے زینب نے رو دیا | سجاد بولے چپ رہو کیا بس غریبوں کا
محشر کے روز فیصلہ اب اس کا ہوئیگا | لیکن یزید خوف خدا سے نہ کچھ ڈرا
کہنے لگا کہ عیش ہمارے دو چند ہوں
مشکل کشا کی بیٹیاں زنداں میں بند ہوں

۷

سوئے خرابہ آئے اسیرانِ غم | اٹھ کر محل سرا میں گیا دشمنِ حرم
بلوا کے پاس ہند کو اپنے بصد حشم | سرگرم خواب عیش ہوا ہائے ستم
کیا قہر ہے یزید بہ آرام سوتا تھا
کنبہ نبی کا خانۂ زنداں میں روتا تھا

۸

جھپکی پلک جو ہند کی دیکھا میاں خواب
اترے ہیں آسماں سے فرشتے پئے عذاب
اک قدسی بزرگ ہے یوں کر رہا خطاب
اے ہند بھاگ پہلوئے ظالم سے اٹھ شتاب
رونا کیا قبول علی و بتول کا
کاٹا ہے اس لعین نے کلیجا رسول کا

۹

اٹھ بیٹھی ہند دیکھ کے یہ غم کا ماجرا
بولی فلک کی سمت کہ کیوں چرخ کج ادا
یہ ظلم و جور آہ پہ آلِ مصطفےٰ
یہ کہہ کے پھر وہ خالق اکبر سے کی دعا
یارب تو ٹھنڈا رکھیو کلیجہ بتول کا
روشن رہے چراغ مزارِ رسول کا

۱۰

فرما کے یا علی اٹھی پھر وہ فلک مقام
بعد از نماز بولی کہ اے رب ذوالکرام
ہو خیر و عافیت سے وطن میں مرا امام
پھر کشتیاں طلب کیں بصد عز و احتشام
بے چین تھا جو دل شہ مضطر کے واسطے
تحفے لگائے آلِ پیمبر کے واسطے

۱۱

مولا کے واسطے خزِ مصری کی اک عبا
دستانے بہر حضرت عباس باوفا
خلعت برائے قاسم و اکبر جدا جدا
اور شاہزادیوں کے لئے زیور و ردا
سلک گہر سکینۂ مضطر کے واسطے
سونے کی ہنسلیاں علی اصغر کے واسطے

12
لدوا کے قاطروں پہ سب اسباب ایکبار — لکھنے لگی عریضہ پئے شاہ نامدار
ناگہ کہا کسی نے کہ اے آسمان وقار — آئے ہیں کچھ اسیر کہیں سے بحال زار
پر غل پڑا ہوا ہے یہی شہر شام میں
گھر اُن کا ہے مدینہ خیر الانام میں

13
یہ سن کے آئی پیش یزید جفا شعار — لیکر رضا چلی سوئے زنداں بحال زار
شاہانہ سب جلوس تھا ہمراہ بصد وقار — پروائے کینہ جوئی گردونِ بے مدار
یاں ہند پر تھی شان امیری برس رہی
زینب وہاں تھی ایک ردا کو ترس رہی

14
پہونچی غرض کہ تا در زنداں وہ باوفا — بڑھ بڑھ کے لونڈیوں نے اسیروں کو دی صدا
ہاں ہاتھ باندھ کر ہو کھڑے سب جدا جدا — بولی یہ ہند لونڈیو نے بک ہی ہو کیا
آداب پاس اُنکا مقدم ہے دہر میں
یہ لوگ رہتے ہیں مرے آقا کے شہر میں

15
یہ کہہ کے قیدیوں کو پکاری وہ خوش خصال — تکلیف کیجیو نہ پئے ربِ ذو الجلال
بہر سلام اٹھو گی تو ہوگا مجھے ملال — ہے ہے مجھے خود آپ ہی اس بات کا خیال
محبوس غم ہیں آب نہیں اور غذا نہیں
کیونکر ہوں آنکھیں چار کہ سر پر ردا نہیں

۱۶
مطلب ہے مطلب آنے سے یاں کچھ ہم کا کیا
باشندے تم مدینہ کے ہو ہم نے ہے سُنا
تو نہ فلک کرے نہ مصیبت میں مبتلا
گر سچ ہے تو کہو خبر سرور ہدا
ان دنوں حال سرور دلگیر کیسا ہے
لوگو مزاج حضرت شبیر کیسا ہے

۱۷
سب تو رہے خموش پہ زینب نے دی صدا
معلوم کچھ نہیں خبر سرور ہدا
مدت ہوئی کہ ہم سے ہمارا وطن چھٹا
ہم بھی حسین ہی کے لئے گرتے ہیں جا بجا
آنسو رواں ہیں فرقت شاہ انام میں
جی ہے لگا حسین علیہ السلام میں

۱۸
سن کر پکاری ہند کہ تم کون ہو بتاؤ
بس بس خدا کے واسطے آنسو نہ اب بہاؤ
افسانہ اپنے غم کا مفصل مجھے سناؤ
سر تو اٹھاؤ روئے مبارک مجھے بتاؤ
وہ بولی غم دیا ہے فلک کی ستائی کو
شوہر نے تیرے ذبح کیا میرے بھائی کو

۱۹
ایسی غریبی سے کیا زینب نے یہ بیاں
بولی کہ اب بخاطر سلطان دو جہاں
بے اختیار ہند کے آنسو ہوئے رواں
میں قید سے چھڑاتی ہوں تم کو بعزو شاں
پر درمیان دو نبیؐ مشرقین کو
پہنچا دو میرا ہدیہ جناب حسین کو

۲۰

منگوا کے پھر وہ کشتیاں بولی بصد بکا
قاسم کا جامہ ہے یہ ہے اکبر کی یہ عبا
دستانے دو ہیں یہ پئے عباس باوفا
کلثوم کی یہ شال ہے یہ زینب کی ہے ردا
ہے اک عبا یہ قابل امام مدینہ کے
اصغر کے ہیں یہ طوق یہ گوہر سکینہ کے

۲۱

جب ہند نے یہ نام لئے سب جدا جدا
لے ہند بس کلیجا ہے اب منہ کو آرہا
زینب سے ضبط ہو سکا رو کے یہ کہا
تحفہ کے لینے والوں نے دنیا سے کی قضا
بے جاں پڑا ہے خاک پہ لشکر امام کا
سر کٹ گیا حسین علیہ السّلام کا

۲۲

بے دست ہیں فرات پہ عباس نامدار
گھوڑوں کی ٹاپوں سے تن قاسم ہوا فگار
اکبر کے سینہ سے ہوا نیزہ ستم کا پار
اصغر ہوا نشانہ تیر جفا شعار
زینب کا حال ہو گیا یہ اس زمانے میں
بھائی تو کربلا میں بہن قید خانے میں

۲۳

یہ سن کے کانپنے لگی وہ عاشق خدا
قرآں جو تھا گلے میں حمائل بصد ضیا
بولی کہ توبہ توبہ یہ کیا آپ نے کہا
بولی وہ سر اٹھا کے یہ وہ نیک و پارسا
رکھیو تو اس پہ ہاتھ کہ بھوکی ہوں پیاسی ہوں
زینب میں ہوں رسول خدا کی نواسی ہوں

۲۴
اے بی بی میں تو خود تمھیں کرتی تھی ادب ہا
آل نبی بتانے سے کیا فائدہ بھلا
زینب کو غصہ آگیا اٹھی بصد بکا
منہ کر کے کربلا کی طرف کو یہ دی صدا
صدیقہ ہوں یہہ بات مری مانتی نہیں
بھیا تری بہن یہہ مجھے جانتی نہیں

۲۵
جب دختر امیر عرب نے کئے یہہ بین
دیوار پر خرابہ کی آیا سر حسین
بولا یہ ہند سے سر سلطان مشرقین
آل نبی کے بخت میں لکھا ہی شور و شین
گردن کٹی ہے فاطمہ کے نور عین کی
ہاں ہاں یہی غریب بہن ہی حسین کی

مرثیہ نمبر (۱۸)

۱
جب سُنی ہند کے آنیکی خبر زینب نے
یاس سی کی سوئے افلاک نظر زینب نے
شرم سے زانو یہ نیہوڑا لیا سر زینب نے
کہا اک ایک سے با دیدۂ تر زینب نے
خاک لیکر مرے چہرہ پہ لگاؤ لوگو
ہند آتی ہی کہیں مجھکو چھپاؤ لوگو

۲
اب نہ وارث ہی کوئی سر پہ نہ کوئی والی
ہو گیا فاطمہ زہرا کا بھرا گھر خالی
سخت جاں رہ گئی ہوں ایک میں سو نیوالی
اقتدار اوسکو ہے اور یاں ہی پریشاں حالی
آئیگی آج یہاں ہند تو ذلت ہوگی
نام لونگی تو بزرگوں کی حقارت ہوگی

۳
کتنا چاہا تھا کہ مرجاؤں پر آئی نہ اجل — سخت جانی سے ہوا غرت زینب میں خلل
ہائے مرجاتی تو ہو جاتا یہ جھگڑا فیصل — نام رہتا کہ بہن مرگئی بھائی کے بدل

کچھ بن آتی نہیں جسدم ہے مقدر پھرتا
میں اگر مرتی تو پھر کون کھلے سر پھرتا

۴
کون پھر دیکھتا کٹتے ہوئے بھائی کا گلا — کس کے سر پر سے ردا چھینتے آکر اعدا
باندھا جاتا رسن ظلم سے بازو کس کا — کھینچ کر اونٹ پہ بٹھلاتے کسے اہل جفا

اب وہ آئیگی تو چھپنے کو کدھر جاؤنگی
ہند اس حال سے دیکھے گی تو مر جاؤنگی

۵
وہ تو ہے تخت نشین اور میں ہوں خاک نشیں — پردہ رہ جائے جو ہو جاؤں میں پیوند زمیں
اس خرابہ میں تو لوگو کوئی حجرہ بھی نہیں — کیا کروں ہائے کہاں جاکے چھپوں میں غمگیں

لے اجل آکے نہ رسوائے جہاں ہو زینب
اے زمیں تھوڑی سی جا دے کہ نہاں ہو زینب

۶
یہ جو غل ہند کے آنے کا سکینہ نے سنا — ماں کے پاس آکے یہ کہنے لگی گھبرا گھبرا
اماں بتلاؤ تو دروازہ پہ غل ہے کیسا — کیا ہمیں لوٹنے کو آتے ہیں پھر اہل جفا

پھر ستائیں نہ کہیں آکے اعدا مجھکو
مار بیٹھے نہ کہیں شمر طمانچا مجھکو

۷

اچھی اماں مجھے گودی میں اٹھا لو جلدی — دل دھڑکتا ہے کلیجے سے لگا لو جلدی
شمر دیکھے نہ کہیں مجھکو چھپا لو جلدی — بھائی سجاد کو پاس اپنے بلا لو جلدی

کچھ اسیروں پہ غضب حاکم بے پیر نہو
قتل کی عابد بیمار کے تدبیر نہو

۸

رو کے کہنے لگی بانو نہ ڈرو اے پیاری — اب بھلا کیا ہے جسے لوٹینگے اگر ناری
زن حاکم کے یہاں آنے کی ہے تیاری — سر کو نہیوڑا کے مرے پہلو میں بیٹھو واری

قید خانے میں وہ آتی ہے امیروں کی طرح
اور ہم خاک پہ بیٹھے ہیں فقیروں کی طرح

۹

ایکدن وہ تھا کہ زہرا نے بنایا تھا دلہن — خواب میں دیکھا تھا دیدار شہنشاہ زمن
آج باندھی ہے ستمگاروں نے ہاتھوں میں رسن — میں ہوں محتاج ردا اور وہ محتاج کفن

دیکھوں کیا ذلتیں قسمت مجھے دکھلاتی ہے
خاک میں ملگئی جب ملنے کو ہند آتی ہے

۱۰

سنتی ہوں عقد میں تھی وہ بھی شہ والا کے — مجھ کو پوچھے تو بتانا نہ کہیں گھبرا کے
پانی کیجو نہ طلب خشک زباں دکھلا کے — بیٹھو قربان گئی زانو پہ سر نہیوڑا کے

باپ حضرت کو نہ سجاد کو بھائی کہنا
ماں نہ کہنا مجھے صدقہ گئی دائی کہنا

١١
سر کو نہوڑا کے وہ کہنے لگی اچھا اماں — نہیں کرنے کی میں کچھ اپنی تباہی کا بیاں
لیکن اتنی تو اجازت دو تمہارے قرباں — ہند آئے تو میں پوچھوں ہیں کہاں شاہ زماں بکا

گھر میں جا کر کے پتا بابا کا جو پاؤنگی
انگلی پکڑے ہوئے ساتھ انکے چلے جاؤنگی بکا

١٢
ذکر یہ تھا کہ ہوئی ہند کی آمد اک بار — روشنی آگے تھی اور پیچھے کنیزوں کی قطار
مہندی ہاتھوں میں لگی پہنے لباس زرتار — اور تھی غرق جواہر وہ بصد عز و وقار بکا

واں یہ ساماں تھا اسیروں کو نہ کھانے کیلئے
یاں ردائیں بھی نہ تھیں منہ کے چھپانے کیلئے بکا

١٣
جب قدم ہند نے دروازۂ زنداں میں رکھا — تب نگہبانوں نے گھبرا کے خواصوں سے کہا
عرض کر دو کہ ٹھہر جائیں حضور ایک ذرا — اک جواں ہے اسی زندان میں محبوس بلا بکا

یا تو بیمار کی آنکھوں کو ذرا بند کریں
یا ہم آ کر کسی حجرہ میں جدا بند کریں بکا

١٤
ہند ٹھہری تو یہ اک کسی عورت نے کہا — دیکھ آئی ہوں میں بیمار ہے اک لڑکا سا
نہ پرستار ہے کوئی نہ دوا ہے نہ غذا — فاقہ کش بیکس و مظلوم گرفتار بلا بکا

کھول سکتا ہے نہ آنکھیں نہ اٹھا جاتا ہے
آہ آتی ہے جو لب تک تو غش آ جاتا ہے بکا

۱۵ زرد رخسار ہیں رونے سے ہے آنکھوں پہ ورم
اور مہ نو کی طرح گردن پرنور ہے خم
ضعف ایسا ہے کہ سینہ میں سماتا نہیں دم
بند لیاں سوجھی ہیں مجروح ہیں کانٹوں سے قدم

رخ روشن سے عیاں بے پدری ہوتی ہے
پشت کے نیل دکھاتا ہے تو ماں روتی ہے

۱۶ ہند کے دل پہ یہ سنتے ہی کیا غم نے اثر
اللہ اللہ زمانے میں ہیں ایسے بھی بشر
کہا بتلاؤ گی وہ خاصۂ باری ہے کدھر
ہائے اس حال کی پہلے سے نہ کی مجھکو خبر

خود دوا اپنے دواخانہ سے بھجواتی ہیں
روز دو وقت عیادت کیلئے آتی ہیں

۱۷ ہند یہ کہہ کے بڑھی آگے تو دیکھا یہ حال
بال ہیں سر کے بڑھے ضعف ہے چہرہ پہ کمال
خاک پر ایک جواں بیٹھا ہے خورشید جمال
طوق کے بوجھ سے گردن کا اٹھانا ہے محال

ٹکڑے ٹکڑے تن پرنور میں اک جامہ ہے
نہ ردا دوش پہ نے فرق پہ عمامہ ہے

سامنے ہند گئی اور کیا جھک کے سلام
ترک آداب ہے ہر چند یہ بتلائیے نام
جوڑ کر ہاتھ یہ کی عرض کہ اے عرش مقام
کہا مولا نے کہ مظلوم و غریب و ناکام

قید ہوں ظلم رسیدہ بھی ہوں نادار بھی ہوں
اس لٹے قافلہ کا قافلہ سالار بھی ہوں

۱۹

بولی وہ کونسی بستی ہے جہاں تھا مسکن — رو کے فرمایا غریب الوطنی اب ہے وطن

باپ کو پوچھا تو بولے شہ بے گور و کفن — کہا ہمدرد ہے کوئی تو کہا طوق و رسن

دل کے جلنے کا سبب داغ پدر بتلایا

اوس نے پوچھی جو غذا خونِ جگر بتلایا

۲۰

سن کے یہ ابرالم ہند کے دل پر چھایا — گئی رانڈوں کے قریں تو اوسے رونا آیا

سر جھکائے ہوئے اک ایک کو روتا پایا — ہاتھ مل مل کے خواصوں سے یہ پھر فرمایا

ایسی شہزادیوں کی ہائے یہ توقیریں ہیں

کس کے ماتم کے مرقع کی یہ تصویریں ہیں

۲۱

بازووں پر رسنِ ظلم کے ہیں ہائے نشاں — اشک آنکھوں سے رواں خون ہے ہاتھوں سے رواں

ہونٹ سوکھے ہوئے ہیں چہرۂ غربت ہے عیاں — جیب میں تصویر ہے گویا کہ نہیں منہ میں زباں

آئیں کیونکر نہ بھریں گودیاں بھی خالی ہیں

وطن آوارہ ہیں بے وارث و بے والی ہیں

۲۲

اتنے میں جا پڑی اوسکی رخ زینب پہ نگاہ — منہ سے بیساختہ نکلا کہ زہے عزت و جاہ

گو کہ یہ خاک پہ بیٹھے ہیں بہ احوال تباہ — پر عجب نور عجب شان ہے اللہ اللہ

غیرتِ مہر ہے یہ کسی بی بی کا رتبہ کب ہے

میں قسم کھاتی ہوں یا فاطمہ یا زینب ہے

۲۳

سن کے یہ ہو گئی بیتاب علی کی جائی
تھا یہ نزدیک کہ پھٹ جائے کلیجہ بے بھائی
مردنی سی رخ بانوئے حزیں پر چھائی
اڑ گیا رنگ مگر آہ نہ لب پر لائی
پر دل زار نے سینہ میں نہ آرام لیا
اک بیک ہائے پسر کہکے جگر تھام لیا

۲۴

جب کئی بار کیا ہند نے زینب سے کلام
منہ کو تکتی تھی مگر تھا اسے حیرت کا مقام
شان زہرا کی عیاں تھی جو سراپا سے تمام
ہو گیا صاف یقیں یہ ہے یہی ہمشیر امام
بولی صدقہ تو مجھے ہونے دو قربان گئی
بس تمہیں حضرت زینب ہو میں پہچان گئی

۲۵

کہا زینب نے کہ اے ہند یہ بیجا ہے گماں
دختر حیدر کرار کہاں اور میں کہاں
ہوں میں جس حال سے زینب کی تھی شوکت و شاں
اوسکے بازو پہ کبھی دیکھے تھے رسی کے نشاں
کبھی زنداں میں کھلے سر بھی اسے دیکھا تھا
کبھی بے مقنع و چادر بھی اسے دیکھا تھا

۲۶

دختر فاطمہ اور شام کے زنداں میں اسیر
بیٹی محتاج ردا باپ دو عالم کا امیر
کیا محمد کی نواسی کی یہی ہے توقیر
قید کیونکر وہ ہوئی قتل ہوئے کیا شبیر
رتبہ میں دختر زہرا کے برابر کب ہوں
گر حسین اٹھ گئے دنیا سے تو میں زینب ہوں

کہہ کے یہ غش ہوئی وہ دختر سلطانِ عرب
فضہ چلائی کہ ہے ہے مری بیکس زینب
بیبیاں اٹھ کے لگیں سینہ و سر پیٹنے سب
کون بہلائے تمہیں ہو گئیں بن بھائی کے اب ۲۷
قتلِ شبیر کا احوال سنایا نہ گیا
قید میں نام بھی غیرت سے بتایا نہ گیا

ہند بولی ہوئی معلوم حقیقت ساری
میں تو کہتی تھی کہ زینب ہے یہی دکھیاری
ہے غضب لٹ گئی زہرا و علی کی پیاری
ارے لوگو کہو کیا ظلم ہوا اک باری ۲۸
کس نے بے جرم شہِ جن و بشر کو مارا
کس نے خاتونِ قیامت کے پسر کو مارا

تب کہا ہند سے زینب نے بصد آہ و فغاں
سر تو شہر میں یہ آیا گیا بالائے سناں
پسرِ فاطمہ نے چین ابھی پایا ہے کہاں
دھوپ میں جلتی ہے واں لاشِ امامِ دو جہاں
کون بیکس کی ہے میت کا اٹھانے والا
طوق و زنجیر میں ہے قبر بنانے والا

مرثیہ نمبر ۱۹

زنداں کی طرف ہند کے آنے کی خبر ہے
چلاتی ہے مقتل شہِ والا کا کدھر ہے
زینب کا یہ عالم ہے کہ منہ اشکوں سے تر ہے
جاؤں گی جہاں لاشِ شہِ جن و بشر ہے
ہند آتی ہے زنداں میں کدھر جاؤں میں لوگو
ذلت سے بچوں گر ابھی مر جاؤں میں لوگو

۲

سر ننگے یہ سب ہیں انہیں کس طرح چھپاؤں
فوراً جو زمیں شق ہو تو واللہ سماؤں

اللہ میں کسطرح سے بھائی کو پاؤں
بھائی کو جو وہ پوچھے تو کیا اوسکو بتاؤں

افسوس نہ کرب و بلائی ہیں ہے ہے
باقی ہے بہن و نیکو بھائی نہیں ہے ہے

۳

یہ ذکر تھا جو شور یہ اٹھا کہ خبردار
ملنے کیلئے آتی ہے یاں ہند خوش اطوار

اے قیدیو اٹھو پے تعظیم سب اکبار
ایجانہ کسی طرح کی ہوئے کہیں گفتار

کیوں روتے ہو تشریف یہاں لاتی ہیں بی بی
زنداں سے چھڑانے کو تمہیں آتی ہیں بی بی

۴

سنکر یہ بیاں بیبیوں کے آنسو ہوئے جاری
اور شور ہوا در پہ کہ لو آئی سواری

تھیں مشعلیں ہاتھوں میں لئے لونڈیاں ساری
پہنے ہوئے تھیں زیور و پوشاک بھی بھاری

کیوں چرخ یہ سامان ہوں ناموس شقی کے
محتاج ہوں چادر کو حرم ابن علی کے

۵

القصہ کہ داخل ہوئی زنداں میں وہ اکبار
دیکھا در زنداں پہ ہے اک صاحب آزار

عیسیٰ نفسی اوسکی ہر اک بات سے اظہار
بس بیٹھ گئی آکے سرہانے وہ دل افگار

رو کر کہا حد بھی کچھ اس ظلم و ستم کی
دم توڑنے میں اسکے ہے مہلت کوئی دم کی

۶
اس شخص کو بے دینوں نے زنجیر پہنائی
نے ماں نہ بہن سر پہ نہ بابا ہے نہ بھائی
کیا ظلم ہے لوگو یہ محمدؐ کی دوہائی
آزار کی شدت سے ہے جاں ہونٹوں پہ آئی
مانند چراغ سحری خود یہ ہوا ہے
بیمار کو کس واسطے محبوس کیا ہے

۷
اس نوحہ کی آواز سے عابد ہوئے ہشیار
وہ بولی کہ کیا نام ہے اے بیکس و بیمار
منہ پھیر لیا آئی نظر ہند جو اکبار
فرمایا یہ حضرت نے کہ حاکم کا گنہگار
وہ بولی کہ کیا آپکی زنداں میں غذا ہے
فرمایا کہ غم باپ کا کھانے کو ملا ہے

۸
وہ بولی کہ نام پدر اے بیکس و مضطر
پوچھا کہ نشاں دیجئے از بہر پیمبر
ارشاد کیا آپ نے مظلوموں کا سرور
فرمایا کہ لب تشنہ ہوا جو تہہ خنجر
آزار میں ہی رنج و الم دیکھ رہے ہیں
ماں بہنوں کے سر ننگے ہیں ہم دیکھ رہے ہیں

۹
یہ سن کے اٹھی روتی ہوئی ہند وفادار
اک بی بی نظر آئی یہ کرتی ہوئی گفتار
وارد ہوئی جب بیکسوں میں وہ جگر افگار
دنیا میں ہیں جیتے ہی کیوں اے امیر غفار
گلشن کو اجاڑا ہے مرے کرب و بلا نے
اللہ دوہائی مجھے لوٹا ہے قضا نے

۱۰

کہنے لگی یہ ہند کہو مجھ سے خدارا
یہ بولی کہ شوہر بھی ہوا قتل ہمارا
وہ بولی کہ فرزند و نکو ناحق مرے یارا
رو کر کہا سر سجدہ میں اوسکا بھی اتارا ہو
اوس نے کہا گھر آپ کے شوہر کا کہاں تھا
وہ رو کے یہ چلائی مدینہ میں مکاں تھا ہو

۱۱

پھر ہند نے پوچھا کہ ہو شبیر سے آگاہ
ہر طرح رہے عافیت و خیر سے اللہ
اچھا تو یہ بتلائیے وہ ہو سونکا شاہ؟
قاسم کا اور اکبر کا کیا یا کہ نہیں بیاہ ہو
پائی تھی خبر میں نے یہ سو رنج و محن سے
کعبہ کی طرف آپ سدھارے ہیں وطن سے ہو

۱۲

آباد وطن کو کیا پھر کعبہ سے آ کے
ہمراہ ہے زینب بھی شہ ہر دوسرا کے
سچ کہیے مجاور ہوئے یا کعبہ میں جا کے
بھجوائی ہوں زنداں سے میں تم سبکو چھڑا کے ہو
پیغام یہ پہونچا نا مرا بنت علی کو
کوفہ کو نہ جانے دو کبھی سبط نبی کو ہو

۱۳

یہ سنتے ہی سر پیٹ کے چلائی وہ مغموم
کہنے لگی کیا قتل ہوئے سید مظلوم
ہم رونے کو جیتے ہیں کٹا شاہ کا حلقوم
زینب نے کہا اون کو حقیقت نہیں معلوم
دیکھا نہیں ہم نے پسر شاہ نجف کو
سنتے ہیں سدھارے ہیں وہ کوفہ کی طرف کو ہو

۱۴

چلائی یہ تب ہند کہ بی بی ادھر آؤ — بالوں کو ہٹاؤ مجھے صورت تو دکھاؤ
للہ پھر اکبار تو آواز سناؤ — لونڈی کو پئے حضرت زہرا نہ رلاؤ

پہچان گئی ہیں کہ نواسی ہو نبی کی
زینب تمہیں خواہر ہو حسین ابن علی کی

۱۵

زینب نے کہا قدر شناسی ہے تمہاری — زندان میں اور حیدر کرار کی پیاری
بازو بھی بندھا ہے اور گئی چادر بھی اتاری — بنت اسد اللہ کی یہ ذلت و خواری

یہ حال جو ہے دختر زہرا و علی کا
سر کٹ گیا کیا سبطِ رسول عربی کا

۱۶

وہ بولی نہ فرمائیں جو حضرت تو نفرمائیں — پر شرم کریں ترک نہ سر زانو پہ نہوڑائیں
صدقہ گئی چہرہ سے ذرا بال تو سرکائیں — ہے ایک مری عرض سماعت میں تو لائیں

ساماں وہ سب لوٹ کا داخل جو ہوا ہے
بی بی بچھاؤ جس میں سے ملی ایک عبا ہے

۱۷

یہ کہہ کے کہا ایک کنیزک سے کہ تو جا — سندیہ دھری ہے وہ عبا جلد اٹھا لا
وہ جا کے جو لائی تو یہ زینب ہوئی گویا — لو سیدو آئی ہے عبائے شہ والا

اٹھو کرو تعظیم عبا ہے یہ نبی کی
لوگو یہ نشانی ہے حسین ابن علی کی

آواز بنی آئی یہ بے سر کی عبا ہے
زہرا نے صدا دی مرے دلبر کی عبا ہے

۱۸

حیدر نے کہا کشتۂ خنجر کی عبا ہے
فرمایا یہ شبر نے برادر کی عبا ہے

تسلا کے سکینہ نے کہا جان گئی ہیں
بابا کی عبا ہے یہی پہچان گئی ہیں

مرثیہ نمبر ۲۰

قید خانہ میں تلاطم ہے کہ ہند آتی ہے
روح قالب میں وہ زندان میں گھبراتی ہے

۱

دختر فاطمہ غیرت سے موئی جاتی ہے
بے حواسی ہے سر اک بار یہ چلاتی ہے

آسماں اور زمیں سخت کدھر جاؤں میں
بیبیوں کے دعا مانگو کہ مر جاؤں میں

کیا کروں کیا نہ کروں جلد بتاؤ لوگو
اوٹ کر کے مرے گھیرے مجھکو چھپاؤ لوگو

۲

صدقہ اکبر کا حقارت سے بچاؤ لوگو
یا کسی گوشہ میں لیجا کے بٹھاؤ لوگو

سر کھلی ہوں کسی حجرے میں مجھے بند کرو
ہند آتی ہے مجھے خاک کا پیوند کرو

کسطرح ہند کے آنےسے نہ گھبراؤں میں
کوئی دیوار جو شق ہو تو سما جاؤں میں

۳

بنت حیدر ہوں نہ کیوں قید میں شرماؤں نہیں
ہند ہے یا جائے کے مقتل کو چلی جاؤں نہیں

کربلا میں نہ یہ ذلت ہے نہ رسوائی ہے
بے ردا میں ہوں تو بے گور مرا بھائی ہے

۴

ناگہاں فضہ نے دی اہل حرم کو یہ خبر
ہند آتی ہے بڑے جاہ و تجمل سے ادھر

ہیں قیمتی نقرہ و زر کی ہیں جلو کے اندر
سب کنیزیں تو رد ا اوڑھی ہیں وہ ننگے سر

پر سواری بہت آہستہ رواں ہوتی ہے
ہر قدم ہند ٹھہر جاتی ہے اور روتی ہے

۵

کہتی ہے قیدیوں کے شور و بکا نے مارا
مجھکو اس ہائے حسینا کی صدا نے مارا

ان کے سردار کو کس اہل جفا نے مارا
کیا وہ سید تھا جسے اہل دغا نے مارا

ایک بجلی سی کلیجہ پہ میرے گرتی ہے
ننگے سر فاطمہ آنکھوں کے تلے پھرتی ہے

۶

ہو گیا ذبح کوئی خاصہ باری لوگو
انس و جن حور و ملک کرتے ہیں زاری لوگو

لے چلو سوے نجف میری سواری لوگو
ہوگی مشکل وہیں آساں ہماری لوگو

خیر سے ہیں مرے آقا تو وہ سوتے ہونگے
ورنہ مرقد میں علی بیٹے کو روتے ہونگے

۷

درِ زنداں پہ ہوا اتنے میں انبوہ کمال
بولے دربان پڑھے دولت و عمر و اقبال

قیدیو اُٹھو ادب سے کرو سب استقبال
زنِ حاکم کا ہے زنداں میں نزول اجلال

قصر شاہی سے جو تشریف یہاں لاتی ہیں
پرورش کرنے کو تم سب کی حضور آتی ہیں

۸
لونڈیاں تھیں رنِ حاکم کی جلو میں جو رواں — دیکھتی کیا ہیں کہ اک شیر ہے آہن میں نہاں
لاغر و خستہ تن و فاقہ کش و تشنہ دہاں — منہ پہ سیلی کے نشاں پشت پہ دُرّوں کے نشاں

ساق پا فاقہ سے زنجیر میں تھراتی ہے
استخوانوں سے لرزنے کی صدا آتی ہے

۹
سب نے منہ کر کے سوے ہند یہ کی نوحہ گری — دیکھئے شام کے زنداں میں چراغ سحری
یادِ خالق ہیں جسے خلق سے ہے بے خبری — کیوں مسلسل کیا یہ تو ہے عدم کا سفری

کس نے دم بند کیا طوق جفا سے اسکا
سلسلہ ملتا ہے کچھ شیر خدا سے اسکا

۱۰
گرد عابد کے پھری ہند بہ حال تغیر — رکھدیا پاؤں پہ سر اپنا ہٹا کر زنجیر
بولے وہ کون ہے بولی کہ کنیزِ شبیر — السلام اے رسن و طوق و سلاسل کے اسیر

ہے وصیت کا محل مرنے پہ تیار ہے تو
کچھ کفن کیلئے رکھتا ہے کہ نادار ہے تو

۱۱
غم نہ کھا گور و کفن میں تجھے دونگی للہ — ننگے سر تیرے جنازے کے چلونگی ہمراہ
مرنے والے تیرا کیا نام ہے کب سے ہے تباہ — بولے مولا ابھی چالیس برس جینا ہے آہ

نام بیکس بھی ہے قیدی بھی ہے نادار بھی ہے
حال یہ ہے کہ اسیری بھی ہے آزار بھی ہے

ہند نے پوچھا مرض کیا ہے کہا بے پدری گھر جو دریافت کیا کہنے لگے در بدری	۱۲	رو کے وہ بولی دوا کیا ہے کہا نوحہ گری بولی لیتا ہے خبر کون کہا بے خبری

آہ کرنے کا سبب پوچھا تو شرمانے لگے
تازیانوں کے نشاں پشت پہ دکھلانے لگے ٹز

بولی وہ کون سے عصیاں پہ ملی یہ تعزیر اُس نے منہ پیٹ لیا اور کہا کب سے ہو اسیر	۱۳	رو کے فرمایا گنہ کچھ بھی نہیں بے تقصیر بولے دسویں تھی محرم کی جو پہنی زنجیر ٹز

کچھ کفن کے لئے ہمراہ نہیں لایا ہوں
باپ کو چھوڑ کے بے گور و کفن آیا ہوں ٹز

سن کے عابد کا بیاں اُس نے خواصوں سے کہا مل گیا حیدرِ کرار کی باتوں کا مزا	۱۴	خاص مکہ کے فصیحوں کا ہے لہجہ اس کا اب چلو بیبیوں سے پوچھیں نہ اسے دوائیدا ٹز

پاس جب بیبیوں کے وہ صاحبِ حشمت آئی
آلِ خاتونِ قیامت میں قیامت آئی ٹز

شانِ زینب پہ نظر کر کے کہا یا داور دیکھا بانو کو تو کہنے لگی ہو کر ششدر	۱۵	فاطمہ خلد سے زندان میں آئیں کیونکر کوئی شہزادی ہے ایران کی یہ ننگے سر ٹز

قدرتِ خالقِ قیوم نظر آتی ہے
کوئی زینب کوئی کلثوم نظر آتی ہے ٹز

بولی زینب کہ نہ لے زینب و کلثوم کا نام
ہے غضب فاطمہ کی آل کے حق میں یہ کلام
۱۶
وہ نبی زادیاں ہیں قید میں اون کا کیا کام
تو بہ کر ہوش میں آ بی بی زباں اپنی تھام

جن کو اللہ و نبی عزت و حرمت دیں گے
چادریں اُن کی بھلا صاحب ایماں لیں گے

دن کو جس بی بی کی بیت بھی نہ نکلی باہر
جس کی تعریف کی منبر پہ نبی نے اکثر
۱۷
شام میں پھرنے لگیں بیٹیاں اُسکی در در
اُن کو لوٹیں گے مسلماں تجھے آیا باور

بلوہ میں عترت محبوب الٰہی آئی
اور جہاں میں نہ قیامت پہ قیامت آئی

ہند اک ایک کے قدموں پہ گری گھبرا کے
ذبح کر ڈالو مجھے ایک چھری منگوا کے
۱۸
اور دہائی دی کہ چپ تو نہ رہو شرما کے
کس مصیبت میں پڑی ہوں میں محل میں آ کے

مرثیہ نمبر ۲۱

نام شبیر کا لیتی ہوں تو رو دیتے ہیں
نام جب پوچھتی ہوں سر کو جھکا لیتے ہیں

ناموس نبی آئے جو زندان بلا میں
آرام سے تھا کوئی نہ اُن اہل ولا میں
۱
سر پیٹ کے روتے تھے وہ یاد شہدا میں
کرتے تھے بپا ہائے حسینا کی صدائیں

سونے کا ٹھکانا تھا نہ ساماں خورش تھا
در پہ زن حاکم کی کنیزوں کا یورش تھا

۲

اک لپکے خبر قیدیوں کی دوڑتی جاتی
گن گن کے کوئی پیاسوں کے سر اشک بہاتی
اک ہانپتی حاکم کے محل سے اِدھر آتی
اک جھانک کے دیوار کے روزن سے سناتی

ہم یہ نہیں کہتے ہیں کہ خاموش رہو تم
رونے میں مگر ہائے حسینا نہ کہو تم

۳

اُس نام سے ہول آتا ہے بی بی کو ہماری
یہ سنتے ہی زینب پہ قیامت ہوئی طاری
دروازہ پہ سر ننگے گھڑی کرتی ہیں زاری
عابد سے یہ رو کر کہا کچھ سنتے ہو واری

دیکھے گی ضرور آن کے ہند آلِ نبی کو
کیوں کہیئے کہ وارث تو چھپا لیگا پھپھی کو

۴

پردہ کے لئے بھائی کو میں لاؤں کہاں سے
ہے ہے کدھر اس وقت نکلجاؤں یہاں سے
دیوار گرے سر پہ میں اُٹھ جاؤں جہاں سے
یہ کیا کیا تقدیر نے مجھ سوختہ جاں سے

پردے کیلئے ہائے نہ شبیر کو چھوڑا
بھائی کو قضا لے گئی ہمشیر کو چھوڑا

۵

ناگاہ بڑھا ور بچوں کی ہوئی اک دھوم
رونے لگے سادات و چھپنے لگے معصوم
دیواروں پہ مشعل کا اُجالا ہوا معلوم
رو کر کہا زینب نے کہ یہ بھی میرا مقسوم

تب ہند ٹلی آہ نبی زادی سے چھٹ کر
سیدانیاں بندی میں جب آئیں یہاں لٹ کر

۶

ہر گام لہو ہند بہاتی ہوئی آئی
رستہ میں زر و مال لٹاتی ہوئی آئی
دل عرش کا نالوں سے ہلاتی ہوئی آئی
نذرِ شہ دیں پانی پلاتی ہوئی آئی
خیرات ادھر دی اور ادھر حق سے دعا کی
ہو خیر الٰہی پسرِ خیرِ نسا کی

۷

دیکھا درِ زنداں پہ جو سر شہ کا دوبارا
لوگو مجھے بے موت اسی سر نے ہے مارا
رو کر کیا انگشت شہادت سے اشارا
دربانوں سے فرمایا کہ در کھولو خدارا
سنتے ہی یہ آواز مشوش ہوی زینب
یاں قفل کھلا اور وہاں غش ہوی زینب

۸

ہوش اس کے گئے آتے ہی زنداں میں اکبار
ہر چند اندھیرے میں نظر آتا ہے دشوار
دیکھا کہ چراغِ سحری ہے کوئی بیمار
پر اسکے بدن کی ہیں رگیں صاف نمودار
لے سکتا ہے کروٹ نہ اٹھا سکتا ہے سر کو
دم توڑتا ہے بند کئے دیدۂ تر کو

۹

سوجھے ہوے پاؤں میں ہیں دو بیڑیاں بھاری
ناگاہ کنیز ایک قریب آکے پکاری
شانونکی رسن خون سے آلودہ ہے ساری
یوسف ہیں جسے کہتی تھی وہ ہے یہی واری
اس سے خبرِ حضرتِ شبیر کو پوچھو
اور شوق سے پھر خواب کی تعبیر کو پوچھو

۱۰
ماتھے پہ رکھے ہاتھ جھکی ہند خوش ایماں — کہنے لگی مڑ کر طرف عابدِ ذیشاں
آداب بجا لائی ہوں اے یوسفِ زنداں — حضرت نے کہا خیر ہے اے ششدر و حیراں
آداب میرا کیا کہ حقیر اور حزیں ہوں
ہوں سوگ نشیں کنبہ کا اور خاک نشیں ہوں

۱۱
یوسف تو مجھے کہتی ہے کس وجہ سے ہر بار — وہ مصر کے حاکم تھے میں ہوں بیکس و ناچار
وہ بولی بروحِ نبی و حیدرِ کرار — چہرہ سے ترے جاہ و جلالت ہے نمودار
شوکت میں جلالت میں اسیری میں بلا میں
اِس عہد کے یوسف ہو تمھیں خلق خدا میں

۱۲
نام آیا مصیبت کا تو عابد ہوئے گریاں — فرمایا یہ درجہ تو ہے یوسف سے فراواں
گھر سے گئے یوسف تو ہوئے مصر کے سلطاں — ہم نکلے وطن سے تو بھرا گھر ہوا ویراں
یوسف نے زمانے میں یہ محشر نہیں دیکھا
ماں بہنوں کو بلوے میں کھلے سر نہیں دیکھا

۱۳
یوسف کا فقط باپ کی فرقت میں کڑھا دل — اور بعد جدائی کے ہوا وصل بھی حاصل
پر ہاتھ رکھے مرے جگر پہ کوئی عادل — اٹھارہ عزیز آنکھوں کے آگے ہوئے بسمل
ہم گھر میں رہے اور سفر کر گئے بابا
ملنے کی بھی امید نہیں مر گئے بابا

۱۴

یوسف نے لہو باپ کا مُنہ پر نہ ملا تھا
دل پیاس سے تن دھوپ سے کب اُن کا جلا تھا
یوں طوق میں اور رسی میں کب اُن کا گلا تھا
یعقوب کا فرزند نہ کانٹوں پہ چلا تھا
یوسف پہ پڑے تھے نہ کبھی دُرّے جفا کے
یہ تو کہا اور رونے لگے پشت دکھا کے

15

آنکھوں کو ملا ہند نے دُرّوں کے نشاں پر
پر کان کھڑے اُسکے ہوے طرزِ بیاں پر
کی عرض تصدق میں لب لعل فشاں پر
شیریں سخنی ختم ہے حضرت کی زباں پر
بالکل پسرِ فاطمہ کا طرز بیاں ہے
گویا ترے منہ میں شہ مرداں کی زباں ہے

16

تم فاطمہ کے پیارے کے پیارے تو نہیں ہو
ہے ہے کہو تمہارے ہمارے تو نہیں ہو
مکّے کے مدینہ کے تارے تو نہیں ہو
بانو کی ضعیفی کے سہارے تو نہیں ہو
تم ہو حسنِ پاک کے داماد کی صورت
ملتی ہے بہت آپ سے سجّاد کی صورت

17

اس ذکر کو سنکر کہا فضہ نے ادھر آؤ
اے بی بی سرہانے پہ نہ بیمار کے جاؤ
یہ بولی میں حاضر وہیں ہوتی ہوں ٹھہر جاؤ
عابد سے کہا خواب کی تعبیر تو بتلاؤ
یوں تو مجھے کیا کیا نہیں ساماں نظر آیا
اک خواب مگر سخت پریشاں نظر آیا

۱۸
ہے ماہِ محرم سبھی مجھے اشکِ فشانی
تا عصر گلے سے مرے اُترا تھا نہ پانی
عاشور کو موقوف تھی نبضوں کی روانی
میں پڑھ کے عشا سوئی جو اے یوسفِ ثانی
رویا میں نیا ظلم گزرتے ہوئے دیکھا
برقع سرِ زہرا سے اترتے ہوئے دیکھا

۱۹
حیرت ہے کہ بی بی تو ہیں جنت میں ہماری
بے ساختہ سجاد کے آنسو ہوئے جاری
نامحرموں نے پھر یہ ردا کس کی اُتاری
زینب کے کھلے بالوں کو دیکھا کئی باری
فرمایا کہ صدمہ اُنہیں امت نے دیا ہے
سر ننگے کسی ہمسرِ زہرا کو کیا ہے

مرثیہ نمبر ۲۲

۱
جب دم اسیر عترتِ مشکل کشا ہوئی
جنت سے آمد آمدِ خیر النسا ہوئی
زنداں میں بیقرار سکینہ سوا ہوئی
لیکر بلائیں پوتی کی زہرا فدا ہوئی
بنتِ حسین ہائے پدر کہہ کے روتی تھی
روحِ بتول ہائے پسر کہکے روتی تھی

۲
لیکن کسی طرح نہ سکینہ کو تھا قرار
بی بی کہو تو ایسے ہیں ہم کیا قصوروار
کہتی تھی ہاتھ باندھ کے زینب سے بار بار
زنداں میں جو ایسے ہیں مثل گناہگار
سب اپنے اپنے گھر میں ہیں ہم قید خانے میں
بے گھر ہیں آج آلِ پیمبر زمانے میں

۳
صدقہ گئی بتاؤ کہاں ہیں میرے پدر
دنیا میں باپ والے ہیں جو دختر و پسر
آئیں پدر تو جائے سکینہ بھی اپنے گھر
کرتے ہیں کس مزے سے حیات اپنی وہ بسر

ملکر گلے سے باپ کے سب بچے ہنستے ہیں
اک ہم ہیں دیکھنے کو پدر کے ترستے ہیں

۴
ارمان میرے دل میں بھرے ہیں ہزار ہا
زینب یہ بولی تیری غریبی کی میں فدا
پیارہ کیا کروں کہ پدر ہی نہیں میرا
واری نہ رو و آتے ہیں سلطانِ کربلا

کچھ حادثہ پڑا ہے شہ کائنات پر
تیرے چچا کو ڈھونڈتے ہونگے فرات پر

۵
القصہ گزرے تین شب و روز یوں ہی آہ
تھا جو تھی شب کو حالِ سکینہ بہت تباہ
سوئی نہ روز و شب میں کوئی دم وہ بنتِ شاہ
آخر کہا پھوپی نے تجھے صبر دے الٰہ

قربان جاؤں بس کرو موقوف رونیکو
لو ہم کہانی کہتے ہیں بی بی کے سونے کو

۶
یہ سنکے آئی پاس سکینہ جگر فگار
سُنلو سکینہ ہے یہ فسانہ بھی یادگار
آغوش میں بٹھا کے پھپی بولی میں نثار
یثرب میں بادشاہ تھا اک صاحبِ وقار

دنیا سے تھا نہ کام فقط حق سے کام تھا
بیکس حسین ابن علی اُس کا نام تھا

۷
دو بہنیں اُس حسین کی تھیں بیکس و غریب
بولی سکینہ واہ یہ قصہ تو ہے عجیب
کلثوم ایک دوسری زینب بلا نصیب
بس اک حسین میرا پدر حق کا ہے حبیب
بتلاؤ اے پھپی کہ نہیں مجھکو چین ہے
کیا اور بھی جہان میں کوئی حسین ہے ہائے

۸
اُس بادشہ کی بہنوں کے لیتے ہو تم جو نام
زینب نے ہاتھ سے لیا اُسوقت دلکو تھام
یہ نام دونوں ہاں ہیں میری پھپیوں کے لاکلام
بولی کہ اُن غریبوں کے نام سے کیا ہے کام
قربان جاؤں تم رہو سونے کے دہیان میں
اک نام کے بشر ہیں ہزاروں جہان میں ہائے

۹
اُس بادشہ کی بیٹیاں تھیں تین گلعذار
بولی سکینہ صدقے پھوپھی تم پہ میں نثار
کبرا سکینہ فاطمہ صغرا جگر فگار
ان شاہزادیوں کا کرو حال آشکار
کیا باپ سے مرض میں یہ صغرا جدا ہوئی
بن کر عروس بیوہ یہ کبرا بھی کیا ہوئی ہائے

۱۰
بتلاؤ اُس سکینہ کی تقدیر کا بھی حال
فرماؤ یہ سکینہ ہے کچھ صاحب جلال
کیا شمر کے طمانچوں سے اُس کا بھی مُنہ ہے لال
یا میری طرح قید رسن میں ہے جو تھے سال
صدقہ گئی کہو یہ سکینہ امیر ہے
یا میری طرح یہ بھی یتیم و اسیر ہے ہائے

۱۱

زینب خموش رہ گئی سُن سُن کے یہ سوال — بولی کہ اب میں کہتی ہوں مٹّی کا اونکے حال
زین العباد اکبر و اصغر تھے تین لال — اُس نے کہا یہ تو میرے بھائی جو تھے لال
یہ اکبرِ غریب جو فرزندِ شاہ تھا
کیا یہ بھی ہمشبیہِ رسالت پناہ تھا

۱۲

کیا اُسکے بھی جگر پہ لگا نیزۂ جفا — کیا تیرِ ظلم کھا کے یہ اصغر بھی مر گیا
پہنے ہوے ہے طوق یہ زین العبا بھی کیا — کیا منزلوں میں پھرتا ہے یہ بھی پیادہ پا
کیا عارضہ میں اُسکو بھی ظالم ستاتے ہیں
کیا ننگے پاؤں کانٹوں پہ اعدا پھراتے ہیں

۱۳

رو کر جواب دخترِ زہرا نے یہ دیا — اُن کے بھی جو نصیب میں لکھا تھا وہ ہوا
القصہ بی بی وہ جو امیرِ حجاز تھا — اُس کو امیرِ شام نے لکھے خط دغا
رہنے دیا نہ اُسکو فلک نے مدینہ میں
بچوں کو لیکے نکلا رجب کے مہینے میں

۱۴

آخر کو کربلا میں جو پہونچا وہ بادشاہ — گرد اُس کے آ کر ہوی کفار کی سپاہ
اک دوپہر میں گھر کا گھر اُس کا ہوا تباہ — لشکر کو مارا بی بیوں کو لوٹا بے گناہ
اب اُس کی ننھے ننھے پسر دستگیر ہیں
وہ بے کفن ہیں اور حرم بھی اسیر ہیں

۱۵
یہ کہکے پیٹنے لگی زہرا کی نورِ عین
کہنے لگی پھپی سے سکینہ بشور و شین
منہ ڈھانپ ڈھانپ کے کئے سیدانیوں نے بین
واللہ اب یقیں ہوا اے خواہرِ حسین

مرثیہ نمبر ۲۳

ہے یہ کہانی فاطمہ کے نورِ عین کی
سب سرگذشت ہے میرے باباحسین کی

۱
رانڈوں کا ملکِ شام میں جس دم گزر ہوا
فرطِ حیا سے جسم پسینہ میں تر ہوا
زانو پہ جھک گئی شرم سے تنہا کہ اونچا نہ سر ہوا
ہر سو ہجوم دیکھ کے ٹکڑے جگر ہوا
پھر کر تمام کوچہ و بازارِ شام میں
شہزادیاں پہنچ گئیں دربارِ عام میں

۲
تا دیر کی یزید سے عابد نے گفتگو
محجوب ہو کے تخت سے اٹھا سیاہ رو
رو دیا کئے جھکائے ہوئے سر کو سب عدو
داخل ہوا محل میں بداطوار و تندخو
اپنے گھروں کو روسیہ سب شادماں گئے
زنداں کو اہلِ بیتِ امامِ زماں گئے

۳
بیٹھے اسیرِ ظلم اندھیرے میں ننگے سر
تھے کسقدر تھکے ہوئے سجاد خوش سیر
ڈر ڈر کے دیکھتی تھی سکینہ ادھر ادھر
گرتے ہی دست و پا کی نہ مطلق رہی خبر
جاگے تھے رات بھر جو بہت سست ہو گئے
دیوار پر بخار میں سر رکھ کے سو گئے

۴

بانو سے دمبدم یہ سکینہ کا تھا بیاں
کیسا مکان ہے کہ ہوا تک نہیں جہاں
دیکھوں گی کس طرح سے بھلا شکلِ آسماں
ہے ہے زمیں تک نظر آتی نہیں یہاں
اماں بہونکی جان خدا ہی بچائیگا
شب کو بھی کیا چراغ جلایا نہ جائیگا

۵

ایسی ہی تیرگی ہے تو بس ہو چکی حیات
میں جانتی ہوں آجکی شبکو شبِ وفات
سوتے تھے لیکے سینہ پہ بابا تمام رات
عادت مری بگاڑ گئے شاہِ خوش صفات
جب شمع گل ہوئی ہے تو گھبرا کے روئی ہوں
اماں بھلا کبھی میں اندھیری میں سوئی ہوں

۶

آنکھوں سے آنسو پونچھ کے سمجھا رہی ہے ماں
لو چپ رہو کہ بیٹھے ہیں در پر نگاہباں
صدقہ ہو ماں کل اور ٹھہر جائیگا مکاں
نکلا ہے چاند آئیگی اب چاندنی یہاں
جھونکے ہوا کے بھی کوئی ساعت میں آئینگے
واری ہم اپنی گود میں تمکو سلائینگے

۷

نام خدا تمہیں تو ہے صدقہ گئی شعور
اصغر کو دیکھو سوتے ہیں جنگل میں ہمسے دور
ہاں سچ ہے بھر کے آہ یہ بولی وہ ناصبور
قسمت مری بری ہے کسی کا نہیں قصور
تم کچھ کہو مگر وہ بڑے خوش نصیب ہیں
اُنسے سب اُنکے چاہنے والے قریب ہیں

۸
ماں بیٹی میں یہاں تھی غم انگیز داستاں
آئی پہر کے بجنے کی آواز ناگہاں
ہشیار بھائیو یہ پکارے نگاہباں
بھاگے اسیر تو نہ بچیگی کسی کی جاں
تڑپے دل اور حبس جو دہ چند ہو گیا
زنداں کا در لحد کی طرح بند ہو گیا

۹
چلائی جلد اٹھ کے سکینہ غضب ہوا
اس نے گلے لگا کے کہا شکر کی ہے جا
قرباں جاؤں دل کو سنبھالو لئے خدا
دکھیو گزر گئی ہے پہر رات میں فدا
اب تو بنی ہوئی ہے خدا پر نظر کرو
تا صبح جس طرح سے ہو بیٹی بسر کرو

۱۰
تدبیریں ماں نے کی پے تسکیں عجب عجب
اس رات کس طرح سے بڑھا دمبدم تعب
رونے میں کٹ گئی جو سکینہ کو نصفِ شب
ناچار ہو کے گود میں لیٹی وہ خوش لقب
سستی کمالِ خاطرِ نازک پہ چھا گئی
باتیں جہاں نہ کیں تو ذرا نیند آ گئی

۱۱
سوئی تھی کوئی دم کہ بندھا آنسو کا تار
دیکھا یہ خواب آئے ہیں سلطانِ نامدار
پھیلائے ہاتھ ڈھونڈتی اٹھی وہ دل فگار
جھک جھک کے دیکھتی تھی ہر ایک سمت بار بار
کہتی تھی ہے غضب کا اندھیرا ضیا نہیں
بابا کدھر کھڑے ہو مجھے سوجھتا نہیں

تھے سب حرم یتیم کی باتوں پہ نوحہ گر	۱۲	روتے تھے پاسباں بھی منہ ڈھانپ کر
ناگہ گئی یزید کو اس حال کی خبر		مچلی ہوئی ہے دخترِ سلطانِ بحر و بر

فریاد کر رہی ہے عجب اضطرار ہے
بابا کے دیکھنے کے لئے بیقرار ہے

لیجاؤ فرقِ شاہ یہ بولا سیاہ رو	۱۳	لیکر سر حسین روانہ ہوئے عدو
تھی راہ میں چمک سرِ انور کی چار سو		زنداں کے پاس جا کے جو دی گیسوؤں نے بو

سیدانیوں میں حشر ہوا صف اولٹ گئی
زنداں کے در سے آکے سکینہ لپٹ گئی

خوش خوش کھڑی ہوئی تھی سکینہ لگائے آس	۱۴	اتنے میں وا ہوا جو در آئی گلو کی باس
پھیلی ضیائے حسنِ شہنشاہِ حق شناس		روشن ہوا مکان جو مدت سے تھا اداس

دوڑے حرم حسین کی تسلیم کے لئے
سجاد اُٹھ کھڑے ہوئے تعظیم کے لئے

پھیلا کے دونوں ہاتھوں سے دامانِ پیرہن	۱۵	معصومہ نے لیا سرِ سلطانِ بے وطن
چومی کبھی جبیں کبھی عارض کبھی دہن		تھا سر کے گرد مجمع اولادِ پنجتن

بیکس بہن جدھر تھی شہ مشرقین کی
آنکھیں اسی طرف کو لگی تھیں حسین کی

۱۶

بیٹھی زمیں پہ لے کے سکینہ سرِ امام
غش آگیا کہ لائی قضا موت کا پیام
منہ رکھ کے منہ پہ خوب کئے اُنس کے کلام
لپٹی سرِ پدر سے بہی کھچیں جب رگیں تمام
تھا منہ پہ منہ کہ زیست کا نقشہ بدل گیا
ہچکی بس ایک آئی وہیں دم نکل گیا

۱۷

بابا سے مل رہی ہے بہن کو یہ تھا گماں
واری بس اب اٹھو کہ ملیں اور بی بیاں
عرصہ ہوا تو بولی یہ شانہ ہلا کے ماں
سنتی ہو دو پھپی کو سہر سرورِ زماں
بابا نہ کچھ جواب تو غم دل پہ چھا گیا
رو کر کہا یہ سب نے کہ شاید غش آگیا

۱۸

بانو نے جب زمیں سے اٹھایا سنبھال کر
گردن کو اس طرف سے جو تھاما جھکی اُدھر
دیکھا تو اختیار میں ہے دست و پا نہ سر
ہے ہے یہ کیا ہے ماں نے کہا تھام کر جگر
کس کو دکھائے فکر دوا و غذا کروں
زنداں کا در ہے بند سکینہ میں کیا کروں

۱۹

کرتا اٹھا کے سینہ کو دینے لگی ہوا
سجاد سے کہا کہ ادھر آؤ میں فدا
زینب سے کی یہ عرض کہ پڑھئے کوئی دعا
بیٹا بہن کی نبض تو دیکھو مرض ہے کیا
چونکا رہے ہیں سب خبر دست و پا نہیں
غش میں کبھی یہ حال کسی کا سنا نہیں

۲۰

دیکھی جو نبض رونے لگے عابد حزیں
جو حال ہو خدا کیلئے کہہ چکو کہیں
ماں نے کہا تڑپ کے مجھے تاب اب نہیں
سجاد سر جھکا کے یہ بولے کہ مر گئیں

تکلیف دیجئے نہ تنِ پاش پاش کو
جلدی لٹائیے کہ اذیت ہے لاش کو

۲۱

چلائی ماں کہ ہائے مری جان مر گئیں
بیٹی کہاں میں ڈھونڈنے جاؤں کدھر گئیں
آخر ہوئی نہ رات سکینہ گزر گئیں
گھبرا رہی تھیں شام سے ادی کو گھر گئیں

کیونکر ملا مکان کہو کیا پتا دیا
رستہ بہشت کا تمھیں کس نے بتا دیا

۲۲

صدقہ گئی ہوا اس اندھیری میں انتقال
فضہ نے پاسبانوں سے جا کر کیا سوال
بیٹی یہ داغ دل سے نہ جائیگا ماہ و سال
دیدو کوئی چراغ تو احسان ہو کمال

ہو روشنی یہ رسم ہے سارے جہان میں
میت پڑی ہوئی ہے اندھیرے مکان میں

۲۳

زنداں میں روشنی جو ہوئی کچھ دمِ سحر
کانوں کے زخم دیکھ کے ٹکڑے ہوا جگر
بانو نے جھک کے روئے سکینہ پہ کی نظر
کُرتے پہ چند خون کے دھبے اِدھر اُدھر

منہ زرد لاش فرش زمیں پر دھری ہوئی
بالوں میں گرد خانۂ زنداں بھری ہوئی

۲۴
تھے ماں کی بین کیوں مری جاں کیا کروں علاج
ہوتی نہ تھی کسی کے جگانے کی احتیاج
اٹھتے نہیں نماز کو اچھا تو ہے مزاج
کھلتی تھی آنکھ آپ سے ہر روز کیا ہے آج
اعدا کہیں نہ آکے جگا دیں یہ دھیان ہے
بیٹی بس اب اٹھو کہ پرایا مکان ہے

۲۵
زنداں کی ہائے گی کا یہ تم کو ملال تھا
آئیگی آج قبر میں فردوس کی ہوا
جب تک بدن میں جان رہی کیا تعلق رہا
بیٹی نیا مکان مبارک کرے خدا
تکیے نفیس نرم بچھونا نصیب ہو
پھیلا کے پاؤں قبر میں سونا نصیب ہو

مرثیہ نمبر ۲۴

۱
زنداں میں اہلبیت پیمبر اسیر ہیں
شبیر بے کفن ہیں کھلے سر اسیر ہیں
شدت میں تپ کی عابد برا پیر ہیں
بچے جو رو رہے ہیں تو مضطر اسیر ہیں
رخ زرد ہیں یہ آل پیمبر کا رنگ ہے
بارہ تو آفتاب ہیں اک برج تنگ ہے

۲
اے چرخ کیوں نہ گر پڑا تو وامصیبتا
ریتی پہ مصطفےٰ کا لہو وامصیبتا
شمشیر اور شہ کا گلو وامصیبتا
زنداں میں فاطمہ کی بہو وامصیبتا
اللہ کی پناہ یہ بدعت جہان میں
حیدر کی بیٹیوں کے گلے ریسمان میں

۳

بچوں کو اضطراب تھا سب سے زیادہ تر
بکتے تھے سہم سہم کے ہر دم اِدھر اُدھر
سینوں میں مارے خوف کے تھرّاتا تھا جگر
روتے تھے تا بشام بلکتے تھے تا سحر
چوتھے برس میں چھوٹ گئی تھی حسین سے
پھٹتے تھے دل حرم کے سکینہ کے بین سے

۴

گرتے سے منہ کو ڈھانپ کے کرتی تھی یہ بیاں
سوئے ہیں در میں قفل لگا کر نگاہباں
کس بن میں چھپکے بیٹھ رہے ہائے باباجاں
ڈھونڈوں نکل کے تم کو کہاں یا شہ زماں
جو آپ سے ملا ہو اُسے لیکے جاتے ہیں
جاتے ہیں گر کہیں تو پتہ دیکے جاتے ہیں

۵

یہ کہکے ننھے ہاتھوں سے پیٹا جو اُسنے سر
زینب پکاری ہائے شہنشاہِ بحر و بر
سینے میں اہلبیت کے ٹکڑے ہوا جگر
بولی یہ ہاتھ تھام کے بانوے نوحہ گر
راحت سے تمکو چھاتی پہ اپنی سلائینگے
بی بی کے باباجان بھی پچھلے کو آئینگے

۶

اِس ذکر سے ملا جو دلِ ناتواں کو چین
خاموش ہوگئی حرمِ شاہِ مشرقین
آنکھوں کو بس جھپکنے لگی شہ کی نورِ عین
گودی میں ماں کی سو گئی وہ عاشقِ حسین
ڈر ڈر کے چونک پڑتی تھی ہر دم یہ حال تھا
بیکس کو خواب میں بھی پدر کا خیال تھا

۷
گودی میں چین پاکے جو غافل ہوئی ذرا
اک روشنی زمیں سے ہے تا گنبد سما
سوتے ہی اُس نے خواب میں دیکھا یہ ماجرا
کوسوں سوادِ شام میں ہے صبح کی ضیا
قدسی درود پڑھتے ہوئے ساتھ آتے ہیں
غل ہے حسین بیٹی سے ملنے کو جاتے ہیں

۸
بیٹی سے شہ نے اپنی مصیبت جو کی بیاں
فرط قلق سے کھل گئی آنکھ اسکی ناگہاں
روئی میان خواب تڑپ کر وہ نیم جاں
دیکھا کہ تیرگی ہے وہی اور وہی مکاں
وہ روشنی وہ صحبتِ عشرت فزا گئی
کانوں میں بیڑیوں کی پھر آواز آگئی

۹
آنکھوں کو مل کے دیکھتی تھی وہ اِدھر اُدھر
مادر سے جب لپٹ کے پکاری پدر پدر
ظلمت یہ تھی کہ کام نہ کرتی تھی کچھ نظر
گھبرا کے بولی بانوے ناشاد و نوحہ گر
قربان جاؤں کیا ہوا کیوں بے حواس ہو
میں تو کہیں نہیں گئی تم میرے پاس ہو

۱۰
رونے جو مل کے سب حرم سرور شہید
گھبرائی ہند دل پہ ہوا صدمہ شدید
اپنے محل میں چونک پڑا خواب سے یزید
بولی قریب یاں سے خرابہ ہے یا بعید
آواز سن کے ٹکڑے مرے دل کے ہوتے ہیں
یہ کونسے حسین کو سب مل کے روتے ہیں

۱۱
اپنے گھروں میں چین سے سوتے ہیں لوگ سب
گزری ہے انکو پیٹتے روتے ہیں نصف شب
ان قیدیوں پہ کونسا ہے صدمہ و تعب
فاقوں سے کوئی مر نہ گیا ہوئے ہے غضب

لڑکی ہے یہ کوئی کہ بہت بلبلاتی ہے
سینوں کے پیٹنے کی صدایاں تک آتی ہے

۱۲
کہہ کر یہ بات بھیجی وہاں پیک تیز گام
جلد آکے اُس نے واں سے کہا ماجرا تمام
لشکر خواص آئی قریب امیر شام
کی عرض مضطرب ہیں اسیران تشنہ کام

زندہ ہے وہ مریض جو زار و نزار ہے
لڑکی مگر ہے اک وہ بہت بیقرار ہے

۱۳
وہ سنگدل بھی رونے لگا سن کے یہ خبر
کہنے لگا خواص سے آخر وہ بد گہر
پہنچا خزانہ دار کو یہ حکم دوڑ کر
زنداں میں بھیجدے جو ہے طشت طلا میں سر

ڈوبے لہو میں چاند سے رخسار دیکھ لے
بیٹی پدر کی شکل پھر اک بار دیکھ لے

۱۴
برپا ہوا حسین کا رانڈوں میں غل ادھر
پہونچا جو سر کو لیکے وہ خازن قریب در
کھلوا کے قفل کو یہ پکارا بچشم تر
بھیجو کسی کو اے حرم شاہ بحر و بر

پہنچا ہے یاں کے رونے کا غل اسکے کان میں
حاکم نے کچھ سکینہ کو بھیجا ہے خوان میں

فضہ نے بڑھ کے خوان جو کھولا بچشمِ تر
سمجھے یہ اہل بیت کہ طالع ہوا قمر
گھبرا گئے بی بیوں نے جو کی خوان پر نظر
دیکھا لہو میں تر پسر فاطمہ کا سر

رانڈیں جھکیں حسین کی تسلیم کے لئے
سجاد اٹھ کھڑے ہوئے تعظیم کے لئے

۱۶
سب سینہ زن تھے گرد شہنشاہِ بحر و بر
اُس حشر میں ہی نہ سکینہ کی کچھ خبر
دیکھا جو اُس نے روئے شہ دیں کو جلوہ گر
لپٹی سرِ پدر سے وہ معصوم دوڑ کر

چلائی دیکھو خالق اکبر کی شان کو
لو اماں جان پا گئی میں بابا جان کو

۱۷
یہ کہکے جھک گئی سرِ شہ پر وہ خستہ جاں
نے وہ تڑپ تھی پھر نہ وہ زاری نہ وہ فغاں
غش ہو گئی یتیم ہوا سب کو یہ گماں
بیتاب ہو کے گود میں لینے لگی جو ماں

زینب پکاری باپ کی عاشق گزر گئی
گودی میں کس کو لو گی سکینہ تو مر گئی

۱۸
بازو ہلا کے بانوئے ناشاد نے کہا
بی بی سرِ پدر سے اٹھاؤ تو سر ذرا
باتیں ابھی تو کرتی تھیں آنسو بہا بہا
ساقط ہیں نبضیں ہائے غضب دوستو یا

منہ دیکھتے ہی زیست کا نقشہ بدل گیا
کس وقت سانس رک گئی کب دم نکل گیا

۱۹

لو ہاتھ جوڑتی ہی یہ ماں ای سکینہ جاں
مجھکو بلاؤ تم ہو جہاں ای سکینہ جاں
ڈھونڈوں نکل کر تم کو کہاں ای سکینہ جاں
مادر کو قبر ہے یہ مکاں ای سکینہ جاں

میں جانتی ہوں موت سے بد تر حیات کو
اب کون سوئیگا میرے پہلو میں رات کو

۲۰

بچی یہاں تجھے کدھر اُٹھ ڈھونڈنے کو جائے
اے نور دیدہ تم نے قیامت کے دکھ اٹھائے
چھٹ کر پدر سے گھڑکیاں کھائیں طمانچے کھائے
واری رسن بندھی تری گردن میں ہائے ہائے

مجھسا بھی کوئی بیکس و بے پر نہ ہوئیگا
پہلو میں ماں کے بیٹھ کر اب کون روئیگا

۲۱

قربان جاؤں قیدی دامِ بلا ہے ماں
آفت میں بعد سبطِ نبی مبتلا ہے ماں
مجبور ہے غریب ہے بیدست و پا ہے ماں
بی بی کو دے کہاں سے کفن بے ردا ہے ماں

پہلے ہی خاک میں ہے بدن سب اٹا ہوا
لیجاؤ قبر میں یہی کرتا پھٹا ہوا

۲۲

ہمشیر کو اٹھائے جو عابد بچشمِ تر
سب بی بیاں لپٹ گئیں میت سے دوڑ کر
زینب پکارتی تھی کہ واری چلیں کدھر
لیکر بلائیں کہتی تھی ماں سوختہ جگر

اماں کو چھوڑے جاتی ہو رونے کیواسطے
بی بی چلیں مزار میں سونے کے واسطے

مرثیہ نمبر ۲۵

۱

انساں کیلئے قید ہلاکت کا سبب ہے
امید رہائی کی نہ ہووے تو غضب ہے
بچوں کو اسیری میں سوا رنج و تعب ہے
اب درد سکینہ کا بیاں داد طلب ہے
بازو بھی رسن سے چھلے گردن بھی چھلی ہے
بچپن میں اسیری بھی یتیمی بھی ملی ہے

۲

چوتھا برس آغاز یہ سن کی ہے صغیری
تھی جسکے بزرگوں کو دو عالم کی امیری
بچپن کی یتیمی ہے لڑکپن کی اسیری
اسکو نہ امیری ہے نہ سامانِ فقیری
سر کو در و دیوار سے ٹکراتی ہے کیا کیا
بہلی جو اسیری ہو تو گھبراتی ہے کیا کیا

۳

ہر شب درِ زنداں پہ شبیر کی سیدا
بیکس مرے بابا کو یہ پیغام دے میرا
چلاتی تھی رو کر ہے کوئی رحم دل ایسا
زنداں سے سکینہ کو نہیں چھوڑتے اعدا
پالا ہے مجھے تم نے بڑے ناز و نعم سے
اب اپنا جگر سخت کیا آپ نے ہم سے

۴

ماں کہتی تھی پیغام کسے دیتے ہو واری
لیجائیگا اس دکھ میں خبر کون تمہاری
تاریک ہے شب خلقِ خدا سوتی ہے ساری
وہ کہتی تھی لوگو نہ کرو فکر ہماری
اب تو نہیں رو کر میں ستاتی ہوں کسی کو
ان باتوں سے ہوتی ہے تسلی مرے جی کو

یہ کہتی تھی اور چشم سکینہ تھی سرِ راہ
پیدا جو وہاں ایک ضعیفہ ہوئی ناگاہ
۵
تنہا درِ زنداں پہ کھڑی کرتی تھی وہ آہ
چلاتی تھی ہر دم کہ وہ ہائی میرے اللہ
دو ننھے سے لاشے تو وہ گودی میں اٹھائی تھی
اور خاک بھری بال پریشان کئے تھی

پاس آ کے سکینہ کے وہ بی بی ہوئی گویا
تو رحم کے قابل ہے کہ بابا نہیں تیرا
۶
صدقے ترے بچپن کی یتیمی کے یہ دکھیا
کیا کہتی ہے تو باپ کو اے باپ کی شیدا
میں حال ترا سیدِ والا سے کہونگی
پیغام بخوبی ترے بابا سے کہونگی

تب رونے لگی پوچھنے بنتِ شہ ابرار
وہ بولی کہ میں غمزدہ بیکس جگر افگار
۷
تم کون ہو جو ہم سے غریبوں پہ ہے پیار
مظلوم پسر مردہ شہیدوں کی عزادار
رونے کو ترے باپ کے لاشہ پہ چلی ہوں
میں مادرِ مظلوم حسین ابن علی ہوں

میں وہ ہوں کہ بے گور پسر جسکا پڑا ہے
اک لال مرا بطن میں بھی قتل ہوا ہے
۸
میں وہ ہوں کہ گھر جسکا کئی بار جلا ہے
یہ ہاتھ پہ لاشہ اسی بچے کا دھرا ہے
یاں آئی تھی رونے کو اسیرانِ بلا میں
اب جاتی ہوں سر پیٹنے کو کرب و بلا میں

9
غش ہوگئی یہ سنکے وہ شبیر کی جائی
باتو کو یہ چلائی وہ گردوں کی ستائی
ہوش آیا تو وہ بی بی نہ اسکو نظر آئی
اماں مری دادی ابھی تشریف تھیں لائی

روتی تھی اسیری پہ مری بیٹ کے سر کو
پیغام میرا لے گئی اب میرے پدر کو

10
اس بات سے سب بی بیاں کرنے لگیں زاری
کس شان سے دادی یہاں آئی تھیں تمہاری
رو کر کہا زینب نے یہاں آؤ تو واری
پاس آ کے یہ کہنے لگی شبیر کی پیاری

سب آپ کا سا نقشہ تھا سر اُن کا کھلا تھا
اور تازہ لہو دادی کے چہرہ پہ لگا تھا

11
دو ننھے سے لاشے تھی لئے گود میں زہرا
زینب نے کہا دودھ اگلتا ہے جو بچا
اِک خون اگلتا تھا تو اِک دودھ اگلتا
اصغر ہے وہ اصغر ہے جو مارا گیا پیاسا

اور خون گلے سے جو اگلتا ہے وہ کیا ہے
وہ محسنِ معصوم ترا چھوٹا چچا ہے

12
بیتاب زیادہ ہوی وہ شاہ کی دختر
بھجوا دیا حاکم نے سرِ سبطِ پیمبر
اب لکھتے ہیں طائع جو ہوا مہرِ منور
تا صبر و تسلی ہو سکینہ کو میسر

صدمہ ہوا پھر اور سکینہ کے جگر پر
قربان ہوی ہائے پدر کہہ کے پدر پر

۱۳

تھا کچھ نہ کفن کے لئے سیدانیوں کے پاس
ماں کہتی تھی افسوس ہے جیتے نہیں عباس
میت کو لئے گود میں روتی تھیں بصد یاس
ہر وقت سکینہ کا نہایت تھا انہیں پاس
وہ ہوتے تو تابوت بھی سامان سے اُٹھتا
چھوٹا سا جنازہ یہ بڑی شان سے اُٹھتا

۱۴

یہ دیکھ کے گھبرا گئے زنداں کے نگہباں
جس بچی کے رونے پہ گھُرکتے تھے ہر اک آں
حاکم کو خبر کی کہ بہت ہم ہیں پشیماں
سو ہائے پدر کہہ کے وہ اب ہو گئی بیجاں
کچھ دفن کی خاطر نہیں تشویش بڑی ہے
سیدانی کفن کے لئے محتاج پڑی ہے

۱۵

بے رحم تھا ہر چند بہت حاکمِ غدّار
کہنے لگا پوچھ آؤ یہ زینب سے بہ تکرار
یہ واقعہ پر سن کے بہت رویا وہ مکّار
بھجوا دوں میں تابوت و کفن جیسا ہو درکار
حاضر ہے سب اسباب تامل تمہیں کیا ہے
محتاج کی میت کے اٹھانے میں جزا ہے

۱۶

زنداں کو چلا شمرِ لعیں لیکے یہ فرماں
سب بیچ میں میت کو لئے بیٹھے ہیں حیراں
دیکھا تو اسیروں میں ہر اک حشر کا ساماں
زینب نے کہا رو رو کے یہ شمر سے اُس آں
حاکم سے ذرا پوچھے تشویش ہے ہم کو
میت کے اٹھانے میں ہے کیا حکم حرم کو

۱۷
وہ بولا سلامت رہے سرکار ہماری
ادنیٰ کے اور اعلیٰ کیلئے فیض ہے جاری
ہو جائیگی مدفون یہ شبیر کی پیاری
حاکم سے کفن لاؤنگا اسکے لئے بھاری
تبدیل کرو خون بھرا پیرہن اس کا
میت سے صدا آئی نہ لینا کفن اس کا

۱۸
مقتل کی طرف دیکھ کے زینب یہ پکاری
اے بھائی خلل آتا ہے حرمت میں ہماری
فریاد تو نادار بہن کیا کرے واری
محتاج کفن کیلئے ہے آپ کی پیاری
اس دکھ میں خبر آپ نہیں لیتے ہیں بھائی
اب غیر سکینہ کو کفن دیتے ہیں بھائی

مرثیہ نمبر ۲۶

۱
جب گل ہوا چراغِ حرم قیدِ شام میں
یعنی سکینہ مر گئی یادِ امام میں
دیکھے ستم یزید کے دربارِ عام میں
شہ کے سلام کو گئی دارالسلام میں
دنیا میں دادرس نہ ملا دادخواہ کو
جا کر نشاں طمانچوں کے دکھلائے شاہ کو

۲
غل پڑ گیا حسین کی عاشق نے کی قضا
بانو نے نبض دیکھی تو پایا نہ دم ذرا
چلائی صدقے جاؤں مجھے دے گئیں دعا
اپنی کہی نہ میری سنی ہائے کیا کیا
اصغر کو کچھ پیام بھی میں نے دیا نہیں
تم چل بسیں اور اماں نے رخصت کیا نہیں

۳
بابا کی پیاری اماں کی پیاری زباں کو کھول
ماں رو رہی ہے دیدۂ گوہر فشاں کو کھول
لائی ہوں تربت اے مری پیاسی دلہن کو کھول
جہاں بندھے گلے سی نہ جا ریسماں کو کھول ہاے

دادی کریگی بی بی کی زلفیں سنوار لوں
لو اٹھو یہ پھٹا ہوا کرتا اتار لوں ہاے

۴
اصغر کی بھولی باتیں سناؤ نثار ماں
سیلی کا نیل ماں کو دکھاؤ نثار ماں
اکبر کا ذکر کرکے رلاؤ نثار ماں
بابا کو جا کے در پہ بلاؤ نثار ماں ہاے

ماتم کے غلغلے ہیں نہ رونے کے جوش ہیں
بی بی جواب خموش ہے تو سب خموش ہیں ہاے

۵
منہ ڈھانپنے کا وقت ہے پچھلا پہر ہوا
کرتے سی منہ کو ڈھانپکے پہلو میں بیٹھ جا
بابا کو تیرے روتی ہوں اٹھ ساتھ دے مرا
اماں کی بیٹی اماں کو آواز دے سنا ہاے

ماتم سرا یہ گھر تھا تیرے بین کرنے سے
زندان سونا ہو گیا بی بی کے مرنے سے ہاے

۶
یاں کس کی پاس رہتی تھیں کربلا نہیں
ناداراں ہے پانی نہیں اور غذا نہیں
بی بی کے ناز اٹھانے کی خاطر بچا نہیں
پر اب کفن کے واسطے مطلق ردا نہیں ہاے

اماں کی پاس رہنے سے ایذا اٹھا چکیں
بی بی طمانچے کھا چکیں گردن بندھا چکیں ہاے

۷

سہوا گیا ہو بی بی پہ غصہ کبھی اگر
رونے نہ دیتی تھی جو تمہیں یاں میں نوحہ گر
صدقہ پدر کی پیاس کا بانو کو عفو کر
قربان جاؤں شمرِ لعیں کا تھا مجھ کو ڈر

میں تو یہ کہہ رہی ہوں کہ تقصیر بخش دو
تم بھی کہو کہ اماں مجھے شیر بخش دو

۸

تم نے جو شام سے میرے زانو پہ سر دھرا
آئی ہے آج سونے کو خود میری مہ لقا
میں سمجھی تھی کہ کانوں کا کچھ درد کم ہوا
اس درد لا دوا کی خبر تھی نہ مطلقا

آباد گود کی تھی میری خالی کرنے کو
سوئی تھی آج پاس میرے بی بی مرنے کو

۹

در پیش تھی جب بی بی کو ملک عدم کی راہ
کہتی تھیں مجھ سے شام کو بھی ہو جائیگی تم تباہ
ان روزوں ماں کا پیار زیادہ ہوا تھا واہ
باور نہ مجھ کو آتا تھا اے نورِ چشم آہ

اب یاں سے تم بچھڑ گئیں ہاں تم سے چھٹ گئی
سمجھیں تھیں تم میں لٹ گئی واللہ لٹ گئی

۱۰

اکبر جدا نہ ہوتے تھے بابا سے ایک دم
اب نا امید ہو گئے دونوں طرف سے ہم
اصغر سے اور تم سے بہلتا تھا میرا غم
دکھیارے میرے دکھ کے سدا کھائیے قسم

تقدیر کیسی پھر گئی مجھ خستہ حال کی
وہ چھ مہینے کے گئے تم چار سال کی

بانو کے بین سن کے حرم روئے بیشمار بھجوایا شہ کا سر بھی اور انکو ہنیں قرار	۱۱	سنکر یہ غل پکارا یزید جفا شعار آئی خبر کہ باپ پہ بیٹی ہوئی نثار رُ

ایسی کسی کی موت نہ ہوگی زمانے میں
سیدانی بے کفن ہی پڑی قید خانے میں رُ

اس بیکسی پہ رویا یزید اور یہ کہا احسان سے مرے نہ کرو غیرت و حیا	۱۲	جا کر کہو حرم سے کہ اے آل مصطفیٰ سامان مجھ سے لو سکینہ کے دفن کا رُ

پردے میں شب کے سونپ دو اس نیکذات کو
زہرا کی طرح دفن کرو اس کو رات کو رُ

آئے کئی ملازم حاکم سوئے حرم زینب پکاری آل رسول خدا ہیں ہم	۱۳	حاکم سے جو سنا تھا کہا سب وہ یک قلم غیرت تو دم کے ساتھ ہے غیرت کے ساتھ ہم رُ

عرصہ جو اسکے دفن میں ہوگا تو کیا ہوا
بیگور باپ بھی تو ہے رن میں پڑا ہوا رُ

مردے کا پردہ کرتے ہے اے بانیٔ جفا او بے حیا غریب کی میت کا اٹھنا کیا	۱۴	مردہ جو شب کو دفن ہوا اس سے فائدہ پروائے شامیانہ ورین نہیں ذرا رُ

خیرات کو نہ لعل نہ یاقوت چاہیے
ننھی سی قبر چھوٹا سا تابوت چاہیے رُ

۱۵
اب تو ٹر اسلوک یہ ہو قیدیوں کے ساتھ
بھجوادے اس میں ہے علم شاہ نیکذات
آیا ہے لوٹ میں جو ہمارا تبرکات
اور وہ ردا کہ اوڑھتی تھی زہرا نے تا وفات
زنداں سے اپنے گھر جو سکینہ روانہ ہو
بس یہ ردا کفن ہو علم شامیانہ ہو ہائے

۱۶
جب یہ پیام حاکمِ بے رحم کو گیا
سادات میں دوبارہ قیامت ہوئی بپا
اسباب اس نے بھیجدیا منفعل ہوا
کفنا کے مردہ تنہے سے تابوت میں رکھا
زنجیریں پہنے عابدِ بیکس کھڑے ہوئے
میت کے گرد اُنکے چھوٹے بڑے ہوئے ہائے

۱۷
القصہ اس جنازے کو لیکر چلے حرم
جب مقبرے میں شام کے پہونچے اسیرِ غم
مانند شامیانہ کے کھولے ہوئے علم
اور قبر میں اتارا وہ مردہ بچشم نم
بالائے قبر اہلِ حرم روئے شور سے
آواز آئی بچے کے رونے کی گور سے ہائے

۱۸
جھک جھک کے دیکھا بیبیوں نے تو نظر پڑا
اصغر ہے اُنکی گود میں خواہر کو رو رہا
بیٹھے ہوئے ہیں قبر میں سلطانِ کربلا
زینب نے لیکے ہاتھوں پہ مردے کو یہ کہا
اپنی نشانی دخترِ خیبر شکن سے لو
لو بھائی جان اپنی امانت بہن سے لو ہائے

۱۹
بیٹی کو تو بلایا مجھے کب بلاؤ گے — یا اور کچھ دنوں ابھی دردر پھراؤ گے
کیا ایک مجھ کو سب کی عزا میں رلاؤ گے — بے وارثی بہن کو نہ کیا تم چھڑاؤ گے

مرثیہ نمبر ۲۷

آئی ندا کہ قید کی مدت گزر گئی
اب مخلصی ہے مرنا تھا جسکو وہ مر گئی

۱
جب داغ بیکسی نہ سکینہ اٹھا سکی — اور درد دل نہ خوف کے مارے سنا سکی
کھائی طمانچے شمر کے جب تک کہ کھا سکی — سن کم تھا دکھ بہت تھے نہ برداشت لا سکی

روئی تو ظالموں نے جفا بیشمار کی
آخر یہ جبر دیکھ کے موت اختیار کی

۲
گر آہ کی تو شمر پکارا خموش ہو — اور چپ ہوئی تو بے پدری نے کہا کہ رو
گر شدتِ عطش سے پکاری کہ پانی دو — گر یاد کر کے رہ گئی بابا کی پیاس کو

سوئی جو آنسو پوچھ کے چشمِ پر آب سے
ہائے حسین کہہ کے پھر اٹھ بیٹھی خواب سے

۳
دل میں سما گیا تھا جو شمر لعیں کا ڈر — سوتے میں کانپ کانپ کے کہتی تھی رات بھر
فریاد چھینتا ہے گہر شمر بدگہر — آتا ہے ابن سعد چھپوں جا کے میں کدھر

زینب پھپی سنبھالو کلیجہ دھڑکتا ہے
سجاد بھائی دیکھو یہ خولی گھرکتا ہے

۴

چپ تھی تو چپ ہی بولتی تو تھی ڈری ہوئی
واں شمر آیا تن میں ادھر تھرتھری ہوئی
تھی آہ آہ بات میں لب پر دھری ہوئی
گردن کی ریسمان لہو سے بھری ہوئی
دم رکنے لگتا تھا تو رسن کھول دیتے تھے
باہر جو شمر ہوتا تو باندھ لیتے تھے

۵

حرف درشت ظالموں نے بارہا کہا
بیکس نے سن لیا نہ کسی کو برا کہا
اللہ رے صبر یہ بھی نہ پوچھا کہ کیا کہا
دیکھا فلک کو پاس ہی اور یا خدا کہا
کیا کیا نہ خلق کلمے حقارت کے کہہ گئی
یہ بیکسی سے دیکھ کے منہ سب کا رہ گئی

۶

جب پیاس لگتی رو کے چچا کو پکارتی
دکھتے جو کان شاہِ ہدا کو پکارتی
آتا نہ جب کوئی تو خدا کو پکارتی
جینے سے تنگ ہو کے قضا کو پکارتی
کہتی تھی نے چچا نہ امامِ امم رہے
رلوانے کو عدو رہے رونے کو ہم رہے

۷

حالِ شبِ وفاتِ سکینہ ہے یادگار
گویا کہ اپنی مرگ تھی بیکس پہ آشکار
ملتی تھی شام سے وہ گلے سب کے بار بار
ماں کی بلائیں لیتی تھی وہ ماں کی غمگسار
تسلیم کو پھپھی کی کبھی سر جھکاتی تھی
تھی بے خطا پہ سب سے خطا بخشواتی تھی

۸
کبرا سے چپکے چپکے کبھی کرتی تھی بیاں
رو کر وہ پوچھتی تھی کہو تو کہاں کہاں
کل اک جگہ میں جاؤنگی اس گھر سے میہماں
دروازے میں تو قفل ہے گردن میں ریسماں
یہ کہتی تھی کہ قفل لگا ہے تو کیا ہوا
زنداں ہے بند روضۂ رضواں کھلا ہوا

۹
زنداں میں کہتی تھی یہ کبھی وہ اسیر غم
میت کسی کی ننھی سی نکلے گی صبحدم
ہو جائیگا کل ایک ترا میہمان کم
بانو سے یہ خطاب کبھی تھا بچشم نم
اک تازہ موت ہوگی نبی کے گھرانے میں
اماں لٹوگی آج کی شب قید خانے میں

۱۰
بانو پکاری لٹ تو چکی اب لٹونگی کیا
گوہر چھنے طمانچے لگے کان شق ہوا
بی بی نہ نام لٹنے کا لو تم پہ میں فدا
لٹنے سے میری بی بی کا پر دل نہیں بھرا
زینب کی پشت نوک سناں سے فگار ہے
پر میری پیاری لٹنے کی امیدوار ہے

۱۱
اب کیا لٹونگی مال نہیں زر نہیں رہا
رہنے کو قید خانہ ملا گھر نہیں رہا
اکبر نہیں رہا علی اصغر نہیں رہا
ہاتھوں میں ریسماں بندھی زیور نہیں رہا
دولت ہے کونسی جسے زنداں میں کھوؤنگی
رونا تھا جس کو رو چکی اب کس کو روؤنگی

۱۲
کبرا ہے اور تم ہو یہ سجادِ ناتواں
وہ بولی سب ہیں گی سلامت پہ ہم کہاں
گر بیچ میں تو نام ہے ورنہ ہوں بے نشاں
ماں نے کہا خدا نہ کرے اے سکینہ جاں ہائے
کی عرض دیکھ لوگی جو پچھلے کو ہوئیگا
بابا کی رونے والی کو سب کنبہ روئیگا ہائے

۱۳
غم ہے تمہاری قید کا اور بے ردائی کا
نکلا گلا نہ طوق سے سجاد بھائی کا
آگے مرے نہ ظہور ہوا کچھ رہائی کا
ظالم نے سر دیا نہ شہ کربلائی کا ہائے
عرصہ کفن پہننے میں بیٹی کے کیا رہا
پر حیف سر پھپھی کا مری بے ردا رہا ہائے

۱۴
پھر رو کے ماں سے بولی کہ بیجا ہے یہ گماں
حاکم عدو زمانہ بغی منحرف جہاں
کنبہ اسیر دیس پرایا کفن کہاں
کیا بیکسی کا وقت ہے ہمپر کہ الاماں ہائے
جیتے جی جب خبر نہ لی مرنے پہ لیگا کون
بابا ہی کو کفن نہ دیا ہم کو دیگا کون ہائے

۱۵
اب موت میری سب کو مبارک کرے خدا
جاتا ہے بخار برادر کا بے دوا
مرتے ہی میرے قید سے سب کنبہ ہو رہا
جنت کو ہم رواں ہوں مدینہ کو اقربا ہائے
غل ہو سکینہ لیکے بلا سب کی مر گئی
حیدر کی پوتی مشکلیں آسان کر گئی ہائے

۱۶
عابد سے پھر کہا جو نہ صحبت کرے لعیں — جانا پسند کرنے کو تم قبر کی زمیں
پھر سوجھے پاؤں دیکھ کے بولی نہیں نہیں — ایسے مریض اٹھ کے سنبھل سکتے ہیں کہیں

تکلیف تم نہ کرنا میری روح روئیگی
بھیا جہاں کی خاک میں وصل ہوئیگی

۱۷
یہ کہہ کے ماں کی گود میں لیٹی وہ نوحہ گر — آنکھوں میں خواب میں آئے وہیں پدر
کپڑے لہو میں لال بدن سب لہو میں تر — لیکن نہ ہاتھ جسم مبارک پہ تھے نہ سر

شہ رگ کٹی ہوئی یہ کرامت دکھاتی تھی
پیہم صدا سکینہ سکینہ کی آتی تھی

۱۸
پہچان کر سکینہ صدا اے شہ زماں — تسلیم کر کے لیٹی کہا واہ باباجان
جب ہم طمانچے کھا چکے تب آئے تم یہاں — کہتی تھی میں اب آتے ہیں یاں شاہ بیکساں

کھلوا دُنگی گلے کو میں ہاتھوں سے باپ کے
سو ہاتھ بھی نظر نہیں آتے ہیں آپ کے

۱۹
مشکل کشا کے بیٹے کہو ہاتھ کیا ہوئے — ہمنے سنا تھا قتل شہ کربلا ہوئے
ہے ہے یہاں تو ہاتھ بھی دونوں جدا ہوکر — گویا دہانِ زخم سے شاہ ہدا ہوئے

مرثیہ نمبر ۲۸

وعدہ پہ سر دیا ہے ترے باباجان نے
اے بیٹی ہاتھ کاٹ لئے ساربان نے

۱

اے مومنو کیا سخت یتیمی کی بلا ہے
اس زخم کا مرہم ہے نہ اس غم کی دوا ہے
پوچھو تو یتیموں سے کہ یہ واقعہ کیا ہے
کس عمر میں یہ داغ سکینہ کو ملا ہے (بکا)

جب خاتمۂ شاہِ سرافراز ہوا تھا
لکھا ہے کہ چوتھا برس آغاز ہوا تھا (بکا)

۲

اس سن میں کوئی باپ جدا ہو نہ پسر سے
فرقت ہوئی طفلی میں سکینہ کو پدر سے
پوچھے کوئی یہ درد یتیموں کے جگر سے
بچپن میں پدر اٹھا ہو جن بچوں کے سر سے (بکا)

آغاز اس اندوہ کا انجام قضا ہے
یہ داغ یتیمی نہیں پیغام قضا ہے (بکا)

۳

ہے رسم کہ طفلی میں پدر مرتا ہے جس کا
دیتے ہیں اسے غیر بھی شفقت سے دلاسا
پر سر سے سکینہ کے اٹھے جب شہ والا
بیداد یہ کی شمر نے واحسرت و دردا (بکا)

کھینچا کبھی بازو کبھی گیسوئے سکینہ
آزردہ طمانچوں سے کیا روئے سکینہ (بکا)

۴

زنداں میں مقید جو ہوئے سب حرمِ شاہ
انبوہ خلایق ہوا دروازے پہ ناگاہ
بلوا ہوا اس درجہ کہ مسدود ہوئی راہ
سر شرم سے زنجیر پہ عابد نے رکھا آہ (بکا)

تھا وہ عرق شرم اسیروں کے نہ تن میں
روتا تھا ہر اک عضو غمِ شاہ زمن میں (بکا)

۵

مشغول جو تھے کھیل میں اطفال وہ سارے
کرتی تھی سکینہ وہاں حسرت سے نظارے
کہتی تھی کہ کیا ہو گئے ہمجولی ہمارے
بابا علی اصغر کو کہاں لیکے سدھارے
سب بچے یہاں کھیلتے ہیں خندہ زناں میں
میں کھیلتی تھی جنسے وہ اطفال کہاں ہیں

۶

ناگاہ نمودار ہوئی شامِ غریباں
آیا غضب آلودہ وہاں شمرِ بد ایماں
اک اک سے مخاطب ہوا وہ دشمنِ یزداں
اب جاؤ کہ ہوتا ہے مقفل درِ زنداں
ہووے گی رہائی نہ کبھی آلِ عبا کی
کل دیکھیو پھر سیر اسیرانِ بلا کی

۷

یہ سُن کے پریشاں ہوا انبوہ وہ سارا
گم ہو گیا اک شخص کا فرزند قضا را
چلایا پدر اس کا رہا دل پہ نہ یارا
فرزند بھی بابا اوسے کہہ کہہ کے پکارا
وہ طفل لپٹنے جو لگا آکے پدر سے
پیدا ہوئی اک آہ سکینہ کے جگر سے

۸

بھر بھر کے دمِ سرد یہ کی بانو سے گفتار
اس بچہ کو دیکھو تو کہ کیا خوش ہے یہ دلدار
کیا نامِ پدر پیار سے لیتا ہے ہر اک بار
اک ہم ہیں کہ ہیں باپ کی فرقت میں گرفتار
دل میں جو مرے درد ہے خالق پہ عیاں ہے
میں کس کو کہوں باپ مرا باپ کہاں ہے

۹
بابا میرے ہوتے تو انہیں کہتی میں بابا — اب باپ کہاں جسکو کہوں باپ میں دکھیا
یوں کوئی پدر بیٹی سے غافل نہیں ہوتا — حیران ہوں بابا کے وہ اشفاق ہوئے کیا
اعدا نے ہمیں قید کیا شام میں لاکر
بابا میرے کیوں مجھکو نہیں ڈھونڈتی آکر — ہائے

۱۰
یہ کہہ کے سکینہ پہ جو رقت ہوئی طاری — پس ہائے پدر کہکے کئی بار پکاری
تڑپی جو زمیں پر تو زمیں ہل گئی ساری — جھنجلا کے کہا شمر نے پھر کرتی ہے زاری
اب خوب رُلاونگا تجھے میں نہ ڈرونگا
رہ تجھکو اسیروں سے جدا قید کرونگا — ہائے

۱۱
پھر شمر نے بازوئے سکینہ کو جو پکڑا — کنبہ کی طرف اوس نے عجب یاس سے دیکھا
سب قیدیوں میں ایک قیامت ہوئی برپا — سجاد کے قدموں پہ مچل کر گری دکھیا
یوں لپٹی تھی بھائی سے وہ اس خوف و خطر میں
اک ہاتھ تو گردن میں تھا اک ہاتھ کمر میں — ہائے

۱۲
منہ دیکھکے سجاد کا کہتی تھی وہ ڈر کر — اب آپ میرے رونے کے ضامن ہو برادر
گر تم سے چھٹی زیست میری ہوگی کیونکر — اب روؤں تو جو چاہے کرے شمر ستمگر
بھیا مجھے تو شمر سے اس وقت بچالے
اب روؤں تو کردیجیو ظالم کے حوالے — ہائے

۱۳

اب روئی سو میں روئی نہ پھر روؤنگی زنہار | اب رودوں اگر باپ کو اپنے تو گنہ گار
فرماؤ کہ اب چھوڑ دے مجھکو یہ جفا کار | بازو میرا دکھنے لگا اے عابدِ بیمار

کس طرح جدا کنبہ سے ہوئے گی سکینہ
تم کہدو قسم کھا کے نہ روئیگی سکینہ

۱۴

یہ کہتی تھی کھینچا جو ستمگر نے قصّارا | کرتا تو پھٹا تھا وہ پھٹا اور بھی سارا
تب عابدِ بیمار نے رو کر یہ پکارا | اے شمر یہ بن باپ کی بیٹی ہے خدارا

غافل تیری دہشت سے نہ ہوئیگی سکینہ
اب ایسا ڈری ہے کہ نہ روئیگی سکینہ

۱۵

یہ سن کے جو زنداں سے گیا شمرِ ستمگار | در بند کئے آنکے دربان نے اک بار
وہ خانۂ تاریک تھا اور عترتِ اطہار | پھر زیست سکینہ کو ہوئی اور بھی دشوار

دہشت جو اُسے شمرِ ستمگر کی بڑی تھی
بند آنکھیں کئے گود میں ماں کے پڑی تھی

۱۶

آہستہ بھی گر روتی تھی بنتِ شہِ ابرار | ماں کہتی تھی لے لیکے بلائیں کہ خبردار
ضامن ترے رونے کا ہوا ہے مرا بیمار | وہ کہتی تھی میں درد سے کانوں کے ہوں ناچار

ماں کہتی تھی ہاں درد تو کانوں میں بڑا ہے
سو جاؤ میں قربان گئی شمر کھڑا ہے

۱۷

سوئی نہ ذرا رات کو بنتِ شہِ ذیجاہ
بھجوا دیا زندان میں حاکم نے سرِ شاہ
گذری جو وہ شب صبح نمودار ہوئی آہ
اُس سر کیلئے چشم سکینہ تھی سرِ راہ
لیں پہلے بلائیں سرِ شاہِ شہدا کی
بیساختہ بابا کہا اور جان فدا کی

۱۸

ماں نے کہا بس ہوگیا شبیر کا ماتم
پر چھٹتی تھی چھوٹے سے ہاتھوں سے یہ پیہم
اب کون سکینہ کی طرح روئیگا ہر دم
تازہ تھا اسی سے پسرِ فاطمہ کا غم
گو شمر ڈراتا تھا نہ ڈرتی تھی سکینہ
کیا نوحہ پدر کیلئے کرتی تھی سکینہ

۱۹

تھے جو ستم سکینہ پہ یتیمی و غریبی
بتلا کے مجھے بولی کہ میں انکی ہوں لونڈی
جب ہند نے پوچھا تھا کہ تم کون ہو بی بی
نام اپنا نہ بتلایا کہ سب کنبہ ہے قیدی
پانی نہ پیا صبر کیا تشنہ لبی میں
بچپن میں یہ غیرت نہیں ہوتی ہے کسی میں

۲۰

جو شمر گھرکتا ہے تمہیں اے میری پیاری
دربار میں پھر مجھ کو لئے جاتے ہیں ناری
اب ڈر کے لپٹتی نہیں چھاتی سے ہماری
تم باندھ کے ہاتھوں کو سفارش کرو واری
اصغر کو میں اب دیتی ہوں سمجھاؤ سکینہ
دربار میں بانو کے عوض جاؤ سکینہ

۲۱

اب ہم سے نہیں پوچھتی کب آئینگے بابا — اب فکر نہیں کرتی کہ کب چھوڑینگے اعدا
اب ماں سے نہیں کہتی کہ دم گھٹتا ہے میرا — اب یادِ وطن ہے نہ غمِ فرقتِ صغرا

اب کانوں کا دُکھ درد ستاتی نہیں ہمکو
اب نیل طمانچوں کا دکھاتی نہیں ہمکو

مرثیہ نمبر ۲۹

ہائے

۱

دربار میں آمد ہے اسیرانِ بلا کی — زنداں سے طلب ہے حرمِ شاہِ ہدا کی
حالت ہے بُری عترتِ محبوبِ خدا کی — نے طاقتِ رفتار نہ مقدور بکا کی — ہائے

فاقوں سے کھڑے رہنے کی طاقت نہیں تن میں
دہشت سے ستمگاروں کی لرزہ ہے بدن میں — ہائے

۲

تھا شور کہ اے قیدیو دربار میں جاؤ — کیا بیٹھے ہو زنداں میں قدم جلد اٹھاؤ
خالق نے کیا رحم اب آنسو نہ بہاؤ — حلقے رسنِ ظلم کے ڈھیلے کریں آؤ — ہائے

حاکم کو دعا دو کہ تمھیں شاد کریگا
اب قتل نہیں کرنے کا آزاد کریگا — ہائے

سنکر یہ سخن کہنے لگی زینبِ ناچار — اک بار تو ہو آئے ہیں مجلس میں گنہ گار
کیا کام ہے اب کیوں ہمیں بلایا سرِ دربار — نے سر پہ ردائیں ہیں نہ ہے طاقتِ رفتار

لیجاؤ نہ بلوے میں اسیرانِ ستم کو
گھل گھل کے اسی قید میں مرجانے دو ہمکو — ہائے

میں سوگ میں ہوں کیسی خوشی کیسی رہائی
کس سے میں ملوں چھوٹ کے کیا جیتے ہیں بھائی
۴
ماں جائے نے گردن تہ شمشیر کٹائی
بھائی سے تو اب تا بہ قیامت ہے جدائی
چرچا ہو کہ دنیا سے سفر کر گئی زینب
برسی نہ ہوی بھائی کی اور مر گئی زینب

بتلاؤ خوشی چھوٹنے کی قید سے اب کیا
بیٹے نہیں پھر جن سے ہو ملنے کی تمنا
۵
قاسم ہیں کہ اگر اب مجھے دکھلائینگے سہرا
اکبر ہیں جنھیں دیکھ کے ٹھنڈا ہو کلیجا
لاشے بھی ابھی تک نہیں پیاروں کے گڑے ہیں
آباد تھا گھر جن سے وہ جنگل میں پڑے ہیں

فرمانے لگے رو رو کے تب عابد بیمار
اس وقت بھی جان مناسب نہیں تکرار
۶
کیا بس ہے اسی طرح چلو پھر سر دربار
دیکھیں تو کہ اب کہتا ہے کیا حاکم غدار
کب سے نہیں کی سبط پیمبر کی زیارت
شاید ہو میسر سر سرور کی زیارت

رو کر کہا زینب نے جو مرضی تری پیارے
مختار رہو تم اب تو میں ہوں تمہارے
۷
سنکر یہ سخن قید سے قیدی اٹھے سارے
پر ان کے قدم کانپتے تھے ضعف کے مارے
نورانی بدن گرد غریبی سے اٹے تھے
بکھرے ہوے تھے بال گریبان پھٹے تھے

۸
اس حال سے پہونچی جو وہ بیکس سرِ دربار
کاٹی گئیں جب بیڑیاں اور طوقِ گرانبار
تعظیم کو مسند سے اٹھا حاکمِ غدّار
گردن کو جھکا رونے لگے عابدِ بیمار ٹیپ
صدمے سے جو اشکِ شہ خوشخو نکل آئے
اُس وقت تو حاکم کے بھی آنسو نکل آئے ٹیپ

۹
اُسوقت یہ عابد سے لگا کہنے وہ جلاد
تھا دشمن شہ ابن زیادِ ستم ایجاد
مجبور نہایت ہوں میں اے سیّد سجاد
میں خانۂ زہرا کو نہ کرتا کبھی برباد ٹیپ
شرمندہ ہوں میں قتلِ حسین ابنِ علی سے
شکوہ نہ مرا کیجو رسولِ عربی سے ٹیپ

۱۰
یہ کہکے سب اسباب شہیدونکا منگایا
سجاد کا دل سینہ میں اُس وقت بھر آیا
تب شمر لباس شہ دیں کشتی میں لایا
سر پیٹ کے یہ زینبِ بیکس نے سنایا ٹیپ
اسوقت میری چھاتی پھٹی جاتی ہے لوگو
بھائی کے مرے خون کی بو آتی ہے لوگو ٹیپ

۱۱
القصہ دیا لوٹ کا اسباب ستم گر
اور حضرت زینب سے کہا اوڑھ لیں چادر
عابد سے کہا اب تو عمامہ رکھو سر پر
عابد نے کہا باندھوں عمامہ ابھی کیونکر ٹیپ
ہے چاک گریبانِ علی بیٹے کے غم میں
سر ننگے محمد ہیں نواسے کے الم میں

ملبوس نہ درکار ہے نے اب زر و زیور منگوا دے مجھے میرے پدر کا سرِ انور	۱۲	بہرِ حسن و حیدر و زہرا و پیمبر تا دفن کروں قبر میں لاشے سے ملا کر

بابا سا بھی میرے کوئی مظلوم نہیں ہے
جس کا سرِ پُر نور کہیں لاش کہیں ہے

سُن کر یہ سخن کہنے لگا حاکمِ بے پیر جو شیر کہ پی پی کے پلا فاطمہ کا شیر	۱۳	سب کچھ دیا پر ایک نہ دونگا سرِ شبیر طاقت تھی کہ کوئی اُسے کرتا تہہ شمشیر

کچھ اور نہیں بعد ظفر ہاتھ لگا ہے
زریں نے لٹایا ہے تو سر ہاتھ لگا ہے

سجاد نے فرمایا کہ اے حاکمِ مکّار خود تو نے کیا قتل کا شبیر کے اقرار	۱۴	وہ غدر ابھی تھا یہ ابھی کرتا ہے گفتار خونِ شہدا ہے تری گردن پہ ستمگار

اُس دن تجھے محجوب یہ بیداد کریگی
جب فاطمہ اللہ سے فریاد کریگی

دیتا نہیں گر مجھ کو سرِ سبطِ پیمبر یوں جاؤنگا گھر کو تو یہ فرمائینگے حیدر	۱۵	ال بارہ اسیروں کی بھی سر تن سے قلم کر سر باپ کا بھی لے نہ سکا عابدِ بے پر

ہمراہ لیا رانڈوں کو اور رو کے پھر آیا
غربت میں میرے لال کا سر کھو کے پھر آیا

ناگاہ صدا سبطِ پیمبر کی یہ آئی
گر ہو گئی تیرے بھی سر و تن میں جدائی
16
سجاد خدا کے لئے کرنا نہ لڑائی
پھر ہوئیگی دوزخ سے نہ امت کی رہائی بکا

مظلوم ہو مغموم ہو اور خستہ جگر ہو
لازم ہے تمھیں صبر کہ صابر کے پسر ہو بکا

گر سر نہیں دیتا تو نہ دے کچھ نہیں پروا
دنیا میں رہے گا میری مظلومی کا چرچا
17
بے سر ہی ہمیں قبر میں تم گاڑیو بیٹا
اب دے بھی اگر سر تو نہ لو صدقہ ہو بابا بکا

مقبول تو ہدیہ ہوا درگاہ خدا میں
پھر لیتے نہیں دیتے ہیں جو راہ خدا میں بکا

حاکم نے بگڑ کر کہا جلاد کو لاؤ
زینب نے کہا یا اسد اللہ اب آؤ
18
سجاد حزیں کو تہہ شمشیر بٹھاؤ
بابا میرے بیمار بھتیجے کو بچاؤ بکا

کیا ہے کہ عیاں زور ولایت نہیں کرتے
صدقہ گئی پوتے کی حمایت نہیں کرتے بکا

تلوار کو کھینچے ہوئے آیا جو ستمگار
آواز ید اللہ یہ پیدا ہوئی اک بار
19
سجاد سے لپٹے حرمِ احمدِ مختار
کیوں تخت الٹ دوں ترا اے ظالمِ غدار بکا

مرثیہ نمبر ۳۰

سب لوٹ لیا باغ رسولِ عربی کا
باقی ہے چراغ ایک یہی ابنِ علی کا بکا

بلا اٹھا کی حرم کربلا میں آتی ہیں ۱ مریض شام کے دارالشفا میں آتی ہیں
عجب شکوہ سے دشت بلا میں آتی ہیں غم حسین ہیں یادِ خدا میں آتے ہیں

جگر کے ٹکڑے بھرے دامنوں میں آئے ہیں
یہ قبر شہ پہ چڑھانے کو پھول لائے ہیں ٹک

بحار میں ہے رقم یہ روایتِ جانکاہ ۲ جب آئے اہلِ حرم جانبِ شہادت گاہ
نہ گل نہ شمع ملی بیکسوں کی قبر پہ آہ مجاور ہی کو فقط جابر ابن عبداللہ ٹک

قریشی آئے ہیں اور ہاشمی بھی حاضر ہیں
مجاور نکلے مسافر بھی سب مسافر ہیں ٹک

دو شامیانے ہیں بالائے قبرِ سبطِ رسول ۳ وہ اک تو رحمتِ حق ایک دودِ آہِ بتول
فلک سے حور و ملک کا ہے فوج فوج نزول زیارتِ شہِ مظلوم کر رہے ہیں حصول ٹک

لحد سے اکبر و اصغر کے داغ روشن ہیں
مزار ایک ہے پر دو چراغ روشن ہیں ٹک

لبِ فرات ہے سقہ کی قبرِ عالیجاہ ۴ جو وہ ہے شہر شہیدوں کا تو یہ شہر پناہ
قریب دور سے ہے زائروں کی حافظ رہؒ مجاور ہی کو لحد پر ہے روحِ شیرِ الٰہ ٹک

لحد میں ہائے سکینہ کا شور ہوتا ہے
سکینہ کہتی ہے سقہ ہمارا روتا ہے ٹک

۵

ادھر عیاں ہوئی بنتِ زینبِ خجستہ خصال
ندا مزار سے جابر کو دی بہ رنج و ملال
ادھر لحد میں تڑپنے لگا رسول کا لال
میں جیتا ہوتا تو کرتا بہن کا استقبال ہائے

شرف ہے فاطمہ کا فاطمہ کی جائی کو
بڑی طرف سے تو جا اُنکی پیشوائی کو ہائے

۶

چلا مع رفقا جابرِ خجستہ نہاد
قدم پہ گر پڑا جابر بہ نالہ و فریاد
سرِ حسین لئے ہاتھوں پہ چلے سجاد
پکاری عابدِ بیکس کو زینبِ ناشاد ہائے

گلے لگا لو محبِ نبی یہ جابر ہے
یہ تربتِ شہِ مظلوم کا مجاور ہے ہائے

۷

گلے لگا لیا جابر کو شاہِ والا نے
کہا کہ لوٹ لیا بھائی ہم کو اعدا نے
گلے پہ نیل رسن کے دکھائے آقا نے
جو ہم پہ ہو گیا ہم جانیں یا خدا جانے ہائے

سرِ حسین بڑی منتوں سے لایا ہوں
دوبارہ باپ کو میں دفن کرنے آیا ہوں ہائے

۸

مجھو بیٹھنے کی جا ہے آہ واویلا
قنات روک کے عابد وہاں رہے تنہا
غرض درود حرم قبرِ شاہِ دیں پہ ہوا
کھڑے ہوئے تھے بگردِ قنات آلِ عبا ہائے

وہاں شگفتہ اعجاز سے مزار ہوا
زمیں کے پردہ سے خورشید آشکار ہوا ہائے

۹
تنِ حسین سے ملحق کیا حسین کا سر — ہوا زمیں ہیں گویا قرانِ شمس و قمر
لحد پہ تختۂ طوبیٰ قرینہ سے رکھ کر — پکارے عابدِ بیکس محبو آؤ ادھر
سنو بگوش کہ اسدم رسول روتے ہیں
دوبارہ دفن میرے باباجان ہوتے ہیں

۱۰
یہ کہہ کے رونے لگے ہائے عابدِ بیمار — مزارِ شاہِ غریباں جو ہو چکا تیار
سرہانے بیٹھ کے سب فاتحہ پڑھے اکبار — غرض کہ خیمہ جابریں آئے سب دیندار
حرم نے قبر پہ سامانِ اشک و آہ کیا
سرِ مزار بپا خیمہ سیاہ کیا

۱۱
سیاہ خیمہ میں اُترے سیاہ پوش حرم — طواف قبر کیا حلقہ باندہ کر باہم
سبھوں نے قبر کو بالوں سے جھاڑا جب اسدم — لرز لرز گئی صدمہ سے قبرِ شاہِ امم
لحد پہ شاہ کی مسند بچھائی زینب نے
سلام کے لئے گردن جھکائی زینب نے

۱۲
پھپھی کے ساتھ سکینہ نے بھی کیا مجرا — کہا بتاؤ تو بی بی مجھے برائے خدا
مزار پر جو بچھائی ہے مسندِ زیبا — نکل کے قبر سے بیٹھیں گے کیا میرے بابا
کہا پھپھی نے ترا پوچھنا رولاتا ہے
بلا تو قبر میں بھی جا کے کوئی آتا ہے

۱۳

لپٹ کے قبر سے آواز دی دہائی ہے
اک اربعیں سے بہن بھائی میں جدائی ہے
حسین بھائی بہن ہوگی پیاسی آئی ہے
امیدوار ضیافت یہ اماں جائی ہے

نہ فرش ہے نہ مکاں ہے نہ دانہ پانی ہے
سنی کے لال یہی میری میہمانی ہے

۱۴

نکالو ہاتھ لحد سے گلے لگا لو مجھے
وطن نہ جاؤنگی میں قبر میں بلا لو مجھے
برہنہ سر ہوں بہ زیر کفن چھپا لو مجھے
اخی بلا میں گرفتار ہوں نکالو مجھے

تمھیں سکینہ کی خاطر سے رو نہیں سکتی
یتیم پروری اب مجھسے ہو نہیں سکتی

۱۵

سنو حسین سنو تم میرے سوال ہیں دو
جو بھیجتے ہو وطن کو تو تم بھی ساتھ چلو
نہیں تو زیر قدم اپنے اے شہ خوشخو
زمین خاک شفا اک لحد کی خاطر دو

لحد کے سائے میں میرا یہیں ٹھکانا ہو
تمہاری پائینتی ہو اور میرا سرہانا ہو

مرثیہ نمبر ۳۱

۱

جب اربعیں کو آے حرم قتل گاہ میں
تاریک آسمان و زمیں تھی نگاہ میں
پنہاں تھے شکل کعبہ لباس سیاہ میں
گیسو کھلے تھے سوگ شہید الہ میں

روئیں جو شاہزادیاں منہ ڈھانپ ڈھانپ کے
لاش حسین رہ گئی بس کانپ کانپ کے

یوں خاک پر پڑا تھا مرقع بتول کا	۲	اعضا جدا تھے لاشہ کے اور دست و پا جدا
بے گور و بے کفن تھے شہیدانِ کربلا		کوئی کسی کی لاش پہ جز بیکسی نہ تھا

افتادہ خاک پر تھا سلیمانِ فاطمہ
پر جبرئیل کا تھا نہ دامانِ فاطمہ

یوں پہلوے حسین میں تھا لاشۂ صغیر	۳	باچھوں میں دودھ لب پہ انگوٹھا گلے میں تیر
وقت قضا ملا تھا جو اسکو نہ آب و شیر		کھولے ہوئے دہن تھا وہ رشکِ مہ منیر

ننھا سا کرتا تن میں لہو سے بھرا ہوا
اک ہاتھ تھا حسین کا اس پر دھرا ہوا

اکبر تھے یوں قریب شہنشاہِ نیکذات	۴	ٹکڑے بدن کلیجے میں برچھی جگر پہ ہات
اٹھارویں برس میں زمانے سے کی وفات		نیزہ کا پھل ملا ثمرِ گلشنِ حیات

فرزند پاس تھے پسرِ بوتراب کے
دو چاند پہلوؤں میں تھے اک آفتاب کے

دولہا کی لاش اکبرِ مظلوم کے قریں	۵	سعدین آسماں کا قِران تھا زمیں میں
کنگنا کہیں تھا سہرا کہیں جوڑا تھا کہیں		ناشاد و نامراد پہ ارمان و دل حزیں

سہرے کے پھول یوں تھے تنِ زخم دار پر
جس طرح کوئی پھول چڑھائے مزار پر

۶

ناگاہ کی نگاہ حرم نے سوئے فرات
دیکھا پڑا ہے لاشۂ عباس نیک ذات
سینہ پہ مشک لاش کے پہلو میں دونو ہات
ہر دم دہانِ زخم سے کہتا ہے وہ یہ بات
سینہ پہ اب تلک ہے نشانی سکینہ کی
پروا دریغ تشنہ دہانی سکینہ کی

۷

جس دم یہ حال گنجِ شہیداں نظر پڑا
بانو نے لاشۂ علی اصغر اٹھا لیا
چادر سے ہونٹ پونچھا سوکھا ہوا دودھ با چھوٹا
مردے کے منہ کے بوسے لئے اور یہ کہا
تم سے بچھڑ کے میں رہی فریاد و آہ میں
اصغر کہو ڈرے تو نہیں قتل گاہ میں

۸

عابد پدر کی لاش پہ ہونے لگے نثار
پونچھا عبا سے باپ کے زخموں کا سب غبار
بولے کہ کیا ہو لاشۂ اکبر سے ہمکنار
اصغر کو پیار کر چکے فرماؤ مجھ کو پیار
فرمائے غلام تمھارا نہیں ہوں میں
پیارے یہ دونوں بیٹے ہیں پیارا نہیں ہوں میں

۹

دیکھیں تو آپ حال ہے کیا اس مریض کا
تن میں بخار سینے میں ہیں داغ اقربا
شانوں میں رسیمان کے ہیں نیل جابجا
اور زخم تازیانوں کے ہیں پشت پر جدا
ممکن نہیں علاج دلِ بیقرار کا
اور اس پہ غم فراقِ شہ نامدار کا

۱۰

سجاد کا یہ نوحہ تھا زینب کی یہ فغاں
پہلو تمہارا چھوڑ کے جائے بہن کہاں
اک قبر کی جگہ دو بہن کو بھی بھائی جاں
سب بے حجاب ہوگا مدینہ کے درمیاں
زینب عزیز مردہ کسے منہ دکھائیگی
سوئے وطن نہ جائیگی زینب نہ جائیگی

۱۱

سیدانیاں جو لاشوں پہ روئیں جدا جدا
رن سے بنی اسد کا جو قریہ قریب تھا
کوسوں تلک لرز گیا میدانِ کربلا
سنکر یہ شور رونے کا اک ایک نے کہا
مقتل میں داخلہ ہوا ناموسِ شاہ کا
چہلم ہے آج سبطِ رسالت پناہ کا

۱۲

یاں قصدِ دفنِ شاہ جو سجاد نے کیا
کھدنے لگی جو قبر شہنشاہِ کربلا
زخموں سے پہلے نیزہ و پیکاں کئے جدا
اک لوح نکلی اس پہ یہ مضموں تھا لکھا
نہرا کے گیسوؤں پہ پڑی پاک خاک ہے
ابن ابو تراب کی یہ قبرِ پاک ہے

نزدیک قبر لائے جو لاشِ شہ زماں
دو ہاتھ ناگہاں ہوئے اس قبر سے عیاں
پائین قبر زینبِ بیکس نے کی فغاں
سجاد رو دئیے اور یہ حرم سے کیا بیاں
بابا سے پیار دیکھا خیر الانام کے
یہ ہاتھ ہیں رسول علیہ السلام کے

۱۴

پھر آئی اُس مزار سے عابد کو یہ ندا
رکھدے ہمارے ہاتھوں پہ لاشہ حسین کا
اے نائبِ حسین فدا تجھ پہ مصطفےٰ
لاشہ نبی کے ہاتھوں پہ عابد نے رکھدیا
پھر عرض یہ نبی سے بجانِ ملول کی
لو نانا جان لو یہ امانت بتول کی

۱۵

اُس وقت جبرئیل امیں بھی تھے نوحہ گر
حاضر تھے انبیائے سلف سب برہنہ سر
کھولے ہوئے پر دلکو کھڑے تھے مزار پر
ہمراہ اُن کے فوجِ ملک تھی کشادہ پر
سمجھاتے تھے حیدر و صفدر بتول کو
پرسا ہر اک دیتا تھا رو کر رسول کو

۱۶

حاضر تھی روح فاطمہ جو قبر کے قریں
زہرا کے نازنیں سے خبردار اے زمیں
رو کر زبانِ حال سے بولی وہ دل حزیں
اعضا ہیں چاک چاک اذیت نہ ہو کہیں
اب حشر تک ہوئی تری مہمان فاطمہ
اے قبر تیری خاک کے قربان فاطمہ

مرثیہ نمبر ۳۲

۱

جہلم جو کربلا میں بہتر کا ہو چکا
اور فاتحہ حسین کے لشکر کا ہو چکا
پیوند بیکسوں کی تن و سر کا ہو چکا
قبروں پہ شور آلِ پیمبر کا ہو چکا
ماتم میں تین روز رہے شور و شین سے
روئے لپٹ لپٹ کے مزارِ حسین سے

مثل چراغ گور غریباں یہ دل جلائے بیمار کی بود و باش کے ساماں جو یاد آئے	۲	پھولوں کے ساتھ قبروں پہ بخت جگر چڑھائے بے ساختہ پکارے کلیجے پکڑ کے ہائے

ہے ہے وہ پردہ دار ہمارے کدھر گئے
بے پردہ ہو کے آل نبی دربدر گئے

مقتل کے آس پاس یہ بیبیوں کی تھی فغاں اے میرے کربلائی برادر حسین جاں	۳	زینب جبیں لحد پہ دھرے کرتی تھی بیاں ہمشیر تین دن سے تمہاری ہے میہماں

اللہ میری بات بھی پوچھی نہ آپ نے
زنداں کی واردات بھی پوچھی نہ آپ نے

راضی ہوں جو رضائے امام جلیل ہے نے کوئی دادرس ہے نہ کوئی کفیل ہے	۴	پر قابل ملاحظہ بازو کا نیل ہے بھائی بغیر آپ کے زینب ذلیل ہے

پشت و پناہ اٹھ گیا بے خانماں ہوئی
دیکھو یہ پشت قابل نوک سناں ہوئی

مرجائیں سب یتیموں کے سر پہ رہوں تو میں بہلانے کو تمہاری کہانی کہوں تو میں	۵	بچپن میں انکی قید کی ایذا سہوں تو میں ماں ہوں تو میں پھپھی ہوں تو میں باپ ہوں تو میں

انکا بھی داغ آج ملے یا کہ کل ملے
ایسے نہیں نصیب کہ خدمت کا پھل ملے

۶
میں جانتی تھی شہر بسا ہوگا بھائی کا
چہلم کروں گی دھوم سے میں کربلائی کا
ہوگا ہجوم قبر پہ ساری خدائی کا
پرساں بھی یاں کوئی نہیں ماں جائی کا

منہ ڈھانپنے کو آپ ہی پلا بھی لیتی ہوں
اور اپنے دلکو آپ ہی پرسا بھی دیتی ہوں

۷
چہلم تو کر چکی میں دل افگار یا حسینؑ
بیٹا بھی اور بہن بھی ہے نادار یا حسینؑ
اب وضع کس طرح سے ہو تیار یا حسینؑ
آخر کبھی تو آئیں گے زوار یا حسینؑ

تکیہ ہے کارسازئ پروردگار پر
اسدم تو سائباں بھی نہیں ہے مزار پر

۸
حضرت کی قبر ہل گئی زینبؑ کے بین سے
شہزادے جاں بلب ہیں پھپھی شور شین سے
آکر کہا بشیر نے ابن حسینؑ سے
چلئے وطن کو قبرِ شہ مشرقین سے

عابد نے پوچھا کیوں پھپھی اماں قبول ہے
وہ بولی اختیار ہے کیا ہاں قبول ہے

۹
ہونے لگا سوار رسالہ بشیر کا
خیمہ اٹھا لحد سے شہ بے نظیر کا
ڈنکا بجا حرم کے وداعِ اخیر کا
اور سب تبرکات جنابِ امیرؑ کا

تربت کے گرد اونٹ برابر کھڑے ہوئے
رخصت کو جمع قبر پہ چھوٹے بڑے ہوئے

۱۰
زینب پکاری کوچ کا سامان ہوگیا
اور مقبرہ حسینؑ کا سنسان ہوگیا
پھر شہر میرے بھائی کا ویران ہوگیا
ہُو کا مقام قتل کا میدان ہوگیا

آئی مسافروں کو مرے وہ زمیں پسند
دنیا میں جس زمین کو بستی نہیں پسند

۱۱
اے کربلا اے سرور درد گیر الوداع
اے قبرِ ابن صاحبِ تطہیر الوداع
اے قتل گاہ حضرتِ شبیر الوداع
اے بھائی جان جاتی ہی ہمشیر الوداع

کیا بے نصیب ہی یہ نواسی رسولؐ کی
تم نے مجاوری نہ ہماری قبول کی

۱۲
بے آپ کے بقیع میں کس منہ سے جاونگی
گر جاونگی نجف تو ندامت اُٹھاونگی
نانا کے بھی مزار پہ عزت نہ پاونگی
پوچھیں گے سب بزرگ تو میں کیا بتاونگی

رخصت کیا حضور نے کیونکر یہاں رہوں
جاؤں تو کس طرف جو رہوں تو کہاں رہوں

۱۳
واں قافلہ میں بنت علیؑ کی پکار ہے
سالار کارواں کا مجھے انتظار ہے
یاں حاضرِ حضور یہ سینہ فگار ہے
کوئی جلو میں ہے نہ کوئی پردہ دار ہے

کہکر پھُپھی مجھے عابد بلاتے ہیں
میں کہہ رہی ہوں صبر کرو آپ آتے ہیں

۱۴
بھیا اٹھو کجاوے میں مجھ کو تمہی بٹھاؤ — روکیں قنات اکبرؑ و عباسؑ کو بلاؤ
بھیا میں بے نقاب ہوں رہگیروں کو ہٹاؤ — خالی ہے گود بھابی کی اصغرؑ کو لیتے آؤ

سردار سارے قافلہ کے آگے ہوتے ہیں
تیار کارواں ہوا اور آپ سوتے ہیں

۱۵
کب سے تمہیں پکار رہی ہوں میں خستہ تن — بھیا گلے لگا لو تو جاؤں سوئے وطن
ہے ہے جواب بھی نہیں دیتے شہِ زمن — آئی ندا سدھارو خدا حافظ اے بہن

مرثیہ نمبر ۳۳

صغرا کو میری سمت سے بھی پیار کیجیو
ہوگا ثواب خاطرِ بیمار کیجیو

۱
جب بعد دفنِ شاہ وطن کو حرم چلے — ہمراہ لیکے قافلۂ رنج و غم چلے
سجاد ساتھ رانڈوں کی با چشمِ نم چلے — زینبؑ پکاری پیٹ کے سر بھائی ہم چلے

الفت جو تھی کمال شہِ مشرقین سے
روئی لپٹ لپٹ کے مزارِ حسینؑ سے

۲
پھر سر کو رکھ کے قبر پہ وہ غم کی مبتلا — بھیا اٹھو سوار کرو تم پہ میں فدا
بولی کہ السلام علیک اے شہِ ہدا — فرمائیے وطن میں میں جا کر کرونگی کیا

رہ رہ کے دھیان آتا ہے مجھ دل ملول کو
کیا جا کے منہ دکھاؤنگی قبرِ رسولؐ کو

بھیا میں بن تمہارے وطن کو نہ جاؤنگی نالوں سے آسمان و زمیں کو ہلاؤنگی	۳	بھیا یہیں میں قبر پہ آنسو بہاؤنگی نذر حسینؑ پیاسوں کو پانی پلاؤنگی

جو پوچھے گا تو روتی ہے کیوں شور و شین سے
کہدونگی چھٹ گئی ہوں میں بھائی حسینؑ سے

سجادؑ رو کے کرتے تھے زینبؑ سے یہ سخن روئیے جان دو نہ یہاں بہر ذوالمنن	۴	چلئے پھوپھی خدا کے لئے اب سوئے وطن ہونا ہے قید تم کو دوبارہ بصد محن

روضہ پہ نانا جان کے اب جا کے رو دیئے
دُرّوں کے زخم پشت پہ دکھلا کے رو دیئے

یہ سنکے اٹھی قبر سے آخر وہ سوگوار پہنچے وطن میں جس گھڑی سجادؑ دلفگار	۵	اک ہودج سیاہ میں آکر ہوئی سوار پہلے گئی بقیعہ میں زہرا کی گلعذار

بولی لپٹ کے قبر سے اماں دہائی ہے
بھائی کو کھو کے زینبؑ ناشاد آئی ہے

اماں سناؤں تم کو میں جو کچھ جفا ہوئی چوتھے برس میں باپ پہ بیٹی فدا ہوئی	۶	پردیس میں حسینؑ سے زینبؑ جدا ہوئی اماں حسینؑ مر گئے میں بے ردا ہوئی

دل زندگی سے زینبؑ مضطر کا ہٹ گیا
میں دیکھتی رہی سر شبیرؑ کٹ گیا

۷
اماں تمہارے لال کو کیا کیا نہ غم ہوئے
لاشہ کے ہاتھ انگوٹھی کی خاطر قلم ہوئے
مردہ پہ میرے بھائی کے تازہ ستم ہوئے
پامال لاش ہوگئی برباد جسم ہوئے

گوہر سکینہؑ کے بھی اتارے ہیں شمر نے
دُرّے ہماری پشت پہ مارے ہیں شمر نے

۸
اماں تیرے مریض کو قیدی بنایا تھا
طوقِ گراں بخار میں اسکو پہنایا تھا
کانٹوں پہ ننگے پاؤں عدو نے پھرایا تھا
اماں سوائے شکر نہیں لب ہلایا تھا

بلوایا تھا یزید نے دربارِ عام میں
اماں سکینہؑ مر گئی زندانِ شام میں

۹
اے اماں ایک رسی میں بندھوایا تھا ہمیں
اونٹوں کی ننگی پشت پہ بٹھلایا تھا ہمیں
سرِ طشت میں حسینؑ کا دکھلایا تھا ہمیں
عابدؑ کو دُرّے مار کے رلوایا تھا ہمیں

حیرت ہے کیوں نہ زینبؑ ناشاد مر گئی
اماں میں سر کھلے ہوئے تیرے گھر گئی

۱۰
اماں گئی میں جب درِ کوفہ پہ بے ردا
دیکھا تو ایک سر ہے لٹکتا بصد ضیا
تب ہنس کے شمر نے سرِ پُرخون سے کہا
پُرسا بہن کو دیجئے اے خاصۂ خدا

پوچھا جو میں نے حال کہا غم کا مارا ہے
مسلمؑ ہے نام اور یہ بھائی تمہارا ہے

۱۱

آئی صدا یہ سر سے کہ دلگیر السلام — اے یادگارِ صاحبِ تطہیر السلام

امت نے خوب کی تری توقیر السلام — اے بے ردا حسینؑ کی ہمشیر السلام

گر منہ سے میں کہوں کہ ہوں بھائی حسینؑ کا

خادم حضور کا ہوں فدائی حسینؑ کا

۱۲

اماں یہ سن کے بیووں میں محشر بپا ہوا — نوک سناں پہ بھائی کا سر کانپنے لگا

آئی سر بریدۂ شبیرؑ سے صدا — اے میرے ایلچی تری غربت کے میں فدا

مرنے کے بعد لاش کو رنج و محن دیا

ہے ہے تمھیں کسی نے نہ گور و کفن دیا

۱۳

اماں پھرا کے کوفہ میں پھر ہم کو کوبکو — سر ننگے سوئے شام ہمیں لے چلے عدو

پہونچے جو شہرِ شام میں ہم سب کشادہ مو — بازاریوں میں شور یہ ہوتا تھا چارسو

بیٹی علیؑ کی زینبؑ دلگیر آئی ہے

دیکھو چلو حسینؑ کی ہمشیر آئی ہے

۱۴

اماں میں سر کھلے ہوئے بازار میں گئی — اماں میں پھر یزید کے دربار میں گئی

بیٹی علیؑ کی مجلسِ غدار میں گئی — عترت نبیؐ کی بزمِ ستمگار میں گئی

ہے ہے مجھے میں رنج کا ساماں نظر پڑا

بھائی کا سر لگن میں درخشاں نظر پڑا

۱۵
اماں میں کیا بیاں کروں بزم عدو کا حال
تھا تخت پر یزید کا چہرہ خوشی سے لال
طشت طلا میں تھا سرِ سلطانِ خوش خصال
اور سامنے کھڑی ہوئی تھی فاطمہؑ کی آل ہائے
بازو تھے ریسمانِ ستم میں کسے ہوئے
بارہ گلے تھے ایک رسن میں بندھے ہوئے ہائے

۱۶
ناگاہ اک قیامت کبریٰ بپا ہوئی
بیٹھی ہوئی تھی تخت پہ بیٹی یزید کی
دیکھا سکینہ کو تو کہا باپ سے یہی
کھلوا دو رسی اسکے گلے سے ابھی ابھی ہائے
اس لڑکی کو میں لونگی اطاعت کیواسطے
لونڈی ضرور چاہئے خدمت کیواسطے ہائے

۱۷
یہ سن کر اٹھ کھڑا ہوا تب شمرِ بے حیا
آیا رسن کے کھولنے کو بانیِ جفا
رو کر سکینہؑ نے سرِ شبیرؑ سے کہا
بابا دوہائی مجھ کو بچاؤ پئے خدا ہائے
اس دم بدن سے جان میری نکلی جاتی ہے
بیٹی یزید کی مجھے لونڈی بناتی ہے ہائے

۱۸
تڑپا لگن میں تب سرِ شبیرؑ نامور
ہے ہے سکینہؑ کہکے گرا روئے خاک پر
عابدؑ نے تب شقی سے کہا یوں پکار کر
میری بہن کو لونڈی بنائے گا بدگہر ہائے
لایق کنیزی کے نہیں یہ بھوکی پیاسی ہے
پوتی ہے فاطمہؑ کی نبیؐ کی نواسی ہے ہائے

ختم مرثیہ نمبر ۳۳

مسافرانِ مصیبت وطن میں آتے ہیں بجائے اشک وہ آنکھوں سے خوں بہاتے ہیں	۱	سفر سے آتے ہیں سوغاتِ آہ لاتے ہیں اٹھا کے ہاتھ مدینہ کو یہ سناتے ہیں

لٹا کے آئے ہیں زہرا کے سب گھرانے کو
نہ کر قبول تو ہم بیکسوں کے آنے کو

مدینہ ہم ترے والی کو آئے ہیں کھو کر مدینہ کوفہ میں سر ننگے ہم پھرے دربدر	۲	مدینہ گردنِ شبیر پہ چلا خنجر مدینہ داغِ رسن ہیں ہمارے شانوں پر

ہم آئے زندہ پہ زہرا کا نورِ عین نہیں
مدینہ اکبر و قاسم نہیں حسین نہیں

ہلی زمین مدینہ کی اس گھڑی پیہم گلے میں شالِ عزا ڈال دی بدیدۂ نم	۳	کیا بشیر کو سجاد نے طلب اس دم اور اسکے ہاتھ میں رو کر دیا سیاہ علم

کہا کہ جا نہیں گو اپنے منہ دکھانے کی
مگر وطن میں خبر کر دے میرے آنے کی

چلا بشیر یہ دیتا ہوا خبر ہر جا کہ اک مریضہ سرِ راہ ہے کھڑی تنہا	۴	مگر محلۂ ہاشم میں دیکھتا ہے کیا جو نام پوچھا تو رو رو کے بولی وہ صغرا

بشیر کہنے لگا کیوں تو شور و شین میں ہے
کہا یہ حال مرا فرقتِ حسین میں ہے

۵
کھڑی ہوں منتظر اکبر کے دیکھوں کب آئے — میں گھر سے نکلی ہوں شاید کہ قاصد آجائے
خدا کہیں مرے بچھڑوں کو خیر سے لائے — کہ یہ مریضہ لبِ گور ہے شفا پائے
کوئی پدر کی خبر لائے پاؤں پڑتی ہوں
جدا مسیح سے ہوں ایڑیاں رگڑتی ہوں

۶
بشیر سمجھا یہ بنتِ حسینؑ ہے صغراؑ — خموش رہ گیا صغراؑ کے منہ پہ کچھ نہ کہا
پکاری فاطمہؑ گردن میں دیکھ شالِ عزا — تو بھائی لایا ہے کس کی سنائی مجھکو سنا
وہ بولا قاصدِ بیمارِ کربلا ہوں میں
سنانی قبرِ پیمبرؐ پہ لے چلا ہوں میں

۷
وہ بولی رو رو کے بھائی یہ کیا سناتا ہے — وہ کون ہے جسے بیمار تو بتاتا ہے
سنانی کسکی ہے یہ مجھکو ہول آتا ہے — کہ مصطفےٰؐ کی لحد سے تو کہنے جاتا ہے
عمامہ پھینک کے اُسنے کہا دہائی ہے
ترے حسینؑ کی صغراؑ سنانی آئی ہے

۸
زمیں پہ ہائے پدر کہہ کے گر پڑی صغراؑ — خبر یہ پھیلی تو ماتم ہر ایک گھر میں ہوا
تمام عورتیں نکلیں گھروں سے کرتیں بکا — نبیؐ کی قبر پہ جا کر بشیر نے یہ کہا
سفر سے لٹ کے اِدھر بھوکی پیاسیاں آئیں
اٹھو رسولؐ تمہاری نواسیاں آئیں

بشیر کہتا ہے واللہ روضہ کانپ گیا
ادھر زمیں پہ تڑپتی تھی فاطمہ صغرا
۹
لحد سے نالہ ہوا وا حسین کا پیدا
زنانِ ہاشمیہ نے وہاں ہجوم کیا
ہلا کے شانہ کہا شاہِ مشرقین آئے
اٹھو حسین کی عاشق اٹھو حسین آئے

وہ آنکھیں کھول کے بولی کہ مر گئے بابا
بہن حسین کی سر ننگے دیتی تھی یہ صدا
۱۰
کہ اس میں قافلہ کربلا بھی آپہنچا
حسین جب سے موئے میں نے سر نہیں ڈھانپا
نہ مردہ اور نہ تابوت اخی کا لائی ہوں
مدینہ والو میں بھائی کو کھو کے آئی ہوں

مرے حضور تھا حلقِ حسین پہ خنجر
کفن نہ دے سکی بھائی کو میں وہ خواہر
۱۱
شہید ہو گیا ہم شکلِ مصطفیٰ اکبر
خدا گواہ کہ سر پر مرے نہ تھی چادر
زمینِ گرم پہ بھائی کی لاش تنہا تھی
حسین جانتے تھے میں اسیرِ اعدا تھی

یہ کہہ کے آگے بڑھی زینبِ خجستہ صفات
دئے ہوئے ہیں کئی بی بیاں بغل میں ہاتھ
۱۲
تو دیکھا دور سے صغرا کو اس طرح ہیہات
گئی نہ سامنے صغرا کے زینبِ خوش ذات
کبھی تو قافلہ کے پیچھے آ کے چھپتی تھی
کبھی رسول کے روضہ میں جا کے چھپتی تھی

۱۳
نبیؐ کی قبر پہ صغرا نے پایا زینبؑ کو
وہ بولی سارے عزیزوں کا اب مجھ سے پرسا لو
گلے لپٹ کے پکاری پدر کا پرسا دو
عزیز ہو گئے سب فدیۂ شہ خوشخو

تو جانتی ہے کہ بابا فقط موا صغراؑ
شہید تیر سے اصغرؑ تلک ہوا صغراؑ

۱۴
ابھی یہ کہتی تھی زینبؑ بہ نالۂ جانکاہ
بھرا ہوا تھا لہو سے وہ شیشہ سب واللہ
کہ ایک شیشہ کو لے آئیں ام سلمہ آہ
حرم نے منہ پہ ملا وہ لہو بحالِ تباہ

فغان و آہ کے نعرے بلند ہونے لگے
بٹھا کے بیچ میں صغرا کو سب وہ رونے لگے

مرثیہ نمبر ۳۵

۱
شبیر کی فرقت میں بکا کرتی تھی صغرا
جینے کی نہ صحت کی دعا کرتی تھی صغرا
دن آمدِ اکبر کے گنا کرتی تھی صغرا
زہرا کی لحد سے یہ کہا کرتی تھی صغرا

بیمار کو بیکس کو مسیحا سے ملا دو
صدقے گئی دادی مجھے بابا سے ملا دو

۲
بی بی میں تمہاری لحد پاک کے قرباں
پردیس میں بابا ہیں لبوں پر ہے مری جاں
دادا کیلئے پوتی کی مشکل کرو آساں
آ بیٹھو سرہانے مرے مرقد سے کوئی آن

لو تم تو بلائیں میری ہاتھوں کو بڑھا کر
میں روؤں تمھیں دل کو دھڑکنے کو دکھا کر

۳

جب مرقدِ زہرا سے یہ کہتی تھی وہ دکھیا
دادی ہے کہاں جس کو یہ تو کہتی ہے صغرا
ہوتی تھی صدا قبرِ پیمبر سے یہ پیدا
شبیر کے ہمراہ لحد سے گئی زہرا
روتا ہے تری دادی کو لاشہ پہ پیمبر کے
اب آئیگی شبیر کا چالیسواں کرکے

۴

سنکر یہ صدا ہوتی تھی بیہوش وہ بیمار
روتی تھی عباس کی مادر بھی بہت پیار
ام سلمہ چھاتی سے لپٹاتی تھی ہر بار
تھا صبر نہ اُسکے دل پُر صبر کو زنہار
کہتی تھی کہ جاں نذر پدر کرتی ہوں لوگو
فکرِ کفن و گور کرو مرتی ہوں لوگو

۵

اسطرح سے ایامِ ہی صادق نے ہے لکھا
پردیسیوں کا نامہ و پیغام نہ پہونچا
تشویش میں سب چاند محرم کا بھی گزرا
اک لڑکی نے آکر کہا اکروز کہ صغرا
کیا روتی ہے دلشاد ہو بابا ترا آیا
اے فاطمہ بیمار مسیحا ترا آیا

۶

ام سلمہ ہنستی ہوئی آئی پھر اُس جا
اب تو مرے کہنے کا یقیں تم کو پڑیگا
بولی کہ حسین آئے مبارک تمھیں صغرا
میں تم سے نہ کہتی تھی ہیں آئے شہ والا
جاں اپنی عبث تم نے یہاں ڈالی ہے غم میں
اب تم میں نہیں اٹھنے کی طاقت ہے کہ ہم میں

۷

پھر بازوؤں کو تھام کے بیکس کو اُٹھایا
اور مادرِ عباس کو بھی پاس بلایا
بیمار کو دروازے پہ لیجا کے بٹھایا
صغرا کو مدینہ میں تلاطم نظر آیا

دیکھا کہ بہم کوچوں میں سب چھوٹے بڑے ہیں
سب آمدِ شبیر کے مشتاق کھڑے ہیں
ہائے

۸

اک غول ہوا دور سے ناگاہ نمودار
تھی جس میں صدا ہائے حسینا کی ہر اک بار
اُس غول کے حلقہ میں تھا شبیرِ جگر افگار
یہ کہتا ہوا آتا ہے رو رو کے بہ تکرار

اے اہل وطن چین سے کیا بیٹھے ہو گھر میں
گھر لٹ گیا احمد کے نواسے کا سفر میں
ہائے

۹

اب شہر میں کیا بیٹھے ہو دروازے پہ جاؤ
زینب نہیں آتی یہاں تم جا کے لے آؤ
منت کرو قدموں پہ گرو قسمیں دلاؤ
جس طرح بنے خواہرِ شبیر کو لاؤ

وہ کہتی ہے بھائی میرا مارا گیا رن میں
بے وارثی میں ہو کے نہ جاؤنگی وطن میں
ہائے

۱۰

یہ سنتے ہی غش ہو گئی صغرا جگر افگار
اتنے میں ہوئے اونٹ عماری کے نمودار
اک اونٹ کو تھامے ہوئے تھے عابدِ بیمار
کرتے تھے ہر اک شخص سے رو رو کے یہ گفتار

اس اونٹ سے مل کر نہ چلو بے ادبی ہے
یہ اُشترِ بانوئے حسین ابن علی ہے
ہائے

١١

ہر دم یہ عماری سے صدا ہوتی تھی پیدا
اُس اونٹ کے پہلو سے ملا ایک شتر تھا
یہ رانڈ بہو آئی ہے یا حضرتِ زہرا
ہودج بھی سیہ اُس کا تو پردہ بھی تھا کالا
دیتی تھی صدا صاحبِ ہودج بھی رو کر
فریاد بہن آئی ہے بن بھائی کی ہو کر

١٢

ناگہ شتر بانوئے مغموم گیا تھم
اس بھیڑ کو سرکاؤ کہ رکتا ہے مرا دم
سجّاد کو محمل سے پکاری وہ بصد غم
روضہ پہ پیمبر کے مجھے لے چلو اس دم
کیا وجہ سواری میری اس جا جو کھڑی ہے
بولا کوئی صغرا یہاں بیہوش پڑی ہے

١٣

بانو نے کہا لوگو مرا اونٹ بٹھا دو
دل ڈھونڈ رہا ہے میری صغرا کو دکھا دو
بچھڑی ہوئی بچی کو گلے میرے لگا دو
عابد تمہیں پردہ میری محمل کا اٹھا دو
میں سنتی ہوں آواز مجھے دیتی ہے صغرا
تم کہہ دو بلائیں تری ماں لیتی ہے صغرا

١٤

پھر ہاتھ سے خود پردۂ محمل کو اُٹھایا
گھر دیکھ کے خالی یہ بصد شور سنایا
دروانے پہ صغرا کو تڑپتا ہوا پایا
اے گھر ترے صاحب نے تو جنگل کو بسایا
لوٹا گیا گلزار نبی تین پہر میں
اے گھر ترے وارث کو میں کھو آئی سفر میں

۱۵

القصہ شتربانوں نے واں اونٹ بٹھائے
اور محمل و ہودج سرِ دروازہ لگائے
بانو جو اُترنے لگی گردن کو جھکائے
سجاد پکارے نہ یہاں اب کوئی آئے
بیوہ شہ بے سر کی اترتی ہے محجّو
مادر علی اکبر کی اترتی ہے محجّو

۱۶

کچھ عورتیں سوتی ہوئیں واں آئیں کھُلے سر
اور واسطے پردے کے لگیں روکنے چادر
دل بانو کا بھر آیا لگی کہنے یہ رو کر
جس سے مرا پردہ تھا چلا اُس پہ تو خنجر
بے وارثی ہوں بیوہ و مغموم و حزیں ہوں
پردہ نہ کرو پردہ کے قابل میں نہیں ہوں

۱۷

زینب کے اُترنے کی وہاں آئی جو باری
منہ کر کے سوئے کرب و بلا تب یہ پکاری
اے بھائی کہاں ہو میں تمہارے گئی واری
تم آ کے اُتارو تو بہن اترے تمہاری
ہو دور مگر صاحبِ اعجاز بڑے ہو
آؤ یہاں اور روک کے چادر کو کھڑے ہو

۱۸

زینب کو صدا روح برادر کی یہ آئی
خواہر ترے ہمراہ یہاں آیا ہے بھائی
موجود ہے یاں روحِ شہ کرب و بلائی
تم شوق سے اترو اسد اللہ کی جائی
سب جانتے ہیں صاحبِ عصمت تو بڑی ہو
مادر مری روکے ہوئے چادر کو کھڑی ہو

۱۹
سر پیٹتی اتری شہ مظلوم کی خواہر — داخل ہوئے سب اہل حرم گھر میں کھلے سر
فضہ نے کیا فرش سیہ بادلِ مضطر — سر ننگے حرم بیٹھ گئے آ کے برابر
اُس فرش پہ تو قافلۂ اہل عزا تھا
اور سامنے لوٹا ہوا اسباب پڑا تھا

۲۰
صغرا کو لئے گود میں عباس کی مادر — زینب کے قریں آ کے بیٹھی وہ زمیں پر
چپکے سے کہا روتی ہو کیوں زینبِ مضطر — صغرا کو تسلی دو کہ مرتی ہے یہ دختر
جو وقت سے حال اپنی یتیمی کا سنا ہے
کچھ منہ سے نہیں بولتی سکتا سا ہوا ہے

مرثیہ نمبر ۳۶

۱
وطن میں قافلۂ کربلا کی آمد ہے — سواریٔ حرم مصطفٰی کی آمد ہے
یتیمِ سرورِ گلگوں قبا کی آمد ہے — غریب و بیکس و بے آشنا کی آمد ہے
تمام شہر ہے شایق علی کے پیاروں کا
نبی کے روضہ پہ مجمع ہے دوستداروں کا

۲
سنا تھا جب سے کہ آتے ہیں سیدِ اکرم — خوشی سے فاطمہ صغرا کا تھا عجب عالم
کبھی تو جھکتی تھی سجدہ میں وہ بدیدۂ نم — کبھی یہ کہتی تھی کیوں نانی جان جی گئے ہم
وطن میں آج شہ مشرقین آتے ہیں
چلو چلو میرے بابا حسین آتے ہیں

۳

اُٹھی یہ سنتے ہی ام النبیں بشوق تمام
سنا یہ شور کہ لو آئے شاہِ عرش مقام
گئیں جو متصلِ روضۂ رسولِ انام
نظر وہ آتا ہے دیکھو نشانِ فوجِ امام ہائے

پھرے شکوہ سے حیدر کا یادگار آیا
علم لئے ہوئے عباسِ نامدار آیا ہائے

۴

پکاری کوٹھے سے چلا کے تب یہ اک زن پیر
سر اپنے پیٹتے آتے ہیں سب صغیر و کبیر
نہ غل کرو کہ مرا حال غم سے ہے تغیر
یقیں یہ ہے کہ نہیں آئے حضرتِ شبیر ہائے

نہ وہ رفیق نہ وہ بھائی بند آتے ہیں
جھکائے گردنیں کوتل سمند آتے ہیں ہائے

۵

ہوا یہ سنتے ہی ام البنین کے دل کو تعب
بڑھی یہ کہہ کے جو وہ زوجۂ امیرِ عرب
اٹھا کے ہاتھ کہا خیر کیجیو یارب
نظر پڑا اسے گھوڑا پسر کا ہائے غضب ہائے

ہجوم خلق سے پاس اسکے جا نہ سکتی تھی
بندھا تھا زیں سے علم مشک اک لٹکتی تھی ہائے

۶

یہ نوحہ پڑھتا تھا گھوڑے کے آگے آگے بشیر
گلے پہ دلبر زہرا کے چل گئی شمشیر
مدینہ لٹ گیا جنگل میں مر گئے شبیر
کیا شہید غریب الوطن کو بے تقصیر ہائے ہائے

پڑا رہا جو زمیں پر یہ اسکا جامہ ہے
کفن ملا نہ جسے اُس کا یہ عمامہ ہے ہائے

۷

یہ حال تھا کہ زن و مرد خاک اُڑاتے تھے
امام زادے کے ناقے سے لپٹے جاتے تھے
سروں کو پیٹ کے آنکھوں سے خوں بہاتے تھے
عماریوں میں حرم سر ٹپکتے آتے تھے

نبی کے روضہ پہ جس دم وہ کارواں پہنچا
فغان و آہ کا غل تا بہ آسماں پہنچا

۸

بٹھا کے ناقہ کو سجاد ناتواں اُترے
قریبِ مرقدِ سلطانِ انس و جاں اُترے
عصا کو تھام کے باچشمِ خوں فشاں اُترے
اور اہلِ بیت یہ کرتے ہوئے فغاں اُترے

ہوئی غریبوں پہ بیداد یا رسول اللہ
حسین مر گئے فریاد یا رسول اللہ

۹

ہوا جو روضہ میں داخل وہ قافلہ ناگاہ
اُٹھا کے ہاتھ یہ فریاد کی بہ نالہ و آہ
گرے مزارِ مبارک پہ عابدِ ذی جاہ
تباہی آ گئی ہم بیکسوں پہ یا جد آہ

یتیم ہو کے یہ ناشاد کام آیا ہے
پدر کو کھو کے وطن میں غلام آیا ہے

۱۰

بڑا ستم کیا امت نے یا رسولِ زمن
رہا سناں پہ سرِ پاک اور زمیں پہ بدن
کیا حضور کے پیاروں کو ذبح تشنہ دہن
لٹے ہم ایسے کہ بابا کو دے سکے نہ کفن

نہ دن کو تھی ہمیں راحت نہ چین راتوں کو
جکڑ دیا تھا رسن سے ہمارے ہاتھوں کو

۱۱
گئی لحد پہ پھر اس طرح زینب محزوں کہ ایک ہاتھ میں شہ کا عمامۂ پرخوں
اور ایک ہاتھ میں حضرت کا جامۂ گلگوں زباں پہ مرثیہ جس کا یہ جانگزا مضموں

یزید نے ہمیں لوٹا دوہائی ہے نانا
بہن شہید کی مجرے کو آئی ہے نانا

۱۲
حسین بھائی کو ہم کربلا میں چھوڑ آئے علی کے لال کو دشت بلا میں چھوڑ آئے
یتیم فاطمہ کو نینوا میں چھوڑ آئے تمہارے چاند کو خاکِ شفا میں چھوڑ آئے

یہ بعد قتل عجب تفرقہ پڑا نانا
گرا بدن کہیں اور سر کہیں گڑا نانا

۱۳
ہوئی حسین کے مرنے سے دربدر زینب گئی یزید کی مجلس میں ننگے سر زینب
کئی مہینے رہی قید نوحہ گر زینب یہ سخت جاں تھی کہ جیتی پھری ادھر زینب

ورم ہے شانوں پہ دکھتے ہیں استخواں نانا
یہ میرے بازو پہ رسّی کے ہیں نشاں نانا

۱۴
یہ کہہ کے قبر پہ رکھدی وہ خوں بھری پوشاک کفن میں ہو گئے بے چین سیّد لولاک
ضریح ہلنے لگی تھرائی تربت پاک زمیں لرز گئی جنبش میں آ گئے افلاک

نبی کے رونے کی آواز صاف آتی تھی
صدائے سینہ زنی آسماں پہ جاتی تھی

۱۵
بپا تھا یاں تو ابھی ماتمِ شہ ابرار — کہ اک قیامت کبریٰ عیاں ہوئی اکبار
سنبھالیں فاطمہ صغرا کو عورتیں دو چار — منہ اپنا پیٹتے داخل ہوئیں بحالتِ زار
پکارتی تھی شہ مشرقین کو مارا
یہ کیا غضب ہوا کس نے حسین کو مارا

۱۶
سنی جو رانڈوں نے ماتم کے جوش میں یہ صدا — پچھاڑیں کھانے لگیں خاک پر بدرد و بکا
ہوا یہ شور کہ ہے ہے شہید تیغِ جفا — تڑپ تڑپ کے پکاری یہ فاطمہ صغرا
دکھائی دیتا ہے سب گھر لٹا ہوا لوگو
ارے پدر میرا تم میں سے کیا ہوا لوگو

۱۷
نشانِ حیدر کرار کیوں نہیں آیا — امام بیکس و بے یار کیوں نہیں آیا
ہمارا مالک و مختار کیوں نہیں آیا — تمہارا قافلہ سالار کیوں نہیں آیا
بتاؤ چھاؤنی کس بن میں چھائی بابا نے
بتاؤ کونسی بستی بسائی بابا نے

۱۸
کہاں ہیں صاحبو بھیا میرے علی اکبر — کہاں ہے چھوٹا مسافر مرا علی اصغر
کہاں ہیں عون و محمد پھپی کے لختِ جگر — بتاؤ قاسم و عباس نامور ہیں کدھر
قریب مرگ ہوں غم سے میں خستہ تن لوگو
کہاں ہے بالی سکینہ مری بہن لوگو

۱۹
کبھی یہ کوٹ کے چھاتی کو بانوئے ناشاد — جگر خراش ہے بی بی حسین کی روداد
میں رانڈ ہو گئی زہرا کا گھر ہوا برباد — رہا نہ کنبہ میں باقی کوئی بجز سجاد بکا

عجیب حادثہ ہم پر گزر گیا صغرا
پسر بھی مر گئے وارث بھی مر گیا صغرا بکا

۲۰
سناں کہیں سے گئی جان میرے اکبر کی — چھدی خدنگ ستم سے ہی گردن اصغر کی
چلی گلے پہ شہ دیں کے دھار خنجر کی — صفائی ہو گئی اک دوپہر میں سب گھر کی بکا

میں شہر شام تلک ننگے سر گئی بی بی
سکینہ قید میں گھٹ گھٹ کے مر گئی بی بی بکا

مرثیہ نمبر ۳۷

۱
جب زائرانِ شاہِ غریب الوطن پھرے — یعنی سوئے وطن حرمِ پنجتن پھرے
اک دست تحفہ لیکے نشانِ رسن پھرے — غل تھا کہ اہلبیت حسین و حسن پھرے بکا

ستر دو تن کو زیر زمیں سونپ آئے ہیں
کچھ صرے خاکِ پاک کے ہمراہ لائے ہیں بکا

۲
اسباب سب لٹا ہوا خیمہ جلا ہوا — اور زین ذوالجناح لہو سے بھرا ہوا
منہ پر غبارِ گنجِ شہیداں لگا ہوا — داماں ماتمی کفنی کا پھٹا ہوا بکا

بچے بھی کوزے پانی کے ہاتھوں میں لیتے ہیں
پیتے نہیں ہیں فاتحہ اصغر کا دیتے ہیں بکا

۳
فاقہ وہی ہے پیاس وہی ہے وہی بکا
انکو ہر ایک شہر و بیاباں ہے کربلا
جب آنسو خشک ہوگئے کچھ پانی پی لیا
سو یہ بھی اسلئے ہے کہ ہو قوت غذا
دنیا سے رزق اٹھ گیا غم کھانا رہ گیا
پانی گلے سے اترا تو آنکھوں سے بہ گیا

۴
ناگہ گزار قافلہ کا شہر میں ہوا
اور لشکر شبیر میں نقارہ بھی بجا
آواز تیز گامی اسپاں ہوئی بپا
ہمسائیوں کو فاطمہ صغرا نے دی صدا
لوگو سواری آتی ہے کس بادشاہ کی
سب نے کہا کہ سبط رسالت پناہ کی

۵
یوں تندرست ہوگئی وہ سنکے یہ خبر
بیمار جیسے شاد ہو پرہیز توڑ کر
پھر تو ہر ایک سے یوں ہنسی گویا وہ خوش سیر
آئے حسین سرد ہوئی آتش جگر
اب خوف ہے مرض کا نہ شوق علاج ہے
حاصل پدر کا شربت دیدار آج ہے

۶
اتنے میں ام ہانیہ اُم فلک وقار
سر پہ تھا یہ پاؤں میں موزے بھی آتشکا
ام البنین کے ساتھ وہاں آئی ایکبار
صغرا سے پوچھا اب تو نہ ہوگا تمہیں بخار
غل ہے کہ زینب آتی ہے شبیر آتے ہیں
چلتی ہو تم بھی ہم تو انھیں لینے جاتے ہیں

۷

وہ بولی پیشوائی کو موجود ہوں مگر
ہے قصد چھپ رہوں کسی گوشہ میں بیٹھ کر
اکبر تلاش میں پھریں آواز دیں پدر
اصغر بھی گھٹنیوں مجھے ڈھونڈے ادھر ادھر
جب سب کہیں کہ مر گئی چھٹتے ہی آپ سے
ہنستی ہوئی میں آ کے لپٹ جاؤں باپ سے

۸

ام البنیں پکاری نہ واری نہ میری جاں
یہ روٹھنا غضب ہے کڑھینگے تشنہ لباں
القصہ سب کے ساتھ وہ خوش خوش ہوئی رواں
دیکھا کہ رہگزر میں ہے انبوہِ شیعیاں
ہر سمت اژدحام عرب کا یہ حال ہے
پیکِ نگاہ کا بھی گزرنا محال ہے

۹

ام البنیں نے پایا جو بلوہ میانِ راہ
صغرا کو لیکے گود میں بیٹھی بعز و جاہ
اور شہر میں شروع ہوئی آمدِ سپاہ
سب لشکرِ شبیر کی پوشاک تھی سیاہ
برپا تھی ہر قدم پہ صدا شور و شین کی
غل وا اخی کا تو ندا واحسین کی

۱۰

اک مرتبہ سروں پہ پڑے مرد و زن کے ہاتھ
صغرا نے پوچھا دادی یہ کیسی ہے واردات
جانا سبھوں نے قتل ہوے شاہِ نیک ذات
یہ فوج تو گئی تھی نہ میرے پدر کے ساتھ
ہے ہے مسافروں پہ مرے کیا گزر گئی
پوچھو تو ان سے فوجِ حسینی کدھر گئی

۱۱
آخر نہ رہ سکی سوئے لشکر یہ دی ندا
اکبر کے پائے نام ہے تم لوگوں کا پرا
تم کربلا میں تازہ ملازم ہیں سے ہو گیا
بائیے کہو گروہِ حسینی کہاں رہا
بتلاؤ مومنو میں ہوں بیاری حسین کی
اب کتنی دور ہوگی سواری حسین کی

۱۲
سب نے کہا تو بنتِ امامِ غیور ہے
جو حادثہ ہے آج وہ تیرے حضور ہے
آنکھوں سے دیکھ پوچھنا اب کیا ضرور ہے
سب قافلہ قریب ہے سالار دور ہے
آگاہ اہلبیت ہیں حالِ امام سے
سیدانیوں کے ساتھ ہم آئے ہیں شام سے

۱۳
ناگاہ آیا سیدوں کا غول ننگے سر
آگے علم لئے ہوئے اک طفل بے پدر
داماں سبز کرتوں کے تھے چاک سربسر
ماتم کے نیل چاند سے سینہ پہ جلوہ گر
مشکیزۂ سکینہ علم میں بندھا ہوا
اک تیر اُس میں بہرِ گواہی لگا ہوا

۱۴
زیرِ نشان پڑھتے تھے نوحہ ہر اک قدم
غم سے لرزنے لگتا تھا جب پنجۂ علم
ماتم حسین پیاسے کا کرتے تھے دمبدم
بڑھتے تھے آگے صاحبِ ماتم بچشمِ نم
فارغ جو ماتمِ شہِ والا سے ہوگئے ہیں
پھر کہکے ہائے حضرتِ عباس روتے ہیں

ام البنین نے نام جو عباس کا سُنا
صغرا کو ام سلمہ کی آغوش میں دیا
آنکھوں سے نور سینہ سے دل ہو گیا جدا
بولی میں سر جھکے پوچھوں تو یہ ماجرا ہے کیا ۱۵

اغلب ہے انسے سبطِ نبی کی خبر ملے
کس کے یتیم آتے ہیں پا ننگے سر کھلے

یہ کہکے چند گام بڑھی وہ بصد بکا
حیرت سے اُس غریب کا منہ دیکھا خوب سا
کاندھے پہ جس یتیم کے تھا وہ علم دھرا
بینائی جا چکی تھی نہ پہچانا مطلقا ۱۶

پوچھا کہ یہ نشان تجھے کب عطا ہوا
اے حاملِ علم میرا عباس کیا ہوا

تسلیم کر کے بولا وہ معصوم نیک ذات
اٹھاتا تھا میں قبر سے انکی لبِ فرات
دریا پہ شیر آپ کا سویا کٹا کے ہاتھ
دیکر علم سکینہ لے آئی ہے اپنے ساتھ ۱۷

عباس کا پسر ہوں بھتیجا امام کا
دادی غلام ہوں میں تمہارے غلام کا

یہ نوحہ تھا کہ عابدِ عالی مقام آئے
لو کربلا سے لٹ کے سفر سے امام آئے
غل پڑ گیا حسین علیہ السلام آئے
وہ ناتواں پسر مجاورِ خیرالانام آئے ۱۸

اے شیعو پیشوائی اہلِ حرم کرو
صغرا اٹھو زیارت شاہِ امم کرو

کیا دیکھتی ہو اُٹھ گئے وہ بیمار دل فگار
رومال رکھکے آنکھونپہ روتے ہیں زار زار ۱۹
عابد پدر کی گھوڑے پہ سفر ننگے ہیں سوار
تھامے ہوئے رکاب ہیں دو شیعہ نامدار

بولی کہ صاف بے پدری کے نشان ہیں
بابا کہاں ہیں یہ تو مرے بھائی جان ہیں

صغرا کا نوحہ سنکے حرم پیٹے یک دگر
پڑھنے لگی یہ مرثیہ زینب بچشم تر ۲۰
قبر نبی و فاطمہ کی سمت دیکھ کر
قربان جاؤں اب تو غریبوں کی لو خبر

اماں ترے پسر کے عزادار آئے ہیں
نانا ترے نواسے کے زوّار آئے ہیں

اعلان

مطبع سیدی میں حسب ذیل کتب جدید الطبع تیار ہیں جن مومنین کو ضرورت ہو طلب فرمائیں فکر منظوم یعنے مجموعہ نوحہ جات مولوی میر علی محمد صاحب نامی منشی فاضل وکیل قیمت کاغذ چکنا عہ ۸ر مجلد عاں کاغذ کھرہ عہ مجلد عہ ۸ر عزائے ماہ محرم یعنے مجموعہ نوحہ جات شعرای محترم کاغذ چکنا ۱۰ ر کھرہ ۸ر مجلد کے لئے ۸ر زائد - تذکرہ فردوسی ابوالقاسم فردوسی طوسی کی سوانح عمری مصنفہ مولوی حکیم سید شمیر علی صاحب قادری کاغذ چکنا ۶ر کھرہ ۴ر تحفۃ المومنین للتجہیز والتکفین مسائل تجہیز و تکفین میں ایک جامع و مختصر کتاب مومنین کو اس کتاب کی بیحد ضرورت تھی جسکو عالیجناب شاہزادہ خلد آشیان مرزا صاحب سعید مشغول المعاد فتنع اعلی اللہ مقامہ سے انتخاب فرمایا کاغذ چکنا ۳ر کھرہ ۲ر مجموعہ زیارت عاشورا وارعین و دعاے علقمہ جیبی جلی قلم ۳ر ایضاً مع ترجمہ مولوی مقبول احمد صاحب اعلی اللہ مقامہ کاغذ چکنا ۳ر کھرہ ۲ر ان کتب کے علاوہ اور بہت کتابیں زیر طبع ہیں اور ہر سال مختلف کتابیں خصوص مومنین کے لئے تیار ہوتے رہتے ہیں فقط

مشتہر
مینیجر مطبع سیدی و کتب خانہ حیدری چھتہ بازار حیدرآباد دکن

مختصر فہرست کتب موجودہ کتبخانہ حیدری چھتہ بازار حیدرآباد دکن

نام کتاب	قیمت
مقتل ابی مخنف عربی	عـه
طوفان البکا جوہری فارسی	عـه
مہیج الاحزان برحاشیہ تعلیق ،،	لـے
،، حزن المومنین	ـعـے
،، مہیج الاحزان	لـے
،، ریاض البکا	للعه
،، طریق البکا	ـے
اخبار ماتم اردو	ـعـه
،، بحر المصائب کامل چہار حصہ	لـے
،، حصہ اول و دوم	ے
،، ،، حصہ چہارم	۱۲/آر
،، سراج غم جلد اول	عال
،، جلد سوم	عال
اسیوف ترجمہ لہوف و نور العین	ے ۸/ر
ترجمہ خصائص الحسینیہ ،،	
تاریخ الائمہ مشہور بہ چہاردہ مجلس	۱۲/آر
عین البکا یعنی چہل مجلس ،،	۸/ر
،، در المصائب	۸/ر
،، ابواب المصائب	عـه
،، تذکرة المعصومین	عال
ضیاء العین فی تاریخ الحسین ،،	[illegible]
،، سوانح عمری امیر مختار	ے
،، بلد جلد	عال ۱۲/آر
عناصر الشہادتین	۴/ر
حیات سید الشہداء	۴/ر
گلزار شہدا ترجمہ اردو	
روضۃ الشہدا	عال
،، المصائب مجلد	عال ۴/ر
،، بلا جلد	عال
،، المصائب حصہ دوم و سوم	۴/ر
ترجمہ جلاء العیون کامل	ے ۸/ر
،، ،، جلد اول	للعه
شمائل الاخلاق	۱۲/آر

نام کتاب	قیمت
سفینۃ الشہدا	۱۰/ر
تذکرة المعصومین	عال
تصویر کربلا	۱۲/ر
مصباح الظلم	۸/ر
،، کاغذ چکنا مجلد	۸/ر
بحر المصائب جلد دوم	لعه
زبدة المصائب	ے ۴/ر
لواعج الاحزان	۸/ر
نخل ماتم کاغذ طبع قدیم	۸/ر
معراج الشعرا نایاب	ے ۸/ر
مراثی	
کلیات مراثی وفائی فارسی	۸/ر
مخزن الدرر انتخاب مراثی ،،	۸/ر
کلیات مراثی جودی خراسانی ،،	۸/ر
مراثی میر انیس جلد دوم	عال
دفتر ماتم جلد ۸ مجموعہ سلام پارہ	۶/ر
مراثی مرزا دبیر جلد دوم	۱۲/آر
ہلال محرم معروف بہ نخشہ ماتم حصہ دوم	۴/ر
حدیقۂ ماتم مراثی منتخبہ	ے
معرکہ شہادت	۲/ر
مجموعہ مراثی میر مونس جلد اول	۶/ر
آئینہ اخلاص	۶/ر
مرثیہ بے نقط	۶/ر
انتخاب المراثی	۹/ر
سفیر ماتم مراثی جناب [illegible]	
کاغذ چکنا	۴/ر
،، کھرہ کاغذ	۱۲/ر
گلدستہ مناجات	۳/ر
مجموعہ رباعیات	۱۴/ر
رسالہ سبیل	۲/ر
رباعیات مرزا دبیر	۸/ر
ہلال محرم جلد دوم مراثی میر عشق	عال ۸/ر

نام کتاب	قیمت
مرثیہ ہائے دبیر جلد اول	عال ۴/ر
،، ،، ،، ،، دوم	۶/آر
بہر دو جلد	ے ۸/ر
مراثی انیس کامل ۶ جلد	ے ۴/ر
مراثی مونس کامل ۳ جلد	ـصـه
مراثی دلگیر کامل ۳ جلد	ـصـه
نوحہ جات	
نوحہ جات صادق فارسی	عـعـم
نوحہ جات و سلام بہتر و حیرت	۳/ر
بزم ماتم عرف دریائے غم	۲/ر
قلزم ماتم معروف بہ کوہ غم	۵/ر
گریبان گل	۳/ر
نوحہ جات سجاد	۲/ر
خورشید ماتم نوحہ جات شاعر	۸/ر
شبیر کا نوحہ شبیر پر	۱/ر
نوحہ احمد ثانی	۱/ر
نوحہ جات متین	عال
،، ،، واجد	۴/آر
،، ،، شعرا لکھنو	۱۴/ر
سلام وغیرہ	
گلدستہ مناجات	۳/ر
مجموعہ رباعیات	۱۴/ر
رسالہ سبیل	۳/ر
رباعیات مرزا دبیر	۸/ر
مجمع تعزیت مجموعہ سلام نایاب	ے ۸/ر

المشتہر

منیجر کتبخانہ حیدری و مطبع

سیدی چھتہ بازار

حیدرآباد دکن